کشکولِ منیر

از فیض قطب دوراں خواجہ خواجگاں سیدی و مرشدی قبلہ

حضرت پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفٰی خان صاحب نوراللہ مرقدہ

از کلام: ابن امجد الھاشمی منیر احمد

جو حضرت موسیٰ کو نہ لوٹائے خالی ہاتھ
ملتا ہے سلسلہ ہمارا اس فقیر سے

ابن امجد الہاشمی منیر احمد

فہرست

تقریظ

از: حضرت قبلہ صوفی حاجی محمد رفیق مدنی دامت برکاتہم العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی خصوصاً
علیٰ خیر خلقہ محمد المجتبیٰ وعلیٰ الہٖ واصحابہ اجمعین

تمام صفات حمیدہ اس لازوال اور بے نیاز قادر مطلق کی شان جل علیٰ کے ساتھ وابستہ ہیں جو تمام جہان والوں کا خالق ہے اور اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے اور ہم قوی امید کرتے ہیں کہ روز آخرت وہ ہمارے گناہوں اور لغزشوں کو معاف فرمائے گا اور ہمیں اپنے نیک بندوں کی فہرست میں شامل فرمائے گا اور کروڑوں درود و سلام ہوں سرکار دو عالم آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر آپ ﷺ کی آل پر اور آپ ﷺ کے تمام صحابۂ کرام پر میں دعا گو ہوں اللہ پاک استاد ابن امجد الھاشمی منیر احمد کے درجات کو اپنی بارگاہ میں بلند فرمائے یہ اللہ جل شانہ کا استاد ابن امجد الھاشمی منیر احمد پر انتہائی رحم و کرم اور فضل و احسان ہے یہ کتاب کشکول منیر معرفت کے شہسواروں کے لیے ایک بیش بہا قیمتی انمول نایاب تحفہ ہے اللہ جل شانہ عزیز موصوف کی اس محنت و سعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین وصلی اللہ علیٰ نبیہ والہٖ واصحابہ اجمعین

کتبہ بندہ صوفی حاجی محمد رفیق مدنی عفا اللہ عنہ

کشکول منیر

از فیض حضرت قبلہ سیّدی و مرشدی پیر طریقت رہبر شریعت
قطب عالم پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب

نوراللہ مرقدہ

نہ فقہ کے اماموں نہ واعظوں سے پوچھ
کتاب عشق کی تفسیر عاشقوں سے پوچھ
کتاب عشق کی تفسیر ہے روئے جاناں
شیخ صاحب سے تو پیر مُغاں کے راز نہ پوچھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

ہر طرح کی حمد وثناء اس ذات باری تعالیٰ کے لیے ہے جو تمام جہاں والوں کا پروردگار ہے اور ہر طرح کا درود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے لیے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے سب سے برگزیدہ ہستی اور اپنا محبوب قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ ہی کی ذات گرامی تمام بنی نوع انسان اور تمام مخلوقات کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا سب سے بڑا انعام ہے انسان کو جو عزت اور عظمت ملی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وساطت سے ملی ہے۔ تمام عالم میں آپ ﷺ کے انوارات کی روشنی ہے جو سارے عالم کو مسّخر کئے ہوئے ہے معرفت کے بارے میں جیسا کہ شہید عشق حسین بن منصور نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کے طبقات کو سامنے رکھا جائے تو معرفت محض خواص کے حصے میں آتی ہے عام لوگوں کی فکر اس کے بارے میں انتشار کا شکار ہے اس کے بارے میں جو لوگ رائے زنی کرتے ہیں اور قیل وقال کے ذریعے مجلس آرائی کرتے ہیں وہ وسوسوں میں مبتلا ہیں اور وہ لوگ جو اس کے بارے میں سوچ بچار کے عادی ہیں انہیں مایوسی نے گھیر رکھا ہے جن کو اس کے مسائل سے وحشت ہوتی ہے وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں میری دعا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ میری اس سعی وکاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

آمین بحرمت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حقیر فقیر لاشی ابن امجد الھاشمی منیر احمد

حمد باری تعالیٰ

اے خدائے پاک سب تعریفیں تیرے لیے ہیں
اے مجیب الدعوات سب تعریفیں تیرے لیے ہیں
تو شہنشاہ کل ہے ہم سب ہیں تیرے محتاج
اے قاضی الحاجات سب تعریفیں تیرے لیے ہیں
تُو ہی ہمارا محافظ ہے ہم سب کی جائے پناہ
اے کافی المھمات سب تعریفیں تیرے لیے ہیں
تُو بڑا رحیم و کریم ہے سب پر ہیں تیرے احسان
اے جلیل الذات سب تعریفیں تیرے لیے ہیں
ہے حقیر فقیر منیر تیرے فضل و کرم کا طالب
اے ذات بے نیاز سب تعریفیں تیرے لیے ہیں

کلام

مجھے کیا کمی ہے بندے میرا در تو کھٹکھٹاتا
میں نواز دیتا ایسا سر عرش جگمگاتا
میری چاہتیں ہیں تجھ سے تجھے روبرو رکھا ہے
عالم کو میں سُلاتا تجھے یوں تو نہ اٹھاتا
جو چھپا ہے تیرے دل میں وہی میرا دلربا ہے
جو سمجھتا راز الفت اسی غم میں مر تو جاتا
توں گزر کے اپنی جاں سے میرے پاس گر تو آتا
تجھے دیتا راز حکمت تجھے دلربا بناتا
نہ قرآں کا نور دل میں نہ حدیث دلبرانا
جو زرا حیا بھی ہوتی تو یوں درد نہ سناتا
تیرا ہم کلام ہوں میں تیرے آس پاس ہوں میں
جو زرا وفا بھی ہوتی تجھے کیا نہ میں بناتا
بڑا بے نیاز ہوں میں بڑا مہربان ہوں میں
مجھے کیا کمی ہے بندے تیری پیاس نہ بجھاتا
اے منیر راز الفت تو کب سمجھ سکے گا
نہ یہ کائنات ہوتی نہ میں دلربا بناتا

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کہاں عاصیءِ نایاب کہاں تیرا آستاں
کچھ مدح کے قابل نہیں محبوبﷺ یہ زباں
تیرے کرم کی بھیک کی کوئی نہیں مثال
اور بزرگی بھی وہ ہے کہ جس کا نہیں بیاں
دیجے پناہ آپﷺ ہیں غمخوار دو جہاں
میری ہی سرکشی سے جلا میرا آشیاں
آنسو بھی ہیں ناپاک مجھ گناہ گار کے
کیا پیش کروں خاک بسر بے سروساماں
میرے کریمﷺ تیرے کرم نے رکھی ہے لاج
اوقات نہیں بھیک بھر کی بھی میری شہاﷺ
کیجیئے گرے پڑے ہوئے کی حاضری قبول
میرے لیے تو بڑھ کے ہے محبوبﷺ یہ عطا
مجرم کو لگ چکی ہے سزا اب تو آیئے
رکتا نہیں منیر سے اب یہ دل گریہ

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اٹھا درد جگر فریاد آئی چل طیبہ نگریا یاد آئی
ہوئی بیدار روح قلب و جگر یا محمد ﷺ محمد ﷺ پکار آئی
چاند تارے جہاں کل کائنات سمٹ آئی دل دیوانہ میں
واہ رے کمال قلب حزیں معطر خوشبو گل بہار آئی
اشک پر نم سجائے بیٹھا ہوں راحت قلب جان چوکھٹ پر
شرم عصیاں لیے چہرہ تر چشم تر شہا بہار آئی
وہ نظر کیا اٹھی ہائے شان کرم رؤف الرحیم ہائے جان کرم
پھول دھڑکنوں میں کھلنے لگے اللہ اللہ مطہر بہار آئی
یارسول ﷺ اللہ سلام علیک یا حبیب ﷺ اللہ سلام علیک
یہی آواز حجرہ دل سے راہ چشم تر بار بار آئی
شاہ کون و مکاں گداگر ہوں بے بسی کا مسافر ہوں
دل کا کمزور لاغر ہوں بے کسی دلربا اشکبار آئی
وہ چشم حزیں کا توشہ تھا ہائے لب حزیں کا بوسہ تھا
رکھا قدموں پہ سر منیر حزیں عقیدت سر اپنا اتار آئی

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رخ سے حجاب عشق میری جان اٹھائیے
بیمار دل تڑپتا ہے اس کو سنبھالئیے
روتا ہے زارو زار تیرے پیار کا مارا
روٹھا ہے دو جہانوں سے آ کر منائیے
تھاما ہوا ہے پلکوں نے یہ پیالہء الفت
اس میں حضور ﷺ رنگ عقیدت سجائیے
اب صبر دل نہیں رہا آ جائیے حضور ﷺ
فریاد دل کی سنیئے میری جان آئیے
کشکول محبت ہے طلبگار بھیک کی
اس چشم تر کو جام محبت پلائیے
میں ہوں گناہگار مستحق ہوں کرم کا
کوچے کو اپنے رند کا مسکن بنائیے
آ جائیے حضور بڑی کشمکش میں ہوں
سینے سے اب منیر حزیں کو لگائیے

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کوئی دیکھے کرم میرے سرکار ﷺ کا
شاہ ابرار کا شاہ ذیشان کا

دے دیا جس کو جو دے دیا سو دیا
ہاتھ میں ہاتھ ہے رب غفار کا

عالم دو جہاں بزم کون و مکان
صدقہ کھاتے ہیں سب میرے سرکار کا

کیوں پھروں جابجا ٹھوکریں دربدر
میں گداہوں شہنشاہِ ابرار کا

آرہی ہے صبا تجھ سے بوئے نبیؐ
کوئی پیغام ہے میرے سرکار ﷺ کا

گھر میں بیٹھے ہی پہنچتے دیار حبیب ﷺ
کیا بلانا ہے یہ میرے سرکار کا

میری نسبت شہنشاہ طیبہ سے ہے
امّتی ہوں میں محبوب ﷺ رحمٰن کا

ایک تیرے سوا شاہ کون و مکاں
کون ہے کون ہے مجھ گناہگار کا

یہ تو ان کا کرم ہے منیر حزیں
دیکھتا کون چہرہ گنہگار کا

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

در طیبہ دیوانہ جھومتا ہے
سنہری جالیاں دل چومتا ہے
کہ دل میں غار اک غار حرا ہے
وہ جن کے نقش پاء دل چومتا ہے
کُو بہ کُو دربدر فراق حبیبؐ
گل مستانہ ان کا پوچھتا ہے
اٹھائے کاندھوں پہ ان کو دیوانہ
طواف گرد کعبہ جھومتا ہے
عاشق زار ہر دیوانے کا
در محبوب ﷺ پہ دم ٹوٹتا ہے
منیر آ کر ٹھہرتے ہیں وہ دل میں
دل بے تاب جب بھی ٹوٹتا ہے

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

بزم جاناں سجائے بیٹھے ہیں
دل مدینہ بنائے بیٹھے ہیں
باادب سب پڑھیں درود سلام
میرے سرکارﷺ آئے بیٹھے ہیں
اے میری جان جان و دل صدقے
میرے غمخوار آئے بیٹھے ہیں
مسکراتی ہیں رحمتیں مستوں
پھول دل کے کھلائے بیٹھے ہیں
مانگنے والوں مانگ لو جو بھی
دل دریا بہائے بیٹھے ہیں
ان کا جلوہ نہیں جلوہ تنہا
ساتھ پروردگار بیٹھے ہیں
کیا لکھے عاشق بے تاب منیر
دل یوں ان سے لگائے بیٹھے ہیں

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے دل خون بہا چل در نبی ﷺ کو چل
چل میری چشم وفا چل در نبیؐ کو چل

اب یہاں کون تیری سنتا ہے گل بیمار
چل دل خون بہا چل در نبی ﷺ کو چل

چہرہ تر کا بیاں کون یہاں سمجھا ہے
چل میری چشم وفا چل در نبی ﷺ کو چل

کیفیت اب بھی وہی ہے تیری بیمار غم
کیوں تڑپتا ہے یہاں چل در نبی ﷺ کو چل

ہائے مسکین دل کو کچھ یہاں آرام نہیں
اے درد روح فغاں چل در نبی ﷺ کو چل

حشر بھی درمیاں ہے سوز دلبراں عاشق
ختم نہ ہوگی سزا چل در نبی ﷺ کو چل

شرم عصیاں سے نہ رو اٹھ گل بیمار منیر
بڑھ گئے تیرے گناہ چل در نبی ﷺ کو چل

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کوئے سرکار مدینہ کی بہت یاد آئی
دشت صحرائے مدینہ کی بہت یاد آئی
جلوہ روئے نبی ﷺ آنکھیں ہوئی جاتی ہیں نم
زلف سرکار مدینہ کی بہت یاد آئی
رہ گئی خاک جو پلکوں سے اٹھا لائے تھے
اس چمنستان مدینہ کی بہت یاد آئی
وہ کریمانہ کرم چشم محبت کی بہار
صبح انوار مدینہ کی بہت یاد آئی
پھر چلے قافلے دربار نبیؐ کی جانب
پھر گلستان مدینہ کی بہت یاد آئی
کتنا پر نور ہے یہ غم بھی منیر عاصی
چشم سرکار مدینہ کی بہت یاد آئی

عت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تیرے روضے پہ دیوانہ دیوانہ وار آتا ہے
وہ آہِ دل اٹھائے تشنۂ فریاد آتا ہے
ترستی ہے نگاہ شوق تیرے مست کوچے کو
دل افسردہ رنجیدہ دل بیتاب آتا ہے
گناہگار زمانہ منہ چھپائے جانب طیبہ
اٹھائے پاپ کی گٹھڑی میرے سرکاﷺ آتا ہے
نہ ہمت ہے نہ دم لیجیے خبر اے شاہِ بحر و بر
وہ گرے پڑتے جان جاں تیرا بیمار آتا ہے
قرار دل نہیں دل کو شفا دیجیے میرے آقاؐ
طبیب راحت جاں مائل فریاد آتا ہے
مریض عشق کیوں روتا ہے اب رنج و الم سے تو
تسلی رکھ دل بے تاب وہ دربار آتا ہے
منیر زار اک اپنا بھی گھر ہو کوئے جاناںﷺ میں
یہی خواہش لیے آقا دل بے تاب آتا ہے

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے شہنشاہِ ذوالکرم چشم کرم اٹھایئے
اے صاحب جو دو کرم بگڑی میری بنایئے
آیا بلاوا آپ کا بیٹھا ہوں انتظار میں
بڑھنے لگا ہے درد دل میرے حضورﷺ آیئے
اے سلطانِﷺ دو جہاں اے ذوالکرم العمیم
مجھے سہارا ہے آپﷺ کا چشم کرم لٹایئے
نصیب چمک چمک اٹھے جن کو یہاں جگہ ملی
ٹھوکریں بھی پڑیں یہاں تو بھی خوشی منایئے
ڈھونڈیئے نہ جو کھو چکے اپنے ہواس گم شدہ
پڑھیے سلام چشم تر اپنا حبیبﷺ منایئے
دکھتے دلوں پہ مہرباں آپﷺ طبیب دو جہاں
ممکن نہیں منیر زار زخم جگر چھپایئے

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سجی ہے محفل انجمن میرے پیارے خیرالانام کی
اے طبیب راحت دو جہاں رکھ لے لاج اپنے غلام کی
تیری عظمتوں کا بیان کیا تیری رحمتوں کا کمال کیا
میرے دلنشیں میرے دلربا بڑی برکتیں تیرے نام کی
تو حبیب رب کریم ہے تُو دکھی دلوں کا طبیب ہے
ہے شفائے دل بڑی نعمتیں میرے مصطفیٰ ﷺ کے کلام کی
در مصطفیٰ ﷺ پہ قیام ہو باادب درود و سلام ہو
بڑی آس ہے شہہ بحر و بر میرے پیارے ادنیٰ غلام کی
رہوں یاد میں تیری چاہ میں تیرے عشق میں تیرے ذکر میں
رہے روبرو روئے مصطفیٰ یہ دعا ہے اس قلب زار کی
میں مروں تو کاش کہیں سبھی میری زندگی کے بیان میں
یوں حیات عاشق زار نے غم مصطفیٰ ﷺ میں تمام کی
اے منیر ہے کہاں وسعتیں میں بیاں کروں انکی عظمتیں
وہ خداہی جانے ہے عظمتیں میرے مصطفیٰ ﷺ کے مقام کی

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وقت رخصت پوچھیئے نہ حال دل بیمار سے
وہ لپٹ جانا نگاہوں کا در سرکار سے
وہ کھلا باغ چمن دل مطلع انوار سے
مسکرا دینا وہ انکا دیکھ لینا پیار سے
اب ہمیشہ کے لیے مجھ کو بلا لیجیے حضورﷺ
کس قدر ہے دل نم افسردہ نفس تار سے
قصر دل نہ پوچھیے کہ اب گرا بس اب گرا
تنگ آجاتا ہوں اب تو اس دل بیزار سے
کون سمجھے ہے سوا تیرے ان آنکھوں کی زباں
کون جانے کیا صدا آئی دل برباد سے
کیا دکھائیں گے یہ منہ اپنے وطن جاکر شہاؐ
ہم اگر خالی گئے آقاﷺ تیرے دربار سے
کیوں پھروں دیر و حرم میں مارا مارا کس لیے
کچھ نہیں بڑھ کر تیری روئیت تیرے دیدار سے
کانپ اٹھتی ہے میری اوقات شان نعت سے
کوئی بے ادبی نہ ہوجائے منیر زار سے

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہ محفلیں تیری روئیت سے سج رہی تھی کہیں
ہمارے دل میں محبت تڑپ رہی تھی کہیں
سنا ہے کوئے نبیﷺ سے چلے وہ شاہِ اِمم
مریض ہجر کی حالت بگڑ رہی تھی کہیں
ہاں ان کی شان کریمی نے بڑھ کے تھام لیا
یہ روح بزم جہاں میں بھٹک رہی تھی کہیں
صدائے عشق نبیﷺ پہنچی ، کوئے طیبہ میں
دیار غیر میں بلبل سسک رہی تھی کہیں
کہ لاج والوں نے رکھی تھی لاج ورنہ منیر
گنا ہگاروں کی کشتی بکھر رہی تھی کہیں

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کچھ بھی نہ تھے حضورﷺ نے سلطان کردیا
چشمِ کرم نے مست کو نایاب کردیا
کیا کہنے میری جان اس انداز کرم کے
ذرے کو اک نظر میں آفتاب کردیا
دست کرم نے بخش دی پوشاک حرم کی
دے کر گدائی اپنی تاجدار کردیا
ایسا کرم ہوا کہ اشکبار ہوگئے
چشم عطا نے مست کو حیران کردیا
لاؤں بیاں کہاں سے میں چشمان کرم کا
مجرم کو جس نے جلوہ سامان کردیا
ہے خاکپاء کے بوسے سے بے نور کی ضیاء
اے عشق ہم نے قصہ ہی تمام کردیا
دل کو سرور عشق نے بخشی ہے ولایت
اس درد کی خیرات نے بیدار کردیا
کہنے لگے اجل نہ ملی روح منیر کی
شمس الضحیٰﷺ نے کام ہی تمام کردیا

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شاہ بطحا ﷺ کے آستانے میں
کیا نہیں ملتا ہے پیمانے میں
ہر گل تر میں ہے ان کی خوشبو
اور کلی محو ہے ترانے میں
کیسے مانوں کہ وہ نہیں آئے
ان کی خوشبو ہے آشیانے میں
شوق جلنے کا ہے پروانے میں
کیا عجب رنگ ہیں مستانے میں
اب کہاں ڈھونڈ کے لاؤں ناصح
کھوگئے دل کے آنے جانے میں
کام کُتے کا گھر سے باہر ہے
نہ گھسیٹو مجھے کاشانے میں
تیرا پنچھی ہے پیارے تیرا منیر
کیسی لذت ہے تیرے دانے میں

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ رنگ ہمارے من کے ہیں ہم منگتے شاہ زمن کے ہیں
بُوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ اور آل حسینؓ و حسنؓ کے ہیں
کیا رنگ شب بیداری ہے آقا یہ نیند تمہاری ہے
یہ نقش ہماری آنکھوں میں پیارے نبیﷺ کے وطن کے ہیں
یہ رنگ جو رنگ قرآں میں یہ رنگ صحائح ستہ میں
یہ رنگ بہار گلشن میں خوشبوئے دہن کی پھبن کے ہیں
دربار تیرا بن مانگے ملے جھولی ہی نہ کوئی خالی ملے
یہ رنگ دیار طیبہ میں انوار نبیؐ کے چمن کے ہیں
اے قلب حزیں یہ راحت دل یہ مستیٔ شوق راز جنوں
یہ پھول ہماری آنکھوں میں مولائے کرم کی دھوون کے ہیں
آئی آقاﷺ کی سواری ہے اف وجد منیر پہ طاری ہے
یہ تجھ پہ نبیﷺ کا سایہ ہے انوار یہ شاہِ زمن کے ہیں

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ اللہ ان کا ہی دربار ہے روبرو چشم تر میرے سرکار ہیں
یہ شب غم محبت کا احسان ہے کس قدر حسرت چشم بیمار ہے
ان کے آنے سے بزم جہاں کا چمن کتنا مسرور ہے کتنا ممنون ہے
آج بیدار ہے روح قلب و جگر ہر طرف جلوہ شاہ خوبان ہے
واہ کیا شان ہے واہ کیا شان ہے ہر نظر طالب شوق دیدار ہے
جھومتا ہے چمن بزم انوار ہے اللہ اللہ بے تاب گلزار ہے
چشم تر آج مخمور سا ہے جہاں دیکھ تشریف فرما ہیں شمس الضحیٰ
یہ شراب محبت کی پاکیزگی ہر طرف جلوہ روئے انوار ہے
طبع پر جوش ہے ہمہ تن گوش ہے دل طواف محمد ﷺ میں مدہوش ہے
آج لطف و کرم ہے بڑی موج ہے مست بے خود تیرا عاشق زار ہے
واہ کیا مرتبہ شان سبحان ہے آج دست کرم بھی مہربان ہے
آج جو دو سخا پیار ہی پیار ہے لوٹ لو آج رحمت انوار ہے
یہ مدینہ ہے باغ محمد ﷺ منیر چشم تر کس قدر آج حیران ہے
اک طرف حسرت چشم بیمار ہے اک طرف جلوہ روئے سرکار ہے

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پہنچے ہیں دیوانے روضے پر سرکارﷺ کرم فرما دیجیئے
بے تاب لیے ہوئے قلب و جگر سرکارﷺ کرم فرماد یجیئے
اے شاہ عرب اے شاہ عجم اے مخزنِ رحمت ابر کرم
ہے حال پریشاں رنج و الم سرکارﷺ کرم فرما دیجیئے
پڑھتے ہیں سلام چشم تر ہم خاک بسر ہم خاک نشین
کرلیجیے قبول اے شاہ امم سرکارﷺ کرم فرما دیجیئے
چشم کرم کی پریت ملے منگتوں کو کرم کی بھیک ملے
رہ جائے مسکینوں کا بھرم سرکارﷺ کرم فرما دیجیئے
چرچا ہے تمہارا دینے کا کچھ ڈھنگ نہیں ہمیں لینے کا
اے حسن اتّم کیجئے شان کرم سرکارﷺ کرم فرما دیجئے
وہ ایک غموں کا مارا ہے کیا تیرا منیر بے چارہ ہے
جو اپنی ماں کا پیارا ہے سرکارﷺ کرم فرما دیجئے

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میری آنکھوں کا نور میرے دل کا سکوں میرے قلب و جگر کو شفا دیجئے
ان نگاہوں سے ملتی ہے دل کو شفاء ان نگاہوں کو دل سے دعا دیجیئے
روئے بدرّ دجیٰ شان شمس الضحیٰ شمع بزم ہدایت اے نور الھدیٰ
دلربا جانِ رحمت اے شان خدا اب شراب محبت پلا دیجئے
حوصلہ ہے نہ دم ہے نہ خم میری جاں ٹوٹ جائے نہ تار نفس میری جاں
فرقت دید اب ہوش دل کو نہیں اب حجاب اپنا جاناں اٹھا دیجئے
چاہیے درد دل کو تمہاری رضا ہے تمہاری رضا پیارے رب کی رضا
میرے تشنہ جگر کی یہ فریاد ہے اپنی یادوں سے دل کو سجا دیجیئے
منتظر ہوں بلائیں وہ شاہِ زمن اپنے روضے پہ اک دن گناہگار کو
اے حبیب خدا حامئ بے کساں حاضری کا شرف ایک عطا کیجئے
کیوں منیر حزیں خستہ و ویران ہے لاج رکھ لیجئے دل پریشان ہے
کیا کمی ہے تمہیں میرے سلطان دیں اب تو میرا مقدر جگا دیجیئے

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

راز محبت کھل گیا تیرے نور سے سب انوار بنے
فرمان الٰہی پڑھ پیارے خوشبوئے دہن قرآن بنے
محبوبﷺ خدا سلطان من اے جان من ایمان من
کشکول منیر وہ لفظ کہاں جو تیرے شایان شان بنے
یہ تیرا کرم ہے شاہ امم ہے عظمت انسان راز بشر
بوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ اور غوث قطب ابدال بنے
سارا عالم تیرا دیوانہ تیرا مستانہ تیرا پروانہ
اے حُسن محمدﷺ حُسن خدا فرصت سے تیرے رخسار بنے
خوشبوئے محبت سے میرے اس ٹوٹے دل کو مہکا دیں
دل مطلع انوار بنے دل میرا گل گلزار بنے
وہ رحمت عالم انس و جان وہ شافع محشر روز جزاء
وہ پھول بدن وہ دل جانی امت کے لیے غمخوار بنے
ذکر خدا سے پیٹ بھرے اور شکر خدا سے پیاس بجھے
وہ کہہ دیں منیر ہمارا ہے تو عاشق زار کی بات بنے

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آیا بلاوا پیارے نبی ﷺ کا درود لبوں پہ سجاتا جائے
حق محمّد ﷺ حق محمّد ﷺ اپنی دھن میں گاتا جائے
چلا دیوانہ کوئے جاناں پیش نظر ہے روئے جاناں
چشم کرم سرکار ﷺ مدینہ گریۂ دل مرجھاتا جائے
تیرا خاک بسر پیارے سلطان شرمندہ سا نمدیدہ سا
اشک ندامت زار و زار دیوانہ وار بہاتا جائے
ٹوٹ نہ جائے آس ہماری آقا ﷺ رکھ لیں لاج ہماری
عاصی ہوں بدنام زمانہ دل میرا گھبراتا جائے
خاک بسر تیرا دیوانہ ہوں آہ بدن تیرا پروانہ ہوں
عشق نبی ﷺ میں دل کا یہ عالم بیٹھا جائے بیٹھا جائے
پیارے نبی ﷺ کی پیاری ادائیں وہ زلفوں کی ٹھنڈی چھائیں
مدحتِ شاہ بحر و بر میں پھول دلوں کے کھلاتا جائے
ہوش رہے نہ ایسی پلادیں پیارے آقا ﷺ اپنا بنالیں
دربار سرکار نبی ﷺ سے منگتا خالی ہاتھ نہ جائے
کون سنبھالے شاہ مدینہ تیرے دیوانوں مستانوں کو
آقا ﷺ خبر لیں اپنے منیر کی زار و زار رلاتا جائے

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہ بادشاہ دل وہ تاجدار ﷺ ہے دل کا
وہ بادشاہ دل وہ مہربان ہے دل کا
بے کس پناہ شان کمالات کبریا
آقائی و مولائی ﷺ ہے مختار ہے دل کا
کیا جلوہ زیبائی ہے اے حُسن مجسم ﷺ
مسند نشیں وہ رحمت انوار ہے دل کا
بیدار ہوئے روئیت سرکار نبی ﷺ سے
کتنا حسین منظر انوار ہے دل کا
اس نام سے بنتے ہیں میرے کام ہمیشہ
یہ نام ہی تو رفعت انوار ہے دل کا
جرأت نہیں کلام نعت لکھ سکوں منیر
مدح نبی ﷺ اپنا ہی انداز ہے دل کا

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تیرے دربار میں ہم بہر سلام آئے ہیں
تیری چوکھٹ پہ تہی دست غلام آئے ہیں
گل بیمار کو چوکھٹ تیری نصیب ہوئی
جب میری جان تیرے در سے پیام آئے ہیں
میں سمجھتا تھا کوئی ان کا خریدار نہیں
اشک میرے تیری چوکھٹ پہ کام آئے ہیں
دوجہاں تم کو مبارک ہو فی امان اللہ
میرے حصے میں محبت کے جام آئے ہیں
اپنے قدموں کو چومتا ہوں ان کے کوچے میں
مجھے محبوب ﷺ کے روضے سے سلام آئے ہیں
حق نے محبوب ﷺ کے قدموں پہ وار دی جنت
جب سنا اس نے محمد ﷺ کے غلام آئے ہیں
منیر زار کی اوقات ہی کیا ہے مرشد
عالم قدس سے یہ عمدہ کلام آئے ہیں

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آقائی و مولائی اشکبار ہے آیا
اے جاں مسیحائی گناہ گار ہے آیا
میرے کریمﷺ تیری کریمی پہ میں صدقے
خیرات دیجیئے شب بیدار ہے آیا
اب آپﷺ ہی کچھ کیجئے سلطان مدینہ
میرے کریمﷺ دیکھیئے بیمار ہے آیا
سن لیجیئے حضورﷺ اس دکھی کی صدا کو
سنیئے کریم آقاﷺ خاکسار ہے آیا
جانے کو اب نہیں ہے بیمار محبت
اب کیجئے کرم گلِ بیمار ہے آیا
آقا منیر زار کا رکھ لیجئے بھرم
حقیر فقیر لاشیء غبار ہے آیا

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آئی نہ کمی مستوں انکی شان کرم میں
وہ اپنے سب غلاموں کو رکھتے ہیں نظر میں
اس سے بھی بڑھ کے کوئی انداز کرم ہے
کاندھوں پہ اٹھائے ہوئے پھرتا ہوں حرم میں
یہ ہے میرے کریمﷺ کی خیرات کا صدقہ
پرواز کہاں ہوتی ہے ٹوٹے ہوئے پر میں
پایا ہے سکوں قلب حزیں نے در محبوبﷺ
اک آہ تڑپتی تھی میرے قلب و جگر میں
اللہ رے وہ میرا خطا پوش عصیاں پوش
چھپ جاتی ہیں خطائیں میری رحم و کرم میں
سمجھے نہ اگر کوئی طواف در جاناں
سمجھے وہ کن جو رکھا گیا شمس و قمر میں
وہ کہہ گیا اک بچھڑا ہوا رند ادب سے
جو کہہ نہ سکے ناز تھا جن کو تیرے گھر میں
دے کر غم حبیبﷺ سنواری تیری مٹی
رکھا منیر زار تجھے فضل و کرم میں

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کھلا دروازہ دل کا آئے میرے تاجدار ﷺ آئے
رہا نہ ہوش دل آئے حبیب ﷺ کردگار آئے
ہوئی آمد جمال مصطفیٰ ﷺ سے دل ہوا روشن
تشفی ہوگئی دل کی طبیب ذی وقار آئے
فدا ہوں سرتاپاء میں خاکپائے رحمت عالم ﷺ
خوش صلِ علیٰ صلّ علیٰ ہر سو پکار آئے
غموں کو دور کرنے آج وہ شمس الضحیٰ ﷺ پہنچے
شہنشاہ مدینہ ﷺ غمزدوں کے غمگسار آئے
کہاں چھپتی ہے خوشبوئے حبیب ﷺ کبریا دل میں
ہوئی ٹھنڈک میری آنکھوں میں اشک خوشبو دار آئے
منیر زار بھی پہنچے لجاتے شرم عصیاں سے
لیے اشک ندامت سرجھکائے اشکبار آئے

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آقائی و مولائی ﷺ تیرا چشم کرم ہے
اے جان دلربائی ﷺ تیرا چشم کرم ہے
کیا شان ہے اے قبلہ دیں کعبہ و ایماں
اے جان مسیحائی تیرا چشم کرم ہے
کافی ہے مجھے نسبت سرکا ﷺ مدینہ
اے شان کریمائی تیرا چشم کرم ہے
وہ دیکھو اٹھی رحمت انوار الٰہی
وہ دیکھو بہار آئی تیرا چشم کرم ہے
اے حسن محبت تیرے قربان میں قربان
اے جلوہ زیبائی تیرا چشم کرم ہے
وہ نور کی بارش تیرے انوار کا عالم
کیا پیاس بجھائی ہے تیرا چشم کرم ہے
یہ نعت منیر آج تیری مدح نبی ﷺ میں
ہوجائے گی مقبول تیرا چشم کرم ہے

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دل گریہ آہ و زاری تیرا نام جب لیا ہے
اے میرے کریم دل کو بڑا حوصلہ ملا ہے
جسے چاہیں اک نظر میں بندہ نواز کردیں
تیری ہر ادا ہے پیاری تیرا پیارا سلسلہ ہے
ہے سکون روح مضطر شاہ دین کا آستانہ
مجھے کیا کمی ہے آقا ﷺ مجھے تیرا در ملا ہے
امیدیں میری تجھ سے میرا حوصلہ ہے تجھ سے
جس کو بھی جو ملا ہے تیرے در سے ہی ملا ہے

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ اللہ رویت جاناں رویت چشم یار چلا
پنکھ کھلے ہیں رویت جاناں رویت چشم یار چلا
پیاری صدا تھی سنتے ہی دیوانہ دیوانہ وار چلا
دوش ہوا پر دیوانہ تھا رویت چشم یار چلا
پیارے محمد ﷺ تخت نشین ہیں کتنی مبارک پیاری گھڑی ہے
دیکھتے دیکھتے موہنی صورت طالب شوق دیدار چلا
آج کہیں گے من کی بتیاں موہنی صورت پیاری اکھیاں
آج مقدر اوج پہ آیا آج دل بیدار چلا
کتنا مبارک دست کرم ہے راحت دل ہے روح و نظر ہے
اپنے گدا کی لاج نبھا کر آج شہہ ابرار چلا
دھوم اٹھی ہے میّت پر کس کا عاشق زار چلا
بزم جہاں سے شاہ مدینہ آج تیرا بیمار چلا
ہائے غلام نبی ﷺ کی تربت جھوم رہی ہے مارے خوشی کے
مدحت ِ شاہ بحر و بر میں آج وہ بلبل زار چلا
ضبط رہا نہ جب دل بسمل دیکھتے روئے یار چلا
اپنی لحد میں آج خوشی سے دیکھو منیر زار چلا

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قصہَ ختم شد تاجدار آپ ﷺ ہیں
عشق و مستی کے پروردگار آپ ﷺ ہیں
آپ ﷺ عطا ہی عطا آپ ﷺ جان کرم
کیا کمی ہے میرے تاجدار آپ ﷺ ہیں
میری آغوش میں ہیں ہزاروں حرم
قبلہء عشق میں بے حجاب آپ ﷺ ہیں
تیرے رازوں کا ایک بھی واقف نہیں
بالقدرتی الجلی کے راز دار آپ ﷺ ہیں
کل خلائق ہو یا عالم قدس میں
اپنی تعریف خود بے مثال آپ ﷺ ہیں
آپ ہی بخشتے ہیں یہ نازو ادا
میرے کاندھوں پہ ہر دم شہا آپ ﷺ ہیں
بندہ عشق ہوں میں منیر حزیں
میرا سب کچھ میرے تاجدار آپ ﷺ ہیں

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کروں مدح رحمت دو جہاں یہ دعا ہے اس قلب زار میں
وہ رہیں نگاہوں کے روبرو رہوں سوئے طیبہ دیار میں
یہ تڑپ ہو رحمت دو جہاں یہ کسک ہو رحمت انس و جاں
میں سمیٹ لوں تیری ہر ادا انہیں لکھ دوں مدح کلام میں
تیری چاہ کی ہی طلب ہے تیرے پیار کا ہی اثر رہے
تیرے رنگ کے سبھی رنگ ہوں یہ تڑپ ہو عاشق زار میں
اے رسول احمد مجتبیٰ ﷺ میرے دل کو اپنا حصار دیں
میں لکھوں تو تیرا ہی نام ہو تیری شان تیرے بیان میں
باادب منیر رہے صدا تیرے در پہ پہنچے تیرا گدا
پڑھے نعت احمد مجتبیٰ ﷺ ہو نصیب روضۂ یار میں

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میں سوالی عاشق زار ہوں تیرا پیارےﷺ ادنیٰ غلام ہوں
کیا سناؤں دل نے لکھا ہے کیا جو طواف طلب رسولﷺ میں
یہ جو مست بندہ نواز یاں یہ ادائے ناز رسولﷺ جاں
میں بھی دل کے ٹکڑے لیے ہوئے انہی عاشقوں کے ہجوم میں
سنے کون دل کی یہ داستاں کہ یہ داستان ہے بے زباں
میں وہی ہوں محفل جانفزاں جو اداس بیٹھا ہے دھوم میں
اے منیر عشق رسولﷺ میں مجھے کیا خبر ہے منیر کی
میں نہیں ہوں اپنے وجود میں مجھے ڈھونڈ خاک رسولﷺ میں

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جنت کو جا رہا ہوں جو در حضورﷺ ہے
دونوں جہاں میں بس میرے آقاﷺ کا نور ہے
پڑھتے ہیں حورو غلماں قصیدے دراقدس
میوے ہیں خوشبودار شراب طہور ہے
ہم شان کیا بیاں کریں محبوبﷺ خدا کی
یہ دونوں جہاں ان کی خاکپاء کی دھول ہے
بچھڑا ہے اشک آنکھوں سے خاک در محبوبﷺ
اک بوسے کے لیے ہوا بیدار پھول ہے
بس اپنی دھن میں مست چلا جارہا ہوں میں
کیا جانوں کون موسیٰؑ ہے کیا کوہِ طور ہے
ڈوبا ہوں ایسا چشم محبت میں مہ کشو
اب حشر گذر جائے گا ایسا سرور ہے
یہ عشق میں تڑپنا عبادت ہے مست کی
یہ عاشقی منیر حزیں کی قبول ہے

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تاجدار ﷺ آیئے میری جان آیئے
میری جان آیئے تاجدار ﷺ آیئے

دل تڑپتا ہے سینۂ پر خار میں
کچھ قرار نہیں دھڑکن زار میں
نہ دوا میں ہے نہ ہی دعا میں کہیں
ہے شفا ہم فقیروں کی دیدار میں

تاجدار ﷺ آیئے میری جان آیئے
میری جان آیئے تاجدار ﷺ آیئے

آپ سے بڑھ کے حُسن نظارا نہیں
آپ سے زیادہ کوئی بھی پیارا نہیں
آپ ہی کے کرم کا سہارا ہمیں
کون ہے جس کا آپ سہارا نہیں

تاجدار ﷺ آیئے میری جان آیئے
میری جان آیئے تاجدار ﷺ آیئے

ہم کہاں جائیں آقاﷺ گنا ھگار ہیں
جرم عصیاں سے اپنے پریشان ہیں
اب بچا لیجئیے ہم سیاہ کاروں کو
چشم رحمت کے آقا طلبگار ہیں

تاجدارﷺ آیئے میری جان آیئے
میری جان آیئے تاجدارﷺ آیئے

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سرور دنیا و دیں اے عاشق رب العلیٰ ﷺ
آپ پر لاکھوں کروڑوں سلام ہو اے مہرباں

خاصۂ رب العلیٰ اے شافع روز جزا
یا امام المرسلیں اے تاجدار ﷺ دو سرا
بے کسوں کی غم کے ماروں کی مدد فرمایئے
در پہ حاضر ہیں کرم کی ایک نظر فرمایئے

ہادیٔ شاہ و گدا اے مونس ہر بے نوا
شمس الضحیٰ ﷺ بدر دجیٰ ﷺ نور مبیں نور خدا
غمزدوں پر بے سہاروں پر کرم فرمایئے
در پہ حاضر ہیں کرم کی اک نظر فرمایئے

اے نور ذات کبریا اے عاشق رب العلیٰ ﷺ
تو ہے حبیب ﷺ کبریا تو ہے محبّ ہر گدا
بے بسوں امیدواروں پر رحم فرمایئے
در پہ حاضر ہیں کرم کی اک نظر فرمایئے

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بیمار محبت کو ستایا نہ کیجئے
رخ کو اے تاجدار ﷺ چھپایا نہ کیجئے
کمزور ہے عاشق تیرا سلطان مدینہ ﷺ
خون دل بہا کو بہایا نہ کیجئے
ہے جان کی خوراک ہماری تیری خوشبو
مستوں کو بھوکا پیارے ﷺ سلایا نہ کیجئے
ہر گل ہے شاخ تنہا پہ مردہ پڑا ہوا
فرقت میں بلبلوں کو رلایا نہ کیجئے
روئے چمن نے دی شب گریہ دہائیاں
خون جگر منیر بچھایا نہ کیجئے

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بہت بیزار ہوں میں دنیا سے لباس ہستی بدل دوں گھر جاؤں
مرشد جاں یہی دعا دیجئے میں غم مصطفیٰ ﷺ میں مرجاؤں
دل میرا اب یہاں نہیں لگتا ہر گھڑی بے قرار رہتا ہوں
ہو عطا جام بقائے عالم دار فانی سے میں نکل جاؤں
عاشق زار کی ادا ہے یہی ہے یہی میرا وظیفہ مستوں
نام لے لے کے جان رحمت ﷺ کا جان سے اپنی میں گزر جاؤں
وہ نہ دیکھیں تو ظلمت شب میں مارا مارا پھرے اندھا سورج
وہ اک نظر کریں تو عالم میں چاندنی بن کے میں بکھر جاؤں
دل ہے مصروف اسے منانے میں روح مضطر ہے قید خانے میں
یہی کہتی ہے اب وہ شام وسحر میں جسم و جان سے نکل جاؤں
شدت غم نے مار ڈالا انہیں کئی جگنو تھے میری آنکھوں میں
چاند ڈھلنے کو ہے منیر حزیں ساتھ ساتھ اس کے میں بھی ڈھل جاؤں

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عشق والوں کو عجب آپ ﷺ نے جمال دیا
اپنا غم دے کے مہ کشوں کو مالا مال کیا
ورق الفت جو آنسوؤں میں ہیں فرش تا عرش
شوق و مستی کا عجب اشکوں کو دربار دیا
کرم کیا جو دیا عشق کا خمار ہمیں
اپنا غم دے کے دو جہانوں سے آزاد کیا
کیسے تربت میں سکوں پاتے پیار کے مارے
آپ کے نام نے مہ خواروں کو قرار دیا
وہ جس نے عشق نہ کیا کریم آقا ﷺ سے
اس نے زندہ ہی جہنم میں خود کو ڈال دیا
ہم کہاں اور کہاں شان کریم ﷺ کا بیاں
ہم غریبوں کو بے کسوں کو اپنا پیار دیا
قبول ہے وہی دل جس میں عشق احمد ﷺ ہے
منیر مالک نے بڑا تجھ پہ یہ احسان کیا

کلام

امت تجھے مقام دیا ہے حضور ﷺ نے
کچھ یاد ہے کیا کام دیا ہے حضور ﷺ نے
دنیا میں بھی اپنا کہا آخرت میں بھی
وعدہ بھی شفاعت کا کیا ہے حضور ﷺ نے
کچھ ربّ ھب لی امّتی کچھ یاد ہے تمہیں
دن رات تم کو یاد کیا ہے حضور ﷺ نے
ہر وقت اشکبار وہ آنکھیں حضور حق
امت کو اپنی یاد رکھا ہے حضور ﷺ نے
خندق نے عاشقوں کے جگر خون کردیئے
کس طرح ہائے صبر کیا ہے حضور ﷺ نے
کھائے ہیں طائف میں محبوب ﷺ نے پتھر
مت پوچھ کتنا درد سہا ہے حضور ﷺ نے
احسان فراموشوں تمہیں یاد ہے کچھ بھی
جو راہِ حق میں خون دیا ہے حضور ﷺ نے
ہے آپ ﷺ ہی کا دست کرم دست الہیٰ
جس نے جو بھی مانگا دیا ہے حضور ﷺ نے
تم کو غلاموں اپنے سوا یاد کچھ نہیں
کچھ یاد ہے جو سبق دیا ہے حضور ﷺ نے
وہ بھیک مانگتے ہیں کفار کے در پر
جن کو منیر شرف دیا ہے حضور ﷺ نے

کلام

وہ در بدر کرے یا تخت سلیمانی کرے
کسی کو قیس کہیں جلوہ سامانی کرے
ہے اختیار اسے جو کرے وہ مالک ہے
ہمارا خون بہائے یا مہربانی کرے
ہمارے ساتھ جو وہ چاہتا ہے کر ڈالے
ہے اختیار اسے جو ہمارا جانی کرے
ایک پروانہ ہوں میں شمعٔ راز الفت
اٹھادے ہوش کی تکلیفیں میزبانی کرے
ہم تو تیرے ہیں دونوں صورتوں میں
ہمیں دھتکار دے یا جلوہ جانانی کرے
منیر زار کو دے بھیک میں شراب علیؑ
کوچۂ عشق میں مستوں پہ حکمرانی کرے

کلام

نگاہ یار نے زخم جگر میں اسیر کے رکھا
فسانہ جس گھڑی دل نے گل تنویر کے رکھا
ذبح گاہ پیمبر خاک میں تکبیر کے رکھا
گلِ دلدار نے گل کو گل زنجیر کے رکھا
نہ کہہ پائی تمہیں چشم غریباں روبرو کچھ بھی
سوال چاک گریباں نے دل کو چیر کے رکھا
نہ تم آئے کہ سونی ہوگئی بیمار کی خلوت
اے راز عشق فرقت کو میری تقدیر کے رکھا
چمن ویران کردے گا یہ اک دن درد کا مارا
حصار ایسا چمن نے چار سو زنجیر کے رکھا
یہ وحشی بیچتا پھرتا ہے جنت کے مکانوں کو
بڑا پتھر زباں پر حلقہء زنجیر کے رکھا
بڑی بے زاریاں ہیں وحشی زنداں کے ہونے سے
منیر زار نظروں میں گلوں نے تیر کے رکھا

کلام

اٹھائیں جس جا بھی اپنی نظریں تو جلوہ روئے یار آئے
انہی کے غم کی وہ برکتیں ہیں جو رتجگوں میں نکھار لائے
وہ ان کے آنسو گرے تو عرش بریں ہوا نوحہ چارہ سازی
وہ تیر دزدیدہ ستمگر جو دل میں بھی اشکبار آئے
وہ گوشۂ دل میں سو رہے تھے گلاب کی پتّیاں بچھا کر
یاں دشت و صحرا میں جان جاناں کہاں کہاں تک پکار آئے
وہ جلوۂ یار کھینچ لے گا وہ تیغ بدمست خونریزی
یہ قافلے والے رخ کو موڑیں کہیں نہ ان کا مزار آئے
یہ کوچۂ جاناں کون آیا گلی گلی جو صدا کرے ہے
دیوار در سے گلہ کرے ہے کہ ایک آئے تو ایک جائے
گیا ہے جو ان کا اللہ حافظ یہ حُسن جاناں کی بخششیں ہیں
اب آشیانوں سے انکے مستوں ہوائے گرد و غبار آئے
خوشا کہ جلوۂ روئے جاناں میں سر ہی اپنا اتار آئے
دوا لگے نہ دعا لگے نہ منیر اتنے بیمار آئے

کلام

وہ خیال روئے جاناں کہ نظر نظر میں تُو ہے
دل مست بوئے جاناں میرے دل میں اللہ ھُو ہے
ہے گلوں میں تیری مدحت کلیوں میں تیری نکہت
یہ چمن یہ پھول خوشبو یہ تیرا ہی رنگ و بو ہے
مجھے کھینچ لے چلی ہے وہ صدائے راز الفت
نہ سمجھ سکے زمانہ کیا صدائے رنگ ھُو ہے
یوں فراق دشت جاناں مجھے کھودیا ہے میں نے
تجھے پالیا ہے میں نے کہ نفس نفس میں تُو ہے
دل گریہ آہ زاری چڑھی عشق کی خماری
یہ میرا غریب خانہ میرے شاہ روبرو ہے
ہے منیر چشم جاناں کا اثر میری نظر میں
میرے مہربان عالم تیرا ذکر چار سُو ہے

کلام

ٹکڑے ہیں آنسوؤں کے کفن دار کے دل میں
مدفن ہے کوئی چشم گل دیدہ تر میں
دل چیر کے آتی ہے جو ہر سانس دلخراش
آزردہِ وحشت ہے کوئی راہ گزر میں
آنکھوں میں ہے مجموعہَ گریہَ فراق
جھولی میں دل کے ٹکڑے ہیں اس زاد سفر میں
کیا اب بھی انہیں لاج نہ آئی گل بیمار
کوئی جو تڑپتا ہے یہاں اپنی لحد میں
دل جھڑ گیا تو بعد میں آنکھیں بھی جھڑ گئی
کچھ بھی نہ سلامت رہا اس خاک بسر میں
اس اشکبار کو کبھی ہنستے نہیں دیکھا
کچھ تو منیر زار ہے اس دیدہ تر میں

کلام

قابل رحم غم عشق جاناں کے ہوگئے
طواف پر نم وہ شیدائے پروانہ کے ہوگئے
گنگناتی ہے صبا جھومتا جاتا ہے چمن
محو گلہائے عقیدت رخِ جاناں کے ہوگئے
قفس کھولا گیا ایک بھی پنچھی نہ اڑا
اک نظر میں اسیر جلوہ جاناں کے ہوگئے
کوئی دیوانہ ملا دشت نہ صحرا نہ چمن
جتنے مستانے تھے وہ جانِ جاناں کے ہوگئے
سنائی دیتی ہے نہ اب صدائے غم ان کی
شبِ فراق تھے جو رنگ دردانہ کے ہوگئے
بہت بیمار دیکھا تھا سر محفل کبھی اسکو
منیر زار بھی کیا اپنے جاناں کے ہوگئے

کلام

سیر گلشن ہو یا دشت صحرا
نکل خود کو پہچان یہ ابتدا ہے
طلوع شمس کی جو پہلی کرن ہے
یہ بوڑھی رات کی انتہا ہے
ہوش کھوجائے گر وقت مدہوشی
پھر یقین بھی اک گماں ہے
نہیں یہ دل لگانے کی جگہ دوست
یہ دنیا دوست تیرا امتحان ہے
ورق بے داغ بھی ممکن نہیں ہے
روئے تحریر کی اپنی زباں ہے
صبر کو صبر کی توفیق ملے
درد کی بھی اپنی التجا ہے
نہیں کچھ بھی منیر زار مستوں
یہ سب محبوب مالک کی عطا ہے

کلام

ضبط بھی اپنی فغاں سے لاؤں

صبر لاؤں میں کہاں سے لاؤں

حسرت دل ہے کہانی دل کی

میں بیاں لاؤں کہاں سے لاؤں

آبلہ پا ہے میرا خاک دہن

میں صدا لاؤں کہاں سے لاؤں

نظر نظر نہ رہی دل نہ رہا

پر پرواز کہاں سے لاؤں

کھودیا میں نے کہاں پر خود کو

خود کو لاؤں تو کہاں سے لاؤں

نہ سوز و ساز ہے نہ ضبط غم ہے

وہ جگر لاؤں کہاں سے لاؤں

میں تہی دست بار ارض منیر

جاں بلب آہ کہاں سے لاؤں

کلام

دل دیوانہ کی آہوں سے گل لرزتے ہیں
انہی کا زخم ہے زخموں میں رنگ بھرتے ہیں
یہ عشق اتنا بھی آسان نہیں ہے ناصح
یہ آنکھ ٹوٹ کے گرتی ہے راکھ اگلتے ہیں
اڑاتی پھرتی ہے پھر خاک کوبہ کو دل کو
جو راز عشق سمجھتے ہس کب سنبھلتے ہیں
نگاہ یار جو اس چشم تر میں رہتی ہے
منیر روح کبھی خاک سے بچھڑتے ہیں

تجھ سے ہی نہیں روشنی اس بزم جہاں میں
بیدار ہے دل بھی میرا اے چشم پریشاں
آنکھوں میں خاک ہے ابھی پنہاں کہیں کہیں
ہے یاد ہمیں آج بھی وہ زلف پریشاں
اک سمت چمن میں سنی چڑیوں کی چہچہاں
اک کونج بلکتی ہوئی دیکھی سر میداں
باغی نہیں ہے مالک و مولیٰ منیر زار
اس چشم تر میں رہتی بسمل کی خانقاہ

کلام

جانِ جاناں کی سواری ہے
میری کاندھا لگانے کی باری ہے
یہ مستیِ رقص جنوں واعظ
روح بسمل کی بیماری ہے
ہوا رخصت ہوش و خرد مستوں
عشق میں ایسی خماری ہے
دھڑکن دھڑکن بیداری ہے
ہیبت سی زمیں پر طاری ہے
محبوب ہمارے ہیں تخت نشیں
ھُو کا عالم جاری ہے
قربان ہوئے سب آ آ کر
صورت ہی کچھ ایسی پیاری ہے
یہ قفل زباں کا قصّہ ہے
اور ان کی پردہ داری ہے
کہاں سے منیر کہاں پہنچے
دو کریموں کی غمخواری ہے

کلام

وہ اذان تھی میرے دل میں یا میں تڑپ رہا تھا اذان میں
وہ جو لامکان رموز تھا جو سمٹ رہا تھا مکان میں
وہ صدائے حق دل منتظر میرا سن رہا تھا نماز میں
یہی شوق تھا دل مضطرب بھی پھڑک رہا تھا جلال میں
ہے میرا قیام رکوع بھی تو میرا سجدہ قعدہ سلام تُو
یہ نماز عشق حبیب تھی میں مہک رہا تھا گلاب میں
وہ سکون دل وہ عنایتیں بڑی برکتیں وہ لطافتیں
دل مبتلا تیری چاہ میں تھا دھڑک رہا تھا خمار میں

یارب تیرے محبوبﷺ کے جلووں کا اثر دے
مرجاؤں تیرے غم میں مجھے ایسا ہنر دے
دل ہو کہ تیری یاد میں ہر لمحہ الٰہیٰ
ہر دم روئے جاناں ہو مجھے ایسی نظر دے

کلام

یہ کون جانب ویرانہ اللہ بولتے ہیں
صدائے رب ہے محبت کے پنکھ کھولتے ہیں
تلاش یار پھراتا ہے کو بہ کو دل کو
تیرے فراق میں تو درد درد بولتے ہیں
آج عالم ہے نرالا میرے سونے گھر کا
تیری خوشبو ہے تیرے بام و در بولتے ہیں
ضبط غم سکتۂ ہجراں ہے مدینے والے
اشک غم راز سر عام میرا کھولتے ہیں
زمین و آسمان مخمور ہیں پیارے مالک
آج شمس و قمر بھی نام تیرا بولتے ہیں

کلام

اے خیال روئے جاناں میری زندگی ہے تجھ سے
دل میں میرے سماجا میری ہر خوشی ہے تجھ سے
یہ دعا دعا کا درپن یہ حیا حیا کا دامن
مجھے آرزو ہے تیری میری آبرو ہے تجھ سے
اے حبیب جان عالمﷺ اے طبیب جان عالمﷺ
اے کمال شان قدرت دل کی لگی ہے تجھ سے
کوئی پوچھے دل کی دنیا میری بے خودی کا عالم
اے شفیع روز محشرﷺ میری ہر طلب ہے تجھ سے
دل ہے تیرا دیوانہ سلطان من اے جاناں
وابستہ سب امیدیں میرے چارہ گر ہیں تجھ سے
ہے میرا کمال عاجز ہے میرا سخن بھی عاجز
نہ غرض ہے شہرتوں سے میری سادگی ہے تجھ سے
ہے منیر بندہ عاجز کہاں وصف شان احمد
ہے بیان خود بھی عاجز میری عاجزی ہے تجھ سے

کلام

نظر ہے روئے جاناں روبرو ہے
خیال مرشدی حق اللہ ھو ہے
صدائے حق ہے دل کی دھڑکنوں میں
حبیب کبریا کی جستجو ہے

وہ آئینہ ہے وصل عشق احمد ﷺ
متاع درد دل چشم سکون ہے
وہ اخلاق محمد ﷺ کا نمونہ
محبت ہی محبت چار سو ہے

دل بے تاب میں ہے عکس تیرا
تیری تصویر تیرا رنگ و بو ہے
نہ کہہ پائی تمہیں چشم غریباں
میری جاں دل کو تیری آرزو ہے

کھلے بخشش یہ روز حشر رحمت
خدا کے ہاتھ اپنی آبرو ہے
نہ چھوٹے حشر میں بھی سنگ مرشد
منیر زار دل کی آرزو ہے

کلام

محبت ڈھونڈ رہی ہے تجھ کو
آغوش رب میں آجا لپٹ جا
آجا سیکھ لے راز الفت
رحمت رب ہے آجا نکھر جا
روح تیری پائے گی شفا
جلوہ حق ہے دل میں اتر جا
محفل رب میں دنیا داری
اہل مراقب اب تو بچھڑ جا
روح طواف احمد میں ہے
ڈوب منیر زار بکھر جا

میں کہاں اور کہاں علم و ہنر دانائی
یہ تو پردے سے کوئی مجھ کو بتا دیتا ہے
عاشق زار کی نمناک نگاہوں میں منیر
ایک آنسو ہی فقط رنگ جما دیتا ہے

کلام

میں کہاں جاکے روؤں گا اک دن
یہ خبر دیکھنا صبا دے گی
میں چلا جاؤں گا دیار نبی
خاک اک دن مجھے اڑا دے گی
کتنا آباد ہوں میں دنیا میں
میری تربت تمہیں پتہ دے گی
اب کہاں نیند کیسی بیداری
میری آنکھیں کسے جگہ دے گی
کیوں جگر تشنۂ فغاں ہوگا
میری اوقات ہی رلا دے گی
کیا عجب کرب نارسائی ہے
چشم تر ہی مجھے بجھادے گی
کوئی قصّہ سنا دیار حبیبؐ
میری آنکھیں تجھے دعا دے گی
موت ہے نعمت الٰہی منیر
موت ہی اب مجھے بقا دے گی

کلام

شب بیتی ڈھلتے چاند نے دل کو پھر سے جلایا ہے جاناں
امید لگانے والوں نے پھر درد اٹھایا ہے جاناں
مجھ سا بھی نہ ہو کوئی دیوانہ تیرا مستانہ تیرا پروانہ
دل ایسا اسیر فراق ہوا کچھ بھی نہ خبر ہے اے جاناں
وہ کرب کا عالم آنکھوں میں وہ نام تمہارا سانسوں میں
اس چشم غریباں نے جاناں پھر دل کو ستایا ہے جاناں
وہ رات کا عالم شاہ من سلطان من ایمان من
میرے گوشہ نشیں میرے حجلہ نشیں دل تم سے لگایا ہے جاناں
اس یورش غم نے اے جاناں بس درد دل ہی بڑھایا ہے
سب آبلے دل کے پھوٹے ہیں تب دل کو سجایا ہے جاناں
وہ دست مبارک کی ٹھنڈک تیرے سر پہ منیر مبارک ہو
پڑھ صلو علیہ و آلہ شوق زباں جاناں جاناں

کلام

ساقی در میخانہ ابھی کھول رہا ہے
ہے لطف و کرم آج بھی دل توڑ رہا ہے
ہے خود کریم محو جمال کریم پر
ٹوٹے ہوئے پیمانوں کو پھر جوڑ رہا ہے
سننے بھی دو مہمان ہے اک خانۂ دل میں
یا ان کی محبت کا اثر بول رہا ہے
ہے اک سکوت خامشی اور محفل رنداں
یقیناً گل بیمار کا دل بول رہا ہے
یہ کون چلا بے سروساماں تیرا مجنوں
ہر شخص ہی پتھر لیے سر پھوڑ رہاہے
اللہ رے مرجائے گا یہ رندِ خرابات
پیمانۂ منیر بھی دم توڑ رہا ہے

کلام

دیا ہے ہاتھ تو پاس وفا بھی رکھ پیارے
حیات قفس ہے کچھ تو خیال رکھ پیارے
عداوتوں میں تو خوشنودیاں نہیں رب کی
محبتوں کو سدا آس پاس رکھ پیارے
نہ جانے کب وہ بلالے کہ سب کو جانا ہے
بنا کے چہرے کو تصویر یار رکھ پیارے
اے میرے دوست شریعت کا حسن ہو تجھ میں
تو سنتوں کی اطاعت تمام رکھ پیارے
غرور چھوڑ دے کہ یہ تجھے ڈبو دے گا
زباں سے اپنی تُو حُسن کلام رکھ پیارے
یہ شہرتیں تیری غافل نہ ذکر سے کردیں
تُو عاجزی میں ہی اپنا مقام رکھ پیارے
وہ نور اترے گا اک دن منیر دل میں تیرے
خیال روئے محمد ﷺ میں آنکھ رکھ پیارے

کلام

وہ مجھ میں آگئے ان میں سما گیا ہوں میں
طواف یار میں سب کچھ بھلا گیا ہوں میں
یہ رسم عشق ادا کیجئے کھُل کے جاناں
لیجیئے دار پر اب خود ہی آگیا ہوں میں
یہ محفلیں تو میرے آنسوؤں کی بخشش ہے
اے میکدہ تیری رونق بڑھا گیا ہوں میں
یہ میرے بعد بھی روئیں گے غم جاناں میں
غم حبیب میں شمع جلا گیا ہوں میں
کہیں نہ رند پریشاں ہوں سوز وحشت سے
نشان جو بھی تھے وہ سب مٹا گیا ہوں میں
وقت مدہوشی صبا لے چلی کوئے جاناں
پھر اس کے بعد ہوا کیا چھپا گیا ہوں میں
وہ گناھگار ہو یا مرد قلندر ہو منیر
وہ آئے بیٹھے کہ چادر بچھا گیا ہوں میں

کلام

میں جانتا تھا تعاقب میں ہے میرے کوئی
حصار یار تھا اب یاد کچھ نہیں آتا
تھا جلوہ ایک مگر کانپتا رہا برسوں
ذرا سا یاد تھا اب یاد کچھ نہیں آتا
میں لڑکھراتا ہوا نکلا تھا کوئے جاناں
میں اشکبار تھا اب یاد کچھ نہیں آتا
میرا جنون تھا پرواز بادب میری
وصال یار تھا اب یاد کچھ نہیں آتا
بس اتنا جانتا ہوں روبروئے یار تھا میں
وہ جلوہ یار تھا اب یاد کچھ نہیں آتا
چراغ آخری شب کس کو ڈھونڈتا تھا میں
وہ میرے پاس تھا اب یاد کچھ نہیں آتا
وہ ہمکلام ہوا اور کھودیا مجھ کو
وہ میرا یار تھا اب یاد کچھ نہیں آتا
نشاں تلک نہ ملا پھر منیر زار میرا
میں کس سے پوچھتا اب یاد کچھ نہیں آتا

کلام

لبوں کو سی لیا ہے شکوہِ رنج الم سے
کوئی امید وابستہ رہی نہ اب سحر سے
مہربان اب دل بسمل نہیں میرے بدن سے
کوئی تحریر اترتی نہیں ہے چشم نم سے
ٹپکتی ہے میری وحشت میرے دیوار در سے
کہ پاؤں تھک گئے آخر میرے گردِ سفر سے
کوئی پوچھے فراق شب میری اس چشم تر سے
نگاہِ شوق میری جستجو ہے سنگ در سے
نکل جائے گی اک دن روشنی چند بدر سے
بکھر جائے گی اک دن رات بھی سورج گرہن سے
اترتی تھی کہیں بجلی بڑے قہر و غضب سے
سنی تھی چند سانسیں ہم نے بھی اکھڑی قبر سے
چمن میں تو منیر بے زباں دل کانپتا ہے
سکون دل نہیں ملتا بہار رہ گزر سے

کلام

اے چشم تر کہ پڑے رہ گئے ارمان کہیں
ہے آبدیدہ میرے دل کا ترجمان کہیں
نظر نظر نہ رہی دل کا آئینہ نہ رہا
وہ چاند ڈوب چلا رنگ آفتاب کہیں
نہیں ہیں دور تیرے شہر سے سلطان من
پکارتے ہیں تیرے بے سرو سامان کہیں
وحشتیں اپنی جگہ دل کے نہاں خانے میں
آ میری جان کہ رکھے ہیں کچھ نشان کہیں
پلادے آج کی شب مد بھری نگاہوں سے
شکستہ دل ہیں کہیں مائل فریاد کہیں
لیجئے آقا خبر روٹھے ہوئے مستوں کی
یوں تڑپتے ہیں تیرے نام پہ بے جان کہیں
منیر غمزدہ اتنا ہے تیری چاہت میں
وہ تجھے ڈھونڈتا پھرتا ہے لامکان کہیں

کلام

انداز کرم چشم عنایت جدھر گئی
اس بزم کائنات کی ہر شے نکھر گئی
اللہ رے طواف محمدؐ حجاب ھُو
محبت جنوں میں عرش سے اتری بچھڑ گئی
گستاخیٔ صبا سے جو زلفیں بکھر گئیں
اک حشر اٹھا اور قیامت گزر گئی
پوچھا جو نام لے کے تیرا فرقتِ شب میں
بلبل نے ایک آہ بھری اور مرگئی
یاد آگیا گزرا ہوا فراق مہ کشوں
قلب و جگر میں آہ پریشان لرز گئی
اللہ رے منیر کی صورت بگڑ گئی
آغوش محبت میں محبت اجڑ گئی

حیرت عشق نہیں روئیت جاناں جاناں
انکے انداز کرم قربت جاناں جاناں
ہے خیال آج میرا روئیت جاناں جاناں
یاد آتی ہے مجھے قربت جاناں جاناں

درد دل ہوش نہیں آج غم دوش نہیں
ہے کریمانہ کرم روئیت جاناں جاناں
ہے سرور آج کہ ٹکرائیں ہیں دل سے نظریں
چشم ساقی ہے عجب دولت جاناں جاناں
کون جانے ہے یہاں راز دلربائی کو
کیا سناؤں میں بیان عظمت جاناں جاناں
اب اسے چاہے جلادے یا دبا زیر زمیں
وہ چلا عرش بریں روئیت جاناں جاناں

کلام

آئینہ ہوں میں ایک بے گھر کا
پر پرواز ہوں میں بے پر کا
کیا صدا لائے گی زبان دل
سن بیاں آج چہرۂ تر کا
نام بھی میرے بدلتے ہی رہے
اور مقدر بھی میرا در در کا
اس قدر انتظار اچھا نہیں
مر ہی جائے نہ کوئی اندر کا

ہے یہی میرا سہارا مستوں
میں گداگر ہوں شاہ سرور کا
بک چکا خاکپائے کوئے نبی
کیا خریدے گا کوئی اندر کا
آج دل ٹوٹ ٹوٹ جاتا ہے
کیا بنے گا منیر اندر کا

کلام

وہ انداز محبت لے ہی لی ہے جان پیارے نے
ستاؤ نہ بہت جھیلے ہیں دکھ اس غم کے مارے نے
سنائی دی مجھے وہ سونی آہٹ ان کے قدموں کی
مجھے پھر غور سے دیکھا تھا شاید اس ویرانے نے
میں گھایل تھا گرا پھر اس کے در پر بے سروساماں
بھلا کر رکھ دیئے سب رنج و غم اس کے سہارے نے
وہ ڈھلتا چاند تھا یا میرا دل ڈھل ہی گیا آخر
بدل کر رکھ دیا دل دلربا کے اک اشارے نے
ہزاروں تھے ستارے چاند بھی مانند حسرت تھا
مگر رونق بڑھائی شمع محفل ایک تارے نے
زمیں میرا بچھونا کرکے چادر آسماں ڈالی
سلا کر رکھ دیا پھر آج کی شب اس دلارے نے

کلام

گیا تو نام تیرا لے کے وہ تڑپا کے گیا
گیا تو روح کو وہ اور بھی رلا کے گیا
اے درد دل تیری بے چارگی نے مار دیا
اے چشم ترکہ میں اب آہ و بکا سے گیا
نہ ملا حُسن عمل نامہ اعمال نہ پوچھ
میں لے کے اشک ندامت در جاناں پہ گیا
بڑھا ہے اور میرا درد خانۂ دل میں
گیا وہ جان مسیحا مجھے سلا کے گیا
بچھڑنا کیا ہے کوئی پوچھے میرے دل سے منیر
اٹھا کے لاش میں اپنی در جاناں سے گیا

سب کچھ تھا مجھے یاد تیری یاد سے پہلے
ہم دھن میں مسکراتے تھے صیاد سے پہلے
کیا اب خوشی کی خبر سے حاصل ہو کچھ منیر
یہ مجھ کو سناتے دل برباد سے پہلے

کلام

حضرت قبلہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب نوراللہ مرقدہ

یہ آنکھیں اپنی سب باتیں مزار یار کرتی ہیں
عقیدت سے دل و جانم طواف یار کرتی ہیں
فدا ہوں میں سراپا خاکپائے مرشد کامل
تیری پیاری سی صورت ہے یہ آنکھیں پیار کرتی ہیں
جمال روئے جاناں ہے میری بے نور آنکھوں میں
یہ آنکھیں آج بھی اس دلربا کو یاد کرتی ہیں
یہ محفل یہ ہجوم عاشقاں یہ بزم جان جاں
سر محفل تلاش یار میں فریاد کرتی ہیں
نگاہِ فیض مرشد آج بھی پیوست ہے دل میں
سر محفل جو اٹھ اٹھ کر تلاش یار کرتی ہیں
اٹھا دو پھر حجاب مرشد جاناں کہ یہ آنکھیں
شب غم تذکرہ مجھ سے فراق یار کرتی ہیں
جمال جانشیں تم روئے جاناں راحت جان ہو
تیری دزدیدہ آنکھیں وہ جمال یار کرتی ہیں
منیر اس چشم تر کو اب درجاناں پہ رہنے دو
یہ آنکھیں آج بھی اس دیدہ ور سے بات کرتی ہیں

کلام

اے ولیِ کامل راز داں

ذرا راز دل تو اٹھایئے

یونہی چشمِ تر نہ چھپایئے

زرا آنکھ دل سے ملایئے

وہ کتاب دل تو پڑھایئے

کوئی رنگ دل میں جمایئے

دل بھی ہے جگر بھی ہے

ذرا کھل کے تیر چلایئے

میں ہوں عقل فہم سے ماورا

مجھے درد دلِ سمجھایئے

میرے مصطفیٰ ﷺ کی ہو خاک پاء

ملے وہ دھوون تو پلایئے

میں منیر تیرا غلام ہوں

مجھے بیچ کر کھا جایئے

کلام

کس محبت سے شب غم وہ رلا دیتے ہیں
اس طرح بھی وہ میرے دل کو شفا دیتے ہیں
شدت غم میں گزر جاؤں نہ جاں سے اپنی
وہ شب گریہ حجاب اپنا اٹھادیتے ہیں
ہونہ جاؤں کہیں مایوس تمنا میں بھی
وہ صدا اپنی مجھے دل میں سنا دیتے ہیں
بے خودی میں یوں سمٹتا ہے گماں کا عالم
ربط باہم وہ مجھے مجھ سے ملادیتے ہیں
بھر ہی آتا ہے میرا دل شب تنہائی میں
کس محبت سے شب غم وہ سلادیتے ہیں
بزم دنیا میں چلا جاؤں تو روئے جاناں
صحبت بد سے بچاتے ہیں اٹھادیتے ہیں

بلا سے پیاس بجھائیں لہو لہو دل ہے
جو بارِ ارض مقدس مجھے سمجھتے ہیں
نہیں ہے ایک بھی آنسو غم جہاں کے لیے
نگاہیں رب سے لپٹتی ہیں تو بلکتے ہیں
نماز عشق ہے نہ سوز و ساز ہے دل میں
یہ لوگ عشق کے سانچے میں کیسے ڈھلتے ہیں

نہیں طریقۂ اسّلاف یہ بھٹکتے ہیں
ہنر ہے بھیس بدلنے کا سو بدلتے ہیں

ــــــ

مجھے حاجت دعاؤں کی نہیں اس بزم دنیا سے
میری تربت میں وہ آئیں گے سب سامان کردیں گے
بروز حشر مل جائیگی میری بھی سنّد تم کو
وہ دامن میں چھپائیں گے میری پہچان کردیں گے

کلام

دل بسمل یہی ہے تیرا گلشن محبت ہے محبت کا سہارا
سنبھل اے دل اٹھی ہیں ان کی نظریں محبت نے محبت سے پکارا
کہا اک درد کی ماری نے مجھ سے میرا بچہ میرے دل میں دفن ہے
گھڑی وہ حشر کی ہوگی کہ جس میں محبت نے محبت کو سنوارا
سنا بسمل سے بھی اس کی زبانی محبت پیاسے کو دیتی ہے پانی
کہا وحشی نے تھا مرنے سے پہلے محبت نے محبت کو اجاڑا
کہا مجھ سے کہ کیا ہے حال تیرا کیوں دامن صبر کا ہے چاک تیرا
جھکا دیں پلکیں دل پر ہاتھ رکھا بڑی بے چارگی کا تھا نظارا
وہ اک جو تھا محبت کی نشانی سناتا تھا محبت کی کہانی
وہی جو پی گیا میخانہ سارا وہی ہارا ہوا بیمار ہارا
ہجوم عام میں لایا گیا تھا تیرے ہاتھوں جو دفنایا گیا تھا
بہت مدت کے بعد میں نے دیکھا منیر زار ہی تھا غم کا مارا

کلام

جو گزر رہی ہے مجھ پر وہ میری ہی سب خطا ہے
کیا بھلا ہو آہِ دل کا مجھے اس کی بد دعا ہے
ہے عزیز تیری چاہت میرے قفسِ کی یہ راحت
مجھے کیا خوشی خوشی سے میرے غم کی تُو صدا ہے
میرا روز روز مرنا وہ تڑپنا وہ سسکنا
شب غم وہ آہ و زاری کہ کہیں تو آبلہ ہے
نہ رہے یہ سوزش غم میرے درد دل کی حالت
وہ نظر اٹھا کے دیکھیں کوئی تشنۂ فغاں ہے
وہی درد لا دوا ہے وہی درد کی دوا ہے
وہی درد کی شفاء ہے وہی راز دلربا ہے

محفل بیٹھی مارے خوشی کے نوحہ سننے کو بے تاب
ایک دل برباد کا قصہ کفن میں لپٹی اجڑی رات

کلام

قصۂ درد سنانے کو رہا کچھ بھی نہیں
شب فراق منانے کو رہا کچھ بھی نہیں
قابل رحم ہوں دیکھیں وہ تباہی میری
اب طبیبوں کے دکھانے کو رہا کچھ بھی نہیں
ہے انتظار جو اٹکی ہے روح بسمل کی
اے اجل آ کہ دیوانے میں رہا کچھ بھی نہیں
اب تو جو چاہے کہے سارا زمانہ مجھ کو
ناصحوں مجھ کو ستانے میں رہا کچھ بھی نہیں
خواب راحت نہ دکھاؤ مجھے بیداری ہے
دل بسمل کے ویرانے میں رہا کچھ بھی نہیں
نہ کوئی اپنا نشاں ہے نہ نشاں ہے ان کا
چمن کی راکھ اڑانے میں رہا کچھ بھی نہیں
یہ جل رہی ہے ان کی یاد میں منیر حزیں
شمع روتی ہے پروانے میں رہا کچھ بھی نہیں

کلام

کیا سنی ہے حکایت منیر
زلف جاناں سے بہت پیار کیا
کیا سکونِ دل آزار کیا
ایسا روئے کہ دل کو غار کیا
صبح آئینہ تھی اپنی صورت
اپنی آنکھوں کو گناہگار کیا
شبِ فراق ہائے وحشت نے
کھینچ لی کھال بال بال کیا
کیوں نہیں جل گئیں تیری آنکھیں
کیسے آنکھوں سے بند پار کیا
کیا گرا تھا منیر آنکھوں سے
ایک آنسو نے بے قرار کیا

ــــــــ

مظلوم کی فریاد ہے سن لے میرے خدا
دے دے اسے بھی رحمت محبوبﷺ کا ساماں
اک تلخ حقیقت ہے مسیحا کے بھیس میں
ہمدردیوں سے جن کی اجڑتا ہے گلستاں

کہہ دیتی ہے سب کچھ تجھے اٹھتی ہوئی نگاہ
اہل ظلم نے کاٹ دی حقدار کی زباں
خود سے نکل کے دیکھنا ایک دن منیر زار
ہر شے کی ایک پکار ہے ہر شے میں داستاں

پڑھنے کو کہاں وقت ہے اللہ کا قرآں
سنتے ہیں بڑے شوق سے ابلیس کا بیاں
ہم بھی بدل گئے یہ زمانہ بدل گیا
چہرے بدل گئے وہی فرعون کی زباں
رونا غم امت میں تمھیں یاد ہے کچھ بھی
اے امّت محبوبﷺ اب روتا ہے آسماں
اے رب ذوالجلال مٹا دے کہ آج پھر
پر اجتماع بیٹھے ہیں شیطاں کے ترجمان

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شب ہجراں غم عشق نبیﷺ اس دل میں رکھا ہے
میرے گوشہ نشیں دل نے تمہیں اس دل میں رکھا ہے
میری آنکھوں میں ہے روئے جمال جان جانانہ
یہ دل میں جلوہ جاناں میری جاں تم نے رکھا ہے
نہیں بھولا ہوں میں وہ بوسہ دل تیرے قدموں کا
وہ نقش پا دل بیتاب نے اس دل میں رکھا ہے
میں ڈوبا ہوں دل و جانم تیری ان پیاری آنکھوں میں
کمال چشم جاناں کا اثر اس دل میں رکھا ہے
ارے واعظ مریض ہجر پر ایسی ملامت کیا
مریض عشق نے اشکوں میں دل کا حال رکھا ہے
کہاں وسعت منیر زار پہنچے کوئے جاناں میں
خوشا دل نے رخِ روئے نبیﷺ اس دل میں رکھا ہے

کلام

ہمارا دل ہے کہ سرکار ﷺ ہمارا نہ رہا
یقین دل کہ گماں کا بھی آسرا نہ رہا
بجا ہے شوق نگاہوں کا روبروئے عشق
کہ دیکھنے کا بھی اس دل میں حوصلہ نہ رہا
عجب ہے حُسن کہ اب قتل کی زحمت بھی نہیں
جگر بھی قابل اب آہ و فغاں نہ رہا
جو پار ہوتا تو حسرت میری نکل جاتی
اے چشم ترکہ اب ایسا بھی سلسلہ نہ رہا
میں روز ان کو بلاتا تھا جس بہانے سے
واحسرتا کہ جگر میں وہ آبلہ نہ رہا
نہ جانے کس کے سہارے چلے ہیں چھوڑ مجھے
ہوا ہے درد پریشاں وہ آشنا نہ رہا
نہ پوچھ حال دل مبتلا کی وحشت کا
منیر دل کا میرے سایۂ نشاں نہ رہا

کلام

خوب ہی دیکھے شب وصل تماشائے عجب
خوشبوئے عشق نے لُوٹے کئی گلہائے عجب
جھومتا ہے طواف یار میں گل بیمار
لب حزیں کو میسر ہے ناز پائے عجب
آشیانہ نہ بنایا کہیں بلبل نے حضور
لب کشکول میں تھے ان کے خاکپائے عجب
چاک سینہ لیے پھرتا تھا وہ رسوائے جہاں
کوچۂ عشق کا بیمار تھا شیدائے عجب
نہ ملا پھر ہوا رخصت جہان فانی سے
گل نایاب روئے جان جاں فدائے عجب
منیر زار بہت رویا لپٹ کر ان سے
جدا ہوا تو مرگیا وہ نقش پائے عجب

کلام

میخانے میں اب وہ گل بیمار نہیں ہے
خود بزم کہہ رہی ہے گناھگار نہیں ہے
اب ان کی قدم بوسی شفایاب کرے گی
سن اے طبیب شہر تیرا کام نہیں ہے

تم کب سمجھ سکو گے میری داستان شوق
دل ہے تمھارے سینے میں دلدار نہیں ہے
مجبور ہوگئے ہیں رخ یار دیکھ کر
اب ہم پہ کچھ ہمارا اختیار نہیں ہے
بوسہ ملے بس یار کے قدموں کا صبح و شام
اس کے سوا تو میرا کوئی کام نہیں ہے
کل شب مریض عشق کی حالت بگڑ گئی
کہتا تھا ہائے ہائے کچھ قرار نہیں ہے
خوشبوئے زخم نے دی اسے یار کی خبر
جانے کو شفا خانے وہ تیار نہیں ہے
دروازے پہ تحریر پڑھی رو پڑے جاناں
لکھنا پڑا عاشق کو وہ بیمار نہیں ہے
اب ہوش میں آئے ہیں اسے ڈھونڈنے والے
جب احقر و عاجز منیر زار نہیں ہے

کلام

ہے کیا حقیقت بیان کیا ہے
بیان کیا ترجمان کیا ہے
اے عقلِ فہم کے شہ سواروں
کلام کیا ہے خطاب کیا ہے

کیا عظمتیں ہیں کیا رفعتیں ہیں
یقین کیا ہے گمان کیا ہے
کیا وسعتیں ہیں خدا ہی جانے
مکان کیا ہے زمان کیا ہے

کرم کا ان کے جمال کیا ہے
نظر کا ان کی کمال کیا ہے
لبوں کا ان کے جلال کیا ہے
یہاں کسی کی مجال کیا ہے

یہ اہل دل کی اذان کیا ہے
یہ میکدے کا خمار کیا ہے
یہ دربدر سا غبار کیا ہے
کیا خزاں ہے بہار کیا ہے

دشت و صحرا کی پیاس کیا ہے
یہ عاشقوں کا مزاج کیا ہے
فراق کیا ہے وصال کیا ہے
سکون کیا ہے قرار کیا ہے

سکوت جاں کی پکار کیا ہے
سوال کیا ہے جواب کیا ہے
دوجہاں سے بچھڑ گیا ہوں
ثواب کیا ہے عذاب کیا ہے
عشق کیا ہے نماز کیا ہے
جسم و جاں کی زکواۃ کیا ہے
حیات کیا ہے ممات کیا ہے
مہ کشو میرا نام کیا ہے

منیر سب سے برا ہے مہ کشوں
تم اسے دوست بناتے کیا ہو
زخم عاشق کے نہیں بھرتے
خون آنکھوں سے بہاتے کیا ہو
داغ دل اپنا دکھانے کے لیے
ہم اسیروں کو بلاتے کیا ہو
اب تو کچھ یاد بھی نہیں آتا
اب میری جان بھلاتے کیا ہو
دراز عمر کی دعائیں مت دو
ہم فقیروں کو رلاتے کیا ہو
ہوکے بیدار بہت رویا ہوں
مرے ہوؤں کو مناتے کیا ہو

میں شرابی ہوں دو شراب مجھے
اپنی چوکھٹ سے اٹھاتے کیا ہو
خون دل ہے یہ ہمارا حضرت
پہرے دریا پہ لگاتے کیا ہو

کلام

تم خونی درندے ہو کیا انصاف کروگے
تم جھوٹے بھکاری ہو کیا خیرات کروگے
اس تخت فرعون کے حصول کے لیے
تم سب کو اپنے ساتھ گناہگار کروگے

پر کاٹ کے پنچھی کے تم آزاد کرو گے
پر اس کو مار مار کے بے حال کرو گے
پھر طائر مجبور کا شکار کرو گے
مرنے کے بعد بھی اسے بدنام کرو گے

تم سرکشی میں اندھے گھوڑوں کی طرح ہو
تم چمن کی بربادی کا سامان کرو گے
مرغے سے بھی حلالہ کو جائز کرو گے تم
تم ہر حرام شے کو بھی حلال کرو گے

برسوں منیر زار نے دوزخ میں گذارے
تم کیا مجھے دنیا میں سزاوار کرو گے

کلام

مجھے جو سزا دو قبول ہے میں پیاسے اپنے لپٹ گئی
مجھے مارو کوڑے پیٹھ پر کہ میں اپنی حد سے نکل گئی
بڑا ناز تھا اپنے حُسن پر کہ میں شاہزادی ہوں حُسن کی
پیے پاؤں دھو کے پیا کے جب تو شراب ساری اتر گئی
بڑا مان تھا پیا آئیں گے یا بلائیں گے رہی منتظر
اسی ایک وعدے پہ دیکھیئے میرے دل کی دنیا اجڑ گئی
مجھے زندگی نے کفن دیا میرے آنسو آنسو نے دم دیا
میں تیرے فراق کی آگ میں پیا جل گئی گل سڑ گئی
اڑے پنچھی شعلے بھڑک اٹھے نہ سکون ہے نہ قرار ہے
تیرے پیار میں تیری چاہ میں یہ خطا ہوئی پیا مرگئی
تیری یاد چاندی بچھاگئی یہ بلا فراق کی کھا گئی
رہی بیٹھی میں تیرے نام پر میری ساری عمر گزر گئی
میرے دل کو داغ لگا گئے وہ میرے پروں کو جلا گئے
وہ لبوں سے پیالہ پلا گئے میں تو اپنی جڑ سے اکھڑ گئی
جسے ماں نے دنیا کی گالیوں اور ملامتوں کے لیے جنا
وہ جو پتھروں کو رلاگئی وہ منیر جاں سے گزر گئی

اللہ اللہ نورِچشم مصطفیٰ ﷺ موسیٰ رضا علیہ السلام
جگر گوشہِ علیؑ قلب حرم صدق و صفا
عاشق ربّ العلیٰ ہیں آفتاب بوئے حق
راز جو جانے کہے وہ جلوہِ روئے خدا
معرفت کے شہسواروں کے لیے وحدت کا باغ
عشق والوں کا مکان و لامکاں میں آشیاں
جانِ زھراؑ پاک روح کائنات بالیقین
گلدستہِ عشق وفا حُسنِ محبت دلربا

کلام

شباب بھی رخصت ہوا پیری بھی رخصت ہوئی
آزادی بھی نہ پاسکے اسیری بھی رخصت ہوئی
چشم حسرت کیا ہوئیں وہ میرے دل کی وحشتیں
سکون بھی رخصت ہوا بے چینی بھی رخصت ہوئی
دو ہی ٹکڑے کردیئے اک لفظ کے مظلوم نے
دست بھی رخصت ہوا تگیری بھی رخصت ہوئی
تھا روز نیا ذائقہ اس زہر کا اب دیکھیئے
مٹھاس بھی رخصت ہوئی نمکینی بھی رخصت ہوئی
بھرے شہر میں کسی آنکھ سے مجھے تیرے اشک ملے نہیں
سچ کہہ رہا ہوں میں ہم نشیں فقیری بھی رخصت ہوئی

جمال کیا جلال کیا کمال کیا ملال کیا
شہر دل بھی اجڑ گیا رنگینی بھی رخصت ہوئی
انجام کو پہنچا تیرا بیمار جاں سے گزر گیا
منیر بھی رخصت ہوا ویرانی بھی رخصت ہوئی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

ہمیں تو عشق نے بے موت بابا مار دیا
ہمیں تو حشر کے میدان میں اتار دیا
حساب دینے گیا تھا میں ایک خاص جگہ
ہجوم عام میں اس نے مجھے دھتکار دیا
دین و دنیا سے گئے عشق کی بیماری میں
ہمیں تو بھیج کے دنیا میں گناہگار کیا
قصر امید کئی بار گرا ہے ہم پر
دل زخمی کو اس نے رھگزر پہ مار دیا
اب کہیں بھی میں آباد ہو نہیں سکتا

اس نے کچھ اس طرح بابا مجھے برباد کیا
ہمارے آنسوؤں کی روشنی قیامت ہے
اپنے پیاروں کو بابا اس نے سنگسار کیا
مریض عشق سے پھیلے نہ مرض کوچے میں

ہو کے مجبور طبیبوں نے گلا کاٹ دیا
بہت مجبور ہے بابا یہ غموں کا مارا
نہ اٹھ سکا منیر اس نے ایسا وار کیا

کلام

شہر دل سجاتے ہیں
درد کو جگاتے ہیں
تیرے پیار کے مارے
خون دل بہاتے ہیں

آپ ہی ستاتے ہیں
آپ ہی رلاتے ہیں
ذرہ ذرہ کہتا ہے
آپ دل دکھاتے ہیں

اے طبیب دل ہم نے
درد کو چھپایا ہے
جتنا ہم سے پوچھا تھا
اتنا ہی بتایا ہے

درد کے پیالوں میں
پیتے ہیں پلاتے ہیں
روز روٹھتا ہے وہ
ہم جسے مناتے ہیں

صبر آ ہی جاتا ہے
شکر کو زباں دیجے
موت سب کو آتی ہے
درد کو بیاں کیجئے

درد سے بکھرتے ہیں
روح سے بچھڑتے ہیں
زندگی کا ہر لمحہ
ایسے بسر کرتے ہیں

آپ محو ہیں مجھ میں
کیا سنائی دیتا ہے
آپ دیکھتے ہیں کیا
کیا دکھائی دیتا ہے

اپنا دل جلانے سے
کیا سکون ملتا ہے
عشق کرنے والا کیا
قبر سے نکلتا ہے

کُوٹ کوُٹ کر مجھ کو
ہم وزن کیا جائے
درد کچھ لیا جائے
زخم بھی سِیا جائے

دم نہیں رہا دم میں
ایک دن کہیں گے آپ
زخم بھی اٹھائیں گے
درد بھی سہیں گے آپ

دل مزار ہے اس کا
جو خیال رکھتا ہے
جو اسے ملا ہوگا
وہ کمال رکھتا ہے

کوئی بجھ گیا ہوگا
زندگی ملی ہوگی

جل گئے ہیں پروانے
راکھ کیا پڑی ہوگی

رات بھی سفر میں ہے
دن بھی ہو رہا ہوگا
کوئی سو رہا ہوگا
کوئی رو رہا ہوگا

میرے چاہنے والے
چشم دل بھگوئیں گے
وقت وہ بھی آئے گا
میرا رونا روئیں گے

میں منیر کب تک ہوں
ایک دن تو جانا ہے
موت ایک آنسو ہے
سب نے ہی بہانا ہے

کلام

حقیر لاشئی ہوں یا الٰہی بزرگ و برتر ہے نام تیرا
میں تیرے فضل و کرم کا طالب تیرا کرم خاص و عام تیرا
یہ میرے ہوتے ہوئے عذابوں کا رک سا جانا ہے اک تعجب
یہی میں واضح دلیل سمجھا گناہگاروں سے پیار تیرا
بہت پریشان ہوگیا ہوں اٹھا دے پردۂ جوش رحمت
ہے واسطہ ان کا یا الٰہی کہ ہے جو خیر الانام تیرا
منیر مخمور ہوگیا ہے یہ تیری آغوش بے خودی میں
ہر ایک شے میں ہے ذکر تیرا ہر ایک شے میں خمار **تیرا**

اک دن پیارے مر جانا ہے چھوڑ کے دنیا ساری
کون کرے گا یاد تجھے خود غرض ہے دنیا ساری
کام آئے گی نبیﷺ کی اطاعت لوٹ حقیقی گھر کو
کب آجائے تیرا بلاوا کچھ ہے تیری تیاری
محو ہو یاد رسول خداﷺ میں پکڑ منیر بیداری
سیرت ہے ان کی قرآنی اور صورت ہے پیاری پیاری

کلام

یہ عجب غم ہے میں ہر دم خوشی مناتا ہوں
دل میں نشتر کو توڑتا ہوں سکوں پاتا ہوں

چنا گیا ہوں جب سے عشق کی دیواروں میں
گلِ بیمار میں تو خون دل بہاتا ہوں
اشک دیوانہ وار آتے ہیں حجرہ دل سے
بس اب میں ہر جگہ سامان غم اٹھاتا ہوں
میری آنکھوں سے ٹپکتا ہے خون مستوں کا
میں دل کے ٹکڑے در یار سے اٹھاتا ہوں
عشق ظالم ہے بے رحم ہے اپنے پیاروں پر
بجھا کے شمع میں پروانوں کو بلاتا ہوں
تیرے مقتول نے چکھ لی ہے موت کی لذت
عجب ہی لطف ہے جو روز میں اٹھاتا ہوں
صبر استاد ہے میرا جو مجھ میں روتا ہے
دم نکلتے ہی میں میخانے میں آجاتا ہوں
منیر زار میں ہر دم طواف یار میں ہوں
میں اپنے یار کی چوکھٹ پہ سر جھکاتا ہوں

کلام

پیا کے رنگ میں رنگ گئی میں سو منہ کالا کر کے اٹھی
کالی چادر میں اوڑھ کے نکلی چھپتے چھپاتے جنگل کو
ہم نے ملائے لب سے لب نیناں سے نیناں دل سے دل
اپنا جنازہ ہم خود پڑھ آئے شب روتے رلاتے جنگل کو

پیارے پیا کو ہاتھ بھی جوڑے پیر بھی پکڑے وہ کب مانے
اچھے پیا کو رحم نہ آیا سو آنکلے ہم جنگل کو
دو نیناں دل اشک صدائیں پیا کو دیں ہر سانس دعائیں
جس پیا نے زندہ جلا کر ہائے ہم کو نکالا جنگل کو
ایسی نفرت ہوگئی خود سے کہ خود کو بھی نہ قبول کیا
ایسے نکلے ہم بجھتے بجھاتے لٹتے لٹاتے جنگل کو
خود روٹھیں ہم خود کو منائیں خود سے کریں ہم بات پیا
کون ہمارا دکھ پوچھے ہے کون آئے ہے اب جنگل کو
میری نظر سے خود کو دیکھیں تو سمجھیں وہ پریت میری
خود پہ فدا ہوجائیں پیا خود پھر آنکلیں وہ بھی جنگل کو
سب دھتکارتے ہیں جنگل میں کوئی راہ فرار نہیں
رسوائی بھی پیچھے پیچھے میرے آپہنچی ہے اب جنگل کو
اوقات نہیں جا کہیو بُلبل خون دل سے خط لکھنے کی
پیارے پیا نے بنا پڑھے خط سب موڑ دیئے ہیں جنگل کو
میرے اس رونے پہ سارے درندے شہر کی جانب نکلے ہیں
دیکھنا اب سب نکلیں گے چھوڑ کے سب کچھ جنگل کو
دیکھ منیر عشق کے ہاتھوں کٹھ پتلی پر کیا گذری
خوب تماشہ کرکے ہم بھی آئے ہیں سکھیوں جنگل کو

کلام

گل بیمار کُو بہ کُو جا بجا ستایا گیا ہوں
گل بیمار امید دے دے کے رلایا گیا ہوں
گل بیمار چراغ ٹوٹا ہوا لایا گیا ہوں
گل بیمار جہاں گیا ہوں بجھایا گیا ہوں
گل بیمار میں اک نشانی ہوں اپنے آباء کی
گل بیمار چشم پر نم سے اتارا گیا ہوں
گل بیمار لباس عاشق عطا ہوا ہے مجھے
گل بیمار کالی چادر میں اوڑھایا گیا ہوں
گل بیمار میں اپنے قاتل کے قدم چومتا ہوں
گل بیمار چشم قاتل سے بہایا گیا ہوں
گل بیمار میں قیامت ہوں ہائے شعلہ رو
گل بیمار بعد مرنے کے سجایا گیا ہوں
گل بیمار میں منیر ہوں درد کا مارا
گل بیمار غبار رھگذر ہوں اڑایا گیا ہوں

کلام

میخانۂ مرشد ہو سلامت میرے اللہ
ہو فضل تیرا خاص عنایت میرے اللہ

اللہ کرم برسے تیری حمد و ثناء ہو
ہر قلب حزیں کھل اٹھے رحمت کی ادا ہو
خیرات محمدﷺ سے بھری جائیں جھولیاں
کاشانۂ مرشد میں ہر اک دکھ کی دوا ہو
ہر آن رہے فیض و سخاوت میرے اللہ

میخانۂ مرشد ہو سلامت میرے اللہ
ہو فضل تیرا خاص عنایت میرے اللہ

دیکھا ہے میں نے ان کو فقیری میں تاجدار
ہاتھ ان کا سخاوت ہے در مالک مختار
آنکھوں سے پلاتے ہیں یہ پیمانۂ دلدار
بیٹھے ہیں یہاں رند بھی لے کر دل بیمار
دائم ہی رہے ان کی نظامت میرے اللہ
میخانۂ مرشد ہو سلامت میرے اللہ
ہو فضل تیرا خاص عنایت میرے اللہ

اس پیارے گھرانے پہ سدا لطف و کرم ہو
ہر فرد محبت پہ محبت کی نظر ہو
میں ہوں گل بیمار گداگر اسی در کا
قربان میرا دل ہو میرا قلب و جگر ہو
کاشانۂ مرشد ہو سلامت میرے اللہ

کلام

مراقبے میں ہو خواب میں یا حال میں
زیارت حبیبﷺ خدا شفاعت کی طرح ہوتی ہے
سن ارے ناز و ادا والے ہاں یہی محبت
پتھروں میں بھی نزاکت کی طرح ہوتی ہے
یہ ایک راز ہے اور سب اسے پاسکتے ہیں
ایک نیکی بھی سخاوت کی طرح ہوتی ہے
نفس کا خون بہا اپنی دستار کی حفاظت کر
یہ خلافت بھی امامت کی طرح ہوتی ہے
اسے وباء سمجھ جو اپنا گھر پہچانتی ہے
یہ برائی بھی وراثت کی طرح ہوتی ہے
گدھا نمک میں میری جان نمک ہوجاتا ہے
یہ بری سوچ غلاظت کی طرح ہوتی ہے
رندیت میں بھی نہیں حد سے تجاوز کرنا
یہ اسیری بھی امانت کی طرح ہوتی ہے
ہاں برا ہے عزّت نفس کا مجروح ہونا
یہ محبت تو ملامت کی طرح ہوتی ہے
منیر زار یہ کس کوچے میں آ بیٹھے ہو
یہ عاشقی تو قیامت کی طرح ہوتی ہے

کلام

دیس بدیس لاپتہ ہوگئے ہائے گل بیمار
بُڈّھی مرگئی عشق کی ماری سر چڑھا دلدار
رنگ روپ بگڑ گئے صاحب جل گیا شباب
اجڑا نقشہ ہائے پھٹا پرانا اجڑا ہوا سنسار
عشق و محبت روگ لگا جب آنکھ ہوئی سوگوار
دل درویش دکھی دکھی ہے دکھی سکون و قرار
مالک رند طلب سے روٹھا محو جمال یار
پیار میں تیرے چھپ چھپ رویا رویا شب بیدار
خمار عشق جو دوا سے جائے وہ کیا پائے راز
کامل وہ ہے جن کا سائباں محبوبﷺ اندر بیدار
اللہ اللہ اس حال کو پہنچا رسوا گل بیمار
پہچان نہیں ہے کوئی اس کی کوئی نہیں سرکار
کا ہے غرق کرے ہو ہماری روزی روٹی منجدھار
دریا پار کرے ہو کاہے کچھ نہیں اس پار
کاہے جنازہ اٹھاتے نہیں ہو کاہے کوئے دلدار
ان کا ہے یہ انکا ہی ہے مدت سے بیمار

توازن کھو چکی ہے زمین دل
جہاں جگہ ملے سو جاتے ہیں
اب دعاؤں میں وہ اثر نہ رہا
آنسوؤں میں جسے اٹھاتے ہیں
شدّت غم نے کردیا ہے نڈھال
ذرا سی بات پہ رو جاتے ہیں
ہوش دل نے بھی ساتھ چھوڑ دیا
چلتے پھرتے منیر کھو جاتے ہیں

ـــــــ

اہل و عیال میں ہو یا شہر ملال میں
رسوائے جہاں کی کہیں عزت نہیں ہوتی
فرصت نہیں رسوائے جہاں کو تیرے غم سے
کچھ اہل ملامت سے شکایت نہیں ہوتی
چلتا ہے دور جام بزرگوں کی دعا ہے
بے وضو میکدے میں امامت نہیں ہوتی
بے دید کیا دیکھیں گے میرا آئینۂ دل
جنکی در حبیب ﷺ سے نسبت نہیں ہوتی
اس ناتواں کو چشم وفا کی تلاش ہے
جس کو یہاں کسی سے محبت نہیں ہوتی

ـــــــ

منتہائے ولایت منیر خدمت خلق خدا
اول سبق از حضرت قبلہ غلام مصطفیٰؒ
مذہب اسلام کو سمجھا منیر زار میں
قرب خدا حب نبیﷺ خدمت خلق خدا

کلام

دیار عشق میں وہ پہلا سا حضور نہیں
کسی کا سایہ ہے میرا کوئی وجود نہیں
طواف یار ہے کن ہے میں ہوں
یہ وہ نماز ہے جس میں رکوع سجود نہیں
کلام کن سے بندھی ہیں یہ مستیاں میری
ہوائے رقص میں دیکھو تو میں معذور نہیں
بجا ہے روشنی آنکھوں میں اسے نور نہ کہہ
وہ بندگی نہیں جو عشق میں مخمور نہیں
سوال دل نہیں کوئی جواب یار نہیں
کیوں آج اپنے ہی اندر کوئی موجود نہیں
وہ خطا وار کہے آتش دوزخ بھی قبول
منیر زار کیوں بولے میرا قصور نہیں

کلام

رات بھی گزر چکی ہے دن بھی گزر جائے گا
ایک دن منیر حزیں تو بھی تو مر جائے گا
دل بچھڑ گیا ہے ناصح اس کا غم نہیں مجھ کو
یہ جہاں بھی جائے گا راکھ ہی اڑائے گا
اڑتی ہوئی غبار ہوں میں گم شدہ ہواؤں پر
اب نہ جانے وہ ہم پر کتنے ستم ڈھائے گا
میرا زخم زخم مسکرائے گا چراغوں میں
میرا رونا میکدے کی آبرو بڑھائے گا
اس درد کی لذّت نے تجھ سے چھین لی ہے زندگی
مرگیا تو کچھ سوچا ہے کہ کہاں جائے گا

کلام

اسے رونے دو کہ رونے سے یہ نہیں مرتا
شب فراق سے نکلے گا نکھر جائے گا
وہی انمول ہے نایاب ہے گل بیمار
جو اسکی یاد میں ہر شے سے بچھڑ جائے گا
ہے جو غافل اسے غفلت کا مزہ چکھنا ہے
جو رہا یاد میں اس کی وہ سنور جائے گا
میں تو اڑتی ہوئی غبار ہوں ویرانوں کی
چمن یہ پتہ پتہ تیرا بھی بکھر جائے گا

کسی نے یہ بھی کہا تھا سراپا درد ہوں میں
کسی نے یہ بھی کہا تھا دیئے بجھائے گا
جنازہ آرہا ہے مقبروں میں سونے والوں
منیر زار یہاں جشن غم منائے گا

کلام

میں خون بہاتا ہوں جب جھومتا ہوں
میں قلب و جگر روز شب پھونکتا ہوں
وہ سب جانتے ہیں میرے دل کی حالت
میں دو جگ سے ان کے لیے روٹھتا ہوں
میرا دل ہے دلدار کے دل میں دیکھو
میں کیوں اپنے سینے میں دل ڈھونڈتا ہوں
میں اس غم کی بخشش کے قربان جاؤں
نہ وہ بھولتے ہیں نہ میں بھولتا ہوں
وہ خود پوچھتے ہیں پتہ میرا مستوں
میں پاگل ہوں ان کا پتہ پوچھتا ہوں
نہ روکو مجھے پہرے داروں کہ ہر شب
میں اپنے صنم کے قدم چومتا ہوں
میرے دل پہ دو نام لکھے گئے ہیں
منیر اب میں دونوں جہاں بھولتا ہوں

کلام

تاج سر پر سجادیا گیا ہے
دردِ دل کو بڑھا دیا گیا ہے
اشک بوڑھے ہوئے جوانی میں
روئے قاتل بجھا دیا گیا ہے
وہ خود نظام ہے میخانے کا
جسے امیر بنادیا گیا ہے
کسی مردے کو زندگی ملے گی
شہید عشق جگا دیا گیا ہے
آج قیدی کو رہائی ملی ہے
منیر نقارہ بجا دیا گیا ہے

کلام

خود کو پردے میں چھپائے رکھا
رات بھر اس نے بٹھائے رکھا
ہم نے دروازہ دل پر مستوں
اپنی پلکوں کو بچھائے رکھا
آنکھ پروانوں کو دفناتی رہی
دل نے شمع کو جلائے رکھا
اپنے چہرے پہ فاتحہ پڑھ لی

مزار جاناں کو سجائے رکھا
جب سے عاشق ہوا منیر حزیں
اس نے کانٹوں پہ سلائے رکھا

کلام

یہ تیرے رونے کی میں روز صدا سنتا ہوں
بہت قریب ہوں بندے میں تجھ سے دور نہیں
میں بڑھاتا ہوں خماری تیری اے خاک نشیں
تیری آنکھوں کا اس میں کوئی قصور نہیں
تو نے سمجھا نہ میرے پیار کو میرے بندے
کیا میرے نام سے یہ دل تیرا مخمور نہیں
کیا میرا پیار میرے بندے تیرا مقصود نہیں
کیا میری چاہ میں تیرے لیے سرور نہیں
میرے جلال کی ھیبت سے کانپتا کیوں ہے
کیا میرا عفو و کرم کچھ تجھے معلوم نہیں
دلاؤں یاد جو میں نے کئے احساں تجھ پر
کیا میری رحمتوں کا تجھ پہ کچھ نزول نہیں

کلام

وقت نے لکھا ہے بدنام زمانہ عاشق
مکان کہتا ہے ویران تربت صحرا
زمین کہتی ہے سرائے شب بیدار
آسماں کہتا ہے فریاد گل بیمار
عاشق کہتا ہے بیمار محبت ہے یہ
شیخ کہتا ہے بربادیِ گلشن کا سبب
واعظ کہتا ہے کافر سامان دوزخ
لوگ کہتے ہیں تماشائے ہر خاص و عام
شمع کہتی ہے مزارِ ہائے شعلہ رُو
کہے پروانہ دم دل گرفتۂ سوزاں
بزم کہتی ہے مست بلبل باغ علیؑ
رند کہتے ہیں فدائے شہہؐ ابرار
اذّیتیں ہوش کی اٹھاتا ہے گل بیمار
بھاگیا ہے طبعیت کو قلندر کا جمال
میکدے کو چلا منیر حزیں روتا ہوا
جسے جلا کے محبت نے کردیا ہے راکھ

کلام

مستوں دکھی ہوں دیکھو تو کیا ہوگیا مجھے
قاصد پیام دے نہ سکا روگیا مجھے
مستوں میرا تو دم نکل گیا فراق میں
میری مدد کرو کہ عشق ہوگیا مجھے
مستوں میں اپنے آپ سے بیزار ہوگیا
یہ شرح غم ہائے دل بھگو گیا مجھے
مستوں زمین دل ہمیں کر نہ سکی قبول
کانٹے کا سینہ چیر کے وہ بوگیا مجھے
مستوں میرے گناہ بہت زیادہ بڑھ گئے
اور ہوش دل بھی میرا کہیں کھوگیا مجھے
مستوں منیر زار کیا دوزخ میں جائے گا
بس جس کا چلا خار وہ چبھو گیا مجھے

کلام

طلوع ہوتا ہوں کہیں ڈھلتا ہوں
کہیں روتا ہوں کہیں ہنستا ہوں
عجب ہے حال چشم پر نم کا
کہیں جلتا ہوں کہیں بجھتا ہوں

وقت ہوں غور و فکر سے آزاد
کہیں رکتا ہوں کہیں چلتا ہوں
کہیں خوشی ہوں کہیں غم ناصح
کہیں جیتا ہوں کہیں مرتا ہوں
ہے عجب بشر کے درجات منیر
کہیں آقا ہوں کہیں منگتا ہوں

کلام

مجھے ہوش دل نہیں ہے کہ میں کیا سنا رہا ہوں
یہ چمن تمہیں مبارک میں یہاں سے جارہا ہوں
اب تک سرور میں ہوں وہ نظر نہ مجھ سے پوچھو
اب تک دل بسمل کے میں ٹکڑے اٹھا رہا ہوں

میں عشق کے کوچے میں پامال ہوگیا ہوں
انہیں ہے خبر ہماری جو سزا میں پارہا ہوں
نہ کہیں سکون دل ہے میرے واسطے جہاں میں
جب سے ملا ہوں ان سے آنسو بہا رہا ہوں

کلام

اب کوئی بھی رہ سکتا نہیں خانۂ دل میں
اس دل کو اس نے ایسا سنگسار کیا ہے
انگاروں کے بستر پہ زخمی زخمی پڑا ہوں
اس عشق نے بس ہم کو گناہگار کیا ہے
جنت کا بھی دروازہ کھلا دیکھتا ہوں میں
دوزخ نے بھی کل شب میرا طواف کیا ہے
چہرہ ڈھکا ہوا ہے ڈھکا رہنے دو مستوں
ہم نے منیر زار کو پہچان لیا ہے

کلام

میرے ہونے سے بس یہ ہوا غم بڑھے
میرے رونے سے دیوار و در رو پڑے
کیا سناتے کہ دل تھام کر رہ گئے
اپنے محبوب کی یاد میں رو پڑے
مسکرائے ہی تھے جانے کیا سوچ کر
آسماں کو جو دیکھا تو پھر رو پڑے
اب تو میت ہی دربار کو جائے گی
آئینے میں جو دیکھا تو پھر رو پڑے
کوئی سمجھے تو پھر کیسے سمجھے انہیں

میرے مرنے پہ خوش تھے تو کیوں رو پڑے
بے سبب ہی منیر حزیں آج کیوں
رو پڑے چپ ہوئے اور پھر رو پڑے

کلام

بلبل عشق تھی کدھر گئی
کوئے جاناں سے کوچ کر گئی
اس کی آواز کیوں نہیں آتی
نہ جانے کہاں بیمار غم گئی
وہ سوز و ساز کہاں رخصت ہوا
شب ڈھل گئی سحر گزر گئی
سارے جنگل کو عبرت ہوگئی
داغ فرقت لیئے مرگئی
کہاں ڈھونڈیں نشاں نہیں ملتا
داغ حسرت لیئے بچھڑ گئی
موت کا پانی خشک ہوچکا
ہاں تیری بے رخی سے مر گئی
منیر آؤ سپرد خاک کریں
جان کی جان تھی گزر گئی

کلام

ساکت میں دھڑکنیں کہ یہ کاشانہ علیؑ کا ہے
خمار علیؑ میں ہوں یہ میخانہ علیؑ کا ہے
پیتے ہیں اسی دّر سے سب ہی جام ولایت
پر نور ہے وحدت سے یہ پیمانہ علیؑ کا ہے
ہے فقر قناعت یہ سخاوت یہ ریاضت
یہ تقویٰ صبر و شکر یہ فسانہ علیؑ کا ہے
ہو وجد میں یا رقص میں موقوف وصل یار
چھیڑو نہ واعظوں یہ مستانہ علیؑ کا ہے
روتا ہے زار و زار کیوں دربار علیؑ میں
اے رند خرابات یہ شفاخانہ علیؑ کا ہے
تو کیوں ہے پریشان مست حساب و کتاب سے
کافی ہے یہ تجھے کہ تُو دیوانہ علیؑ کا ہے
کیا ملنا تجھے شیخ حرم سے منیر زار
اٹھیئے منیر زار یہ بیگانہ علیؑ کا ہے

کلام

جل گیا بجھ گیا تیرا پروانہ راکھ بیمار غم کی بہا دیجیئے
لاسکی نہ سحر میری بینائی اب چراغ محبت بجھا دیجئے

میرے جاناں تمنائے دل کھو گئی آرزو بجھ گئی   بے بسی رو گئی

ہوش دل کا جنازہ اٹھا جاچکا گل حسرت زدہ کو مٹا دیجئے

آیئے آیئے جلوہ جان جاں آج خاموش ہے رتجگوں کی فغاں

شب فرقت کی مستی بجھا دیجیئے کچھ ستم اور مجھ پر بڑھا دیجیئے

چہرہ تر پہ لکھی ہوئی داستاں یاد آتی نہیں کھو گیا ہوں کہاں

حافظہ کھو چکا ہو بتادیجیئے آئینہ لایئے اور دکھا دیجیئے

آج بیمار دل کو قرار نہیں چشم گریہ میں کوئی بہار نہیں

حجرہ دل میں شمع جلا دیجیئے بے طرح آج مجھ کو رلا دیجیئے

ہائے مدہوش مدہوش روتا رہا دامن دل کو اپنے بھگوتا رہا
اس کے رونے سے ہے اشکبار چمن اب منیر حزیں کو اٹھا دیجئے

کلام

ہم سے فریاد گذشتہ کا فسانہ مت پوچھ
جو درد عشق سہا ہے وہ خدارا مت پوچھ
یاد ہے نام فقط ان کا امیر حضرت
تو ہم سے اب نام ہمارا مت پوچھ
آنکھ سے آنکھ ملا اپنی زیارت کرلوں

دل ملا دل سے میری جاں ہمارا مت پوچھ
بندہ عشق ٹپکتا ہے لہو آنکھوں سے
تو سمندر کی مچھلیوں سے کنارا مت پوچھ
دعا غم دعا دوا غم دوا بلائے جاں ہے
وقت کیسے ہے میری جان گزارا مت پوچھ
حُسن قاتل کی تباہکاریاں اللہ اللہ
کیسے برباد ہوا پیار کا مارا مت پوچھ
گواہی دینے کو تیار نہیں ناصح بھی
لاش سے ڈوبتی کشتی کا نظارہ مت پوچھ
بستر مرگ پہ بیمار کو وہ چھوڑ گیا
کون تھا وہ منیر یار ہمارا مت پوچھ

کلام

کہاں دل لگے ہے منیر کا
تیرے پیچھے سب سے بچھڑ گیا
نہیں عقل و فہم کی اب جگہ
اناالحق دھڑکنوں میں اتر گیا
غم دو جہاں تھا تلاش میں
غم عشق جاں سے گزر گیا
کوئی غم کا مارا تھا چھوڑ ئیے
لیے چشم تر اپنے گھر گیا

رہا جس شجر پہ وہ شعلہ رو
وہ اسی کے اشکوں سے جل گیا
کسی شاہ زادے کی قبر ہے
تیرے عشق میں ہاں مر گیا

کلام

گل بیمار ہے فریاد لیے بیٹھا ہے
دل میری جان اشکبار لیے بیٹھا ہے
ہائے اس درد محبت کا بیاں کس سے ہو
اشک آنکھوں میں جو بیمار لیے بیٹھا ہے
رات معشوق نے خیرات حسن کی ہوگی
ان کا مستانہ روئے یار لیے بیٹھا ہے
صبائے خیر نے دی ہے مجھے خوشی کی خبر
وہ میرے قتل کا سامان کیئے بیٹھا ہے
میں منتظر ہوں محتسب اٹھا اپنی تلوار
کوئی شہ رگ میں اپنا راز لیے بیٹھا ہے
واہ رے شوق شہادت منیر زار تیرے
دل کے ٹکڑے تیرا دلدار لیے بیٹھا ہے

کلام

سنا تھا مدتوں پہلے وہ دیوانے میں روتا ہے
عجب ہے اب گل بیمار بیگانے میں روتا ہے
نشانہ زخم پر رکھا ہے اس نے اپنے تیروں کا
مریض عشق زخم دل کے بھر جانے میں روتا ہے
کہا شمع نے میرے راز کو سمجھا ہے عاشق نے
شب بیدار اب چھپ چھپ کے کاشانے میں روتا ہے
اسے تو قبر بھی کہدے گی اک دن کیا مصیبت ہے
در جنت کھلا ہے اب یہ شکرانے میں روتا ہے
میری آواز سے اب جھومتا ہے سارا میخانہ
میرے اندر منیر زار تہہ خانے میں روتا ہے

کلام

دنیا کی زندگی میں نہیں جانتا
آخرت کا سفر میں نہیں جانتا
ہجر گریہ کناں لطف روح فغاں
وصل قفل زباں میں نہیں جانتا
سوز قلب و جگر آہِ شمس و قمر
پیام شام و سحر میں نہیں جانتا

شرح غم ہائے ہو عالم رنگ و بو
شعلۂ ہائے رو میں نہیں جانتا
شمع کا راز پروانے کی جستجو
چشم خون بہا میں نہیں جانتا
بات صاحب کی ہے اے پیر مغاں
جام عشق پلا میں نہیں جانتا
زھد تقویٰ ریاضت قناعت صبر
عقل علم و ہنر میں نہیں جانتا
راکھ پیاسوں کی پہنچی سوئے آسماں
آگ پانی ہوا میں نہیں جانتا
کیا صحیح کیا غلط میں نہیں جانتا
کیا بھلا کیا برا میں نہیں جانتا
خوف روز جزا امید مہر و وفا
کیا خطا کیا سزا میں نہیں جانتا
کوچہ عشق میں کون بدمست ہے
باغ کی بلبلوں میں نہیں جانتا
آج پوچھا تو رویا منیر حزیں
کیا کہا عاشقی میں نہیں جانتا

کلام

وہ جاناں کو اپنے بھلاتا نہیں ہے
کسی سے یہاں دل لگاتا نہیں ہے
کوئی نام ہے نہ پتہ اس کا حضرت
وہ اب آشیانہ بناتا نہیں ہے
اسے کیا نصیحت دیں یہ وہ نہیں ہے
وہ ناصحوں خود کو لاتا نہیں ہے
روتا ہے اس کے جنازے پہ قاتل
مگر کیا ہے رشتہ بتاتا نہیں ہے
تماشائے روز جزا دیکھ واعظ
منیر حزیں سر اٹھاتا نہیں ہے

غموں نے کچھ نہیں چھوڑا ہے مجھ میں
میرا اب کچھ نہیں میرا ہے مجھ میں
یہ سچ ہے ناصحوں میں بجھ گیا ہوں
مجھے میں نے ہی خود توڑا ہے مجھ میں

کلام

بیمار قیدیوں کو ستایا نہ کیجئے
آپ اپنے شہیدوں کو رلایا نہ کیجئے

سورج فراق یار میں برسا رہا ہے آگ
چہرہ دکھا کے آپ چھپایا نہ کیجئے
فریاد ہے طبیب کی دربار علیؑ میں
آپ عاشقوں کا خون بہایا نہ کیجئے
یہ کھول دے گا راز محبت اے جان عشق
اس مست کو شراب پلایا نہ کیجئے
روتا ہے پھوٹ پھوٹ کے بیمار غم حضور
آپ عشق کی کتاب پڑھایا نہ کیجئے
مرجائے گا منیر حزیں پیار کا مارا
رخ سے حجاب اپنے اٹھایا نہ کیجئے

آؤ آؤ اے باغ کی بلبلوں
ہم علی کے کوچے کی خاک کا بوسہ دیں اس سے پہلے
کہ ہماری عمر کی کشتی ڈوب جائے
اے باغ کی بلبلوں ہم نے اپنے بزرگوں سے
یہی سنا ہے کہ عاشقوں کے لیے صبر کرنا اور رونا
بہتر ہے ہمیں صبر کرنا چاہیے اور محبوب کی
یاد میں رونا چاہیے
اے باغ کی بلبلوں ہماری زبان بیان کی طاقت
نہیں رکھتی ہم عذر کے مقام پر ہیں ہمیں چاہیئے
کہ ہم اپنے نذرانہ عقیدت کو آنسوؤں سے
ادا کریں۔

کلام

محفل میں درد دل لیے ہم چشم تر گئے
اٹھی جو نظر ان کی میرے بال و پر گئے
بڑھنے لگا جو درد دل بے قرار کا
زخم جگر نے ہائے پکارا یہ مرگئے
ان مست بہاروں میں چہکتی تھی بلبلیں
ایسا چمن میں کیا ہوا پنچھی بچھڑ گئے
اس عشق نے ویران کردیا گل بیمار
بستی مکین راہ کے پتھر اجڑ گئے
یہ آنسوؤں کی بخششیں تھی کام کر گئیں
جو آشیانے ہم نے بنائے تھے جل گئے
آئے ہیں سب ہی دیکھنے بسمل کا تماشہ
اللہ رے منیر نجانے کدھر گئے

ــــــ

میخانۂ حضرت غلام مصطفیٰ جاتا ہوں میں
چھوڑ کر اس سنگ در کو میں کہاں جاتا ہوں میں
ہوش کھودیتا ہوں بڑھ جاتی ہیں میری الجھنیں
کب بچھڑتے ہیں وہ مجھ سے خود بچھڑ جاتا ہوں میں
میں شرابی ہوں میں پیتا ہوں مۂ توحید کو
ان کی محفل میں سکون دل بہت پاتا ہوں میں

محفلیں اب بھی وہی ہیں دل سجا محفل میں آ
رات ڈھلتی ہے شب غم ناصحا جاتا ہوں میں

کلام

طعام بے روح درد کا مارا
پانی پیالے میں بے جان ہے
عجب رھگزر ہے تھکن سے چُور
مکاں لامکاں عجب خاموشی ہے
سو ایسی تنہا رھگذر پر
سونے والا جاگ رہا ہے
مبارک پرندہ قید و قفس میں
دونوں جانب آنکھ رہا ہے

دل روتا ہے جانِ محبت
اپنا جنازہ پڑھا آئے ہیں
دل دستار مصلیٰ محبوبﷺ کا
ہم منیر بچھا آئے ہیں

کلام

دل گریہ میں عجب حسرت گلزار میں ہوں
وقت رخصت ہے میری جان انتظار میں ہوں
ہر نیا غم نئ خوشی ہے گلستاں کو میرے
سوز نایاب میں ہوں ہر گل بیمار میں ہوں
چہرہ تر لیے پھرتا ہوں دشت و صحرا میں
واقف راز محبت ہوں چشم یار میں ہوں
کاسئہ دل میرا اشکوں سے بھرا رہتاہے
اسیر عشق ہوں ہر دم طواف یار میں ہوں
دھت شرابی ہوں میرا دل ہے انکا کاشانہ
میں جہاں بھی رہوں محو خمار یار میں ہوں
میں سیاہ کار جہاں بھی رہا رسوا ہی رہا
دعائے دکھ ہوں عجب نامہ اعمال میں ہوں
کوئی کیا جانے شب غم میری گل بیمار
بستر مرگ کا آنسو ہوں اشکبار میں ہوں
جو حقیقت تھی میری کوئی نہ وہ سمجھا منیر
جو حقیقت ہے وہ یہ ہے مزار یار میں ہوں

کلام

لباس کعبہ میں یہ کون میخانے میں آیا ہے
عجب شوق شہادت ہے جو پروانے میں آیا ہے
تیری روئیت سے بڑھ کر کچھ نہیں اس دار فانی میں
یہی کافی ہے تو بے کس کے کاشانے میں آیا ہے
خدا کا شکر کر تیری دوا تو ہوچکی کب کی
گل بیمار اٹھ وہ خود شفا خانے میں آیا ہے
رخ باد صبا کیوں اس قدر ہے بے رخی ہم سے
ہر اک پتھر میں خوشبو ہے وہ ویرانے میں آیا ہے
کسی کے دل کا ٹکڑا ٹکڑے ٹکڑے ہوکے پہنچا ہے
کیا حالت ہوگئی چپ چاپ غم خانے میں آیا ہے
منیر زار سے کہدو تھا وعدہ حشر کے دن کا
یہ جرأت ہوگئی اب میرے دروازے پہ آیا ہے

کلام

چل گدائے کوچۂ یار چل چل چشم تر کا خمار چل
چل بے کسی کی پکار چل چل خاک کوئے یار چل
میرے سارے دھاگے الجھ گئے جو سلجھ گئے وہ بکھر گئے
میری کشتی جب لگی ڈوبنے جو اتر گئے وہ بچھڑ گئے

تیری چاہ میں تیرے پیار میں جو اجڑ گئے وہ نکھر گئے
گیا وقت اپنے غروب پر جو گزر گئے وہ مرگئے
اے اسیر زلف یار چل چل اے گل بیمار چل
چل بندہ لاچار چل چل رتجگوں کی بہار چل

اس چمن میں کچھ نہیں جو دل کے بہلانے کو ہے
خون دل پھر آج شب دیوانوں بہہ جانے کو ہے
وہ نہ آئے رات بھر بیمار غم کیا کیجئے
آخری مہ نوش بھی اب اپنے گھر جانے کو ہے
بے رخی نے تیری ہم کو مار ڈالا ہے حضور
رند اب کاشانۂ تنہا میں مرجانے کو ہے
جابجا کیوں ڈھونڈتے ہیں سب منیر زار کو
ہے وہی رستہ میرا جو ان کے میخانے کو ہے

کلام

لٹ گئی ساری جمع پونجی
سورج کو ڈوبتے ہوئے دیکھا
آگ پہنچی جب آشیانے تک
پانی کو روٹھتے ہوئے دیکھا
چہرہ تر لیے اک مستانہ
خوشی سے جھومتے ہوئے دیکھا

تیرا بیمار تجھے ملا تو ہوگا
چمن میں ڈھونڈتے ہوئے دیکھا
باغباں نے مجھے منحوس کہا
باغ جب سوکھتے ہوئے دیکھا
یوں فرمایا دعا قبول ہوئی
جب مجھے ٹوٹتے ہوئے دیکھا
منیر زار جائے عبرت ہے
خون کو تھوکتے ہوئے دیکھا

کلام

چاہِ محبوب تھی لایا گیا تڑپایا گیا
گل بیمار کو دے دے کر غم رلایا گیا
آبدیدہ ہوئے تحریر پڑھی روتے ہوئے
وہی ہوا گل بیمار جو فرمایا گیا
کچھ سنا اہل محبت نے توبہ توبہ کی
جب گناہ گار کا چہرہ انہیں دکھایا گیا
زندگی اپنا اثر چھوڑ کر ہوئی رخصت
درد کو صبر کی آغوش میں سلایا گیا
شفا ملی تو روح نکلی تڑپ کر میری
نہ سمٹے عقل میں ایسا سبق پڑھایا گیا

وہ کیا مقام تھا کل شب گیا میں کیسے وہاں
کون ہوں کیا ہوں بلایا گیا بتایا گیا
تڑپ تڑپ کے مرا قفس میں بیمار غم
چار کاندھوں پہ منیر حزیں اٹھایا گیا

کلام

دل کی ویرانیاں ہیں اپنی جگہ
چشم حسرت کو بھی سنا جائے
کیوں کریں دل کی آبرو پامال
جو بھی ہے درگزر کیا جائے
چشم حاسد کو کچھ سکون ملے
جو تیرے پاس ہے دیا جائے
کوئی ہنر نہیں تو غم مت کر
کام جو بھی ملے کیا جائے
درد کو درد کی خیرات ملے
صبر بھی صبر سے لیا جائے
میرے چہرے پہ کچھ نہیں لکھا
سوائے درد کے جو پڑھا جائے
آنکھ اب اشک لیے پھرتی ہے
محبوب سے کہنا اب ملا جائے

دل اترنے لگا ہے آنکھوں سے
بزم رنداں سے اب اٹھا جائے
ہوش رخصت ہوا اب کہیے منیر
ہوش کو ہوش سے سنا جائے

کلام

اے مرشد جاں راستے دشوار ہوگئے
اے مرشد جاں مدفن ذوالنار ہوگئے
اے مرشد جاں صبر و تحمل ہوا رخصت
غبار ہوگئے تار تار ہوگئے
اے مرشد جاں رتجگے بے نور ہوگئے
پا کر شفاء ہم اور بے قرار ہوگئے
استاد ادب کا نہ ملا سیکھتے ادب
اے مرشد جاں ہم تو گناہ گار ہوگئے
بیمار اشک چہرہ تر میں سما گئے
اے مرشد جاں دیکھیئے نڈھال ہوگئے
میرے کفن کی دھجیاں بیدار ہوگئیں
ہم جسم و جاں کی قید سے آزاد ہوگئے
جلتے رہے فراق کے گھر میں میرے آنسو
جب دم نکل گیا گل بیمار ہوگئے

کلام

جو بے ادب ہے میخانے میں
تم کیوں اس کی دوا نہیں کرتے
مجذوب جو کہدے ہوجاتا ہے
ہوش میں یہ بھلا نہیں کرتے
ہم سدھرتے نہیں نصیحت سے
تم بھی ناصح وفا نہیں کرتے
یہ غمِ یار بڑی نعمت ہے
رند اس کی دوا نہیں کرتے
بڑی بخشش ہے یہ رسوائی بھی
چشم تر سے گلہ نہیں کرتے
کہیں شکوہ نہ چھینے یہ دولت
داغ دل سے جفا نہیں کرتے
ہمارے حصے میں ہی ملامت کیوں
لوگ کیا کیا یہاں نہیں کرتے

کلام

دل اسیر غم چشم یار ہوا
آج پھر ہمہ تن ہم کلام ہوا

پھر وہی زخم مجھ کو عطا کیجئے
جس سے دیوانہ باغ بہار ہوا
وہ میری ہی گناہگار آنکھوں میں تھا
ایک آنسو جو خاک مزار ہوا
رونق محفلاں شوخ اندازیاں
کیا ہوئیں جو اسیر فراق ہوا
سو گئے یاد میں چشم ماہتاب میں
ہائے قربان وہ محو خواب ہوا
بغیہء چاک دل پھر سے کھلنے لگے
اس قدر مہرباں مہربان ہوا
پوچھا اک بار تھا حالتِ درد دل
میں تو کہتا رہا دل تباہ ہوا
رخصت روئے جاناں کی بے تابیاں
دل میرا جل کے راہ غبار ہوا

کلام

ہر تمنا اٹھی ہے رند اشکبار سے
اک بھکاری ہے گزرتا ہے در یار سے
عشق نے کردیا ہے حال سے بے حال اسے
بات بھی اب نہیں ہوتی تیرے بیمار سے

چہرہ تر لیے آتا ہے روز کوئے جاناں
پیاس اسکی نہیں بجھتی تیرے دیدار سے
گلہ کس کس سے کیجئے جہان فانی میں
ساری دنیا ہی خفا ہے گل بیمار سے
وہ ملامت کے سوا اور تجھے کیا دیں گے
جن کو نسبت نہیں ہوتی غم دلدار سے
ہم ہی دل بھیجتے ہیں نازو ادا والے کو
کوئی چٹھی کہاں آتی ہے کوئی یار سے

ــــــــ

پھل والے کچھ درخت میرے آس پاس ہیں
اک کھوکھلا درخت ہوں کیا رنگ لاؤں میں

پتہ کہیں بھی شاخ یہ اب آتا نہیں نظر
اے باد صبا تیز چل بکھر جاؤں میں
دیکھوں چمن افسردہ میں کب تک منیر زار
تُو شاد کردے ان کو یا بچھڑ جاؤں میں

کلام

گل مست امام الاولیاء شاہ جیلانؒ
اشرف المشائخ امیرالکاملیں و عارفیں

گل مست غوث قطب اقطاب ارشاد
گل مست شمع ابدال اخیار
گل مست اوتاد نجباء نقباء
گل مست عمد مجذوب مکتوم

گل مست شمس المشائخ حسن بصریؒ
گل مست امام العارفین شمس تبریزؒ
گل مست امیر القلوب جنید بغدادیؒ
گل مست ابوالفیض ذالنون مصریؒ

گل مست فخر المشائخ بہاء الدین نقشبندؒ
گل مست اشرف المشائخ معین الدین اجمیریؒ
گل مست فخر المشائخ خواجہ باقی باللہؒ
گل مست امام ربانی مجدد الف ثانیؒ

گل مست شمس الاولیاء ابوالحسن علی ھجویریؒ
گل مست تاج الاولیاء ابوبکر شبلیؒ
گل مست برھان الاولیاء مولائے رومؒ
گل مست بوئے یار شاہ شرفؒ

گل مست محبوب الصلحاء ابو احمد ابدالؒ
گل مست سوز دلبراں عثمان مروندیؒ

کلام

تمام عمر قفس میں گزار دی ہم نے
جان محبوب کے قدموں پہ وار دی ہم نے
دل مجبور بھی رخصت ہوا ویرانے سے
روح دستار بھی آخر اتار دی ہم نے
وہ آہ سحر جو اٹھتی ہے مذبح خانوں سے
حالت دل کچھ اس طرح پچھاڑ دی ہم نے
آتش عشق نے سب کچھ جلا کے راکھ کیا
نفس عبرت زدہ پہ مٹی ڈال دی ہم نے
کوئی ڈھانچا کسی ڈھانچے سے ہمکلام نہیں
جیسے اجڑی ہوئی دنیا اجاڑ دی ہم نے
قریب آکے بھی نہ پہنچ سکے پروانے
تھے راستے میں محبت پکاردی ہم نے
دھوپ بے رحم رہی دانہ سیاہ پہ منیر
فرقت یار میں صورت بگاڑ دی ہم نے

کلام

گل بیمار دن کی روشنی ہے
گل بیمار شب کی چاندنی ہے
گل بیمار ہے دانائے راز
گل بیمار جہاں کی تازگی ہے

گل بیمار ادائے دلبراں مسند نشیں
گل بیمار خاک بسر خاک نشیں
گل بیمار مکاں لامکاں ہجر و فراق
گل بیمار وصال یار گوشۂ نشین

گل بیمار ضیائے شمس و قمر
گل بیمار چراغ بے نور و نظر
گل بیمار چمنستان کا سرمایہ
گل بیمار سوز ویران راہ گزر

گل بیمار گلستان بھی ہے
گل بیمار قبرستان بھی ہے
گل بیمار ہے اللہ کا گھر
گل بیمار گناہ گار بھی ہے
گل بیمار ہے بے رحم قاتل
گل بیمار ہے معصوم ادا

گل بیمار خطا کا گھر ہے
گل بیمار ہے بے جرم خطا

گل بیمار ہے بے رحم قضا
گل بیمار دعائے خیر ہے
گل بیمار راحت دل ہے
گل بیمار جائے عبرت ہے
گل بیمار محبوب نظر ہے
گل بیمار برباد نظر ہے
گل بیمار معشوق جہاں ہے
گل بیمار عاشق در بدر ہے

گل بیمار کے کاشانے سے
گل بیمار رخصت ہورہا ہے
گل بیمار شمعٔ انجمن ہے
گل بیمار تنہا رو رہا ہے

گل بیمار شب بیدار ہے
گل بیمار محو خواب ہے
گل بیمار تجھے یاد نہیں
گل بیمار تیری یاد ہے

کلام

چلا ہوں جانب قاتل صدائے یار آئی ہے
شب غم اے دل بسمل صبا پیغام لائی ہے
سیاہ چادر چھپائے منہ لیئے بربادیاں دل کی
محبت آج محفل میں تیری بیمار آئی ہے
بہکتا ہوں بہکنے دو سحر تک جام چلنے دو
خوشا اے مہ کشوں یہ رحمت انوار آئی ہے
امیر میکدہ ہوں غمزدوں کی دھوپ سہتا ہوں
خوشی بھی راس کب مجھ کو میرے سرکار آئی ہے
محبت چار کاندھوں پر ہی نکلی کوئے قاتل سے
لو آؤ دیکھ لو مستوں محبت ہار آئی ہے
منیر زار دل کے ٹکڑے جو آنکھوں سے گرتے ہیں
بس اتنا جانتا ہوں ان کو میری یاد آئی ہے

کلام

کہیں میں وصل ہوں آباد کیا جارہا ہوں
کہیں میں ہجر میں برباد کیا جارہا ہوں
کہیں معشوق ہوں عالم ہے میرا دیوانہ
کہین عاشق ہوں میں پامال کیا جارہا ہوں
کہیں قاتل ہوں کہیں مخبر قاتل ہوں میں

کہیں مقتول ہوں قتال کیا جارہا ہوں
کہیں صّیاد ہوں اپنے ہنر پہ نازاں ہوں
کہیں بے جرم و خطا شکار کیا جارہا ہوں
کہیں ظالم ہوں جسے ظلم سے فرصت ہی نہیں
کہیں معصوم ہوں سپرد خاک کیا جارہا ہوں
کہیں میں جشن کہیں سوگ کہیں خاموشی
کہیں میں جابجا بدنام کیا جارہا ہوں
کہیں میں بھولا ہوا بھٹکا ہوا سایہ ہوں
کہیں میں یاد میں بیمار کیا جارہا ہوں
کہیں طالب ہوں میں تلاش یار میں کوشاں
کہیں مطلوب ہوں بیدار کیا جارہا ہوں
کہیں میں شمعِ محفل ہوں تخت شاہی پر
کہیں غبار ہوں نڈھال کیا جارہا ہوں
کہیں ہوں اجنبی گمنام درد سر کی طرح
کہیں سماع ہوں کلام کیا جارہا ہوں
کہیں میں جیتے جی مردہ ہوں بزم دنیا میں
کہیں میں لحد میں بیدار کیا جارہا ہوں
کہیں یقین کی دولت ہوں میں منیر حزیں
کہیں یقیں میں بھی گمان کیا جارہا ہوں

کلام

جو آنکھیں امید کو باندھیں
ان آنکھوں کو پھوڑ دیا ہے
دور تلک مسکان نہیں ہے
لیکن رونا چھوڑ دیا ہے
مالک میرے روٹھ نہ جانا
میں نے سب کو چھوڑ دیا ہے
کوئی نہ رکھ پائے سینے میں
دل بھی ایسا توڑ دیا ہے
تُو ہی رکھنا میرا بھرم اب
سب کچھ تجھ پر چھوڑ دیا ہے
کیا ہے منیر زار کی دنیا
جینا مرنا چھوڑ دیا ہے

غم عاشقی میں پناہ لی غم دو جہاں سے بچھڑ گئے
قبول تھی تیری خوشی خوشی خوشی میں اجڑ گئے
نہ کہہ سکے زباں سے کچھ ہم سر جھکائے کھڑے رہے
نہ کھل سکی یہ زبان دل ہم آنسوؤں سے بھر گئے

کلام

یہ تو نے کیسا دنیا کو تماشہ گاہ کر ڈالا
کہیں کاسہ ہے گردش میں کسی کو شاہ کر ڈالا
سنا ہے مبتلائے عشق اب تو کھل کے کہتا ہے
محبت جس سے کی تو نے اسے برباد کر ڈالا
تیرے فضل و کرم سے بک رہی ہے کھر کھری مٹی
کہیں انمول شے کو بھی جلا کر راکھ کر ڈالا
گل بیمار نے جب کی تیرے دیدار کی خواہش
اسے پھر نوک خار صحرا پر آباد کر ڈالا
میرے مالک تیری اس بے رخی پر جان و دل صدقے
دی ہاتھوں میں شفا جس کو اسے بیمار کر ڈالا
نظر کو کردیا ناآشنا خود اپنی روئیت سے
دل بسمل کو جب تو نے نگاہِ یار کر ڈالا
ملا ہر کوئی تنہا شہر عشق یار میں گم صم
کہ تونے یار کے ہر یار کو پامال کر ڈالا
ہمارا دل نہیں ملتا دل دلدار کے دل میں
نہ جانے کس جگہ مارا غبار راہ کر ڈالا
نصیحت کو میری اے چارہ سازوں موت کافی ہے
مجھے اس زندگی نے حال سے بے حال کر ڈالا

کلام

تیرے کرم کو جب میں سمجھا پیارے ہوا شرمسار
جان لبوں تک آ پہنچی تو یاد آیا تیرا پیار
اپنا رونا ہی رویا ہے میں کیسا ہوں مہ خوار
وفا نہ کی ہو جس نے مالک وہ کیسا بیدار
مرجھایا ہوا گل سوکھ چکا تو یہ کہنے لگا اشکبار
نام لیا جب تک مالک کا رہا میں خوشبو دار
تو نہ سنے گا تو کون سنے گا مالک میری فریاد
بخش دے اپنے فضل و کرم سے تیرے کرم بے شمار
ساری عمر گناہ کیئے ہیں گناہوں کاہوں بیمار
دے دے شفا اس مرض سے مجھ کو سن لے میری فریاد
کیسے اٹھاؤں میں شرم سے چہرہ کہے منیر زار
میں تیرے فضل و کرم کا طالب میں تیرا محتاج

ــــــــــــ

ذرے ذرے میں ہے خوشبو اسکی
راز دلبر کے دلبر کھولتا ہے
ہے مصور تو رنگ بولتے ہیں
ہے فقیری تو اثر بولتا ہے
میری رسوائی کو اتنا بہت ہے
ہر جگہ درد میرا بولتا ہے

رند کی کیفیت سمجھ رتقاً ففتقتھاً
مالک جب منیر منیر بولتا ہے

کلام

عرش پر محفلیں سجاتے ہو
اپنے محبوب کو بلاتے ہو
چشم محبوب ہے شاید اس پر
آنکھ سے آنکھ بھی ملاتے ہو
کبھی دیکھا نہیں دنیا کی طرف
عجب اسرار ہیں چھپاتے ہو
چشم پرنم بجا فرماتی ہے
درد دل دے کے آزماتے ہو
آنے والوں یہ سوگ طاری ہے
زندگی دے کے ستم ڈھاتے ہو
جب کوئی حسرت نظارا نہ ہو
تب اسیروں پہ رحم کھاتے ہو
زخم بیدار کو شفا نہ ملی
درد بھی درد سے مناتے ہو
منیر زار غم کا مارا ہے
کیوں اس فقیر کو رلاتے ہو

کلام

خوشبو نے تیری مست سربازار کردیا
اک شور اناالحق اٹھا بیدار کردیا
آباد ہوگئے ملی جن کو کرم کی بھیک
ساقی ہمیں تو پیار نے برباد کردیا
سمجھا وہ میکدے کے چراغوں کی روشنی
جس کو تیری پکار نے مہ خوار کردیا
رہتے بھی ساتھ ہو تو حجابانہ کس لیئے
تم نے دل لبسمل کو پریشان کردیا
مسکین دل نے راز محبت کو پالیا
اک صاحب اسرار کا مزار کردیا
اس دل میں پھوٹتی ہے غم یار کی خوشبو
مجھ کو میرے طبیب نے بیمار کردیا
روئے ہیں پھوٹ پھوٹ کے سیّد منیر زار
اس نے تو میکدے کو سوگوار کردیا

کلام

حضرت دل گلہ نہ کیجئے
زخم حسرت اٹھانا پڑتا ہے

صاحب منانے کے لیے صاحب
صاحب اس کا منانا پڑتا ہے
عشق کے راستے دشوار ہیں
دربدر دل دکھانا پڑتا ہے
راز دلبر کے آپ رہنے دیں
ناصحوں زخم کھانا پڑتا ہے
تربیت طالب کی آسان نہیں
جیسے مردہ جگانا پڑتا ہے
بہت قریب آنے والوں کو
بہت دور جانا پڑتا ہے
عاشقی آسان نہیں ہے پیارے
خون دل بہانا پڑتا ہے
کشکول عاشق یونہی نہیں بھرتا
ہمیں رونا رلانا پڑتا ہے

کلام

نہ ہوش دل ہے میری جاں حجاب اٹھا تو سہی
میں کون ہوں میرے مالک مجھے بتا تو سہی
الہیٰ کیسی محبت میں ہے یہ لاچاری
فدا ہیں اشک میرے تجھ پہ آ رلا تو سہی

بہت دنوں کے بعد میں نے مجھے دیکھا ہے
لبوں پہ زخم لئے وہ مجھے ملا تو سہی
وجود زاد میں جنبش نہیں اے شوق جنوں
منیر زار تجھے کیا ہوا بتا تو سہی

کلام

کیسی ھیبت ہے شب وعدہ میرے کاشانے میں
توہی ہے ہاں میرے مالک تیرے مستانے میں
دل کی بربادیاں اب جسم و جاں میں پھیل گئیں
دھڑکنیں روتی ہیں چھپ چھپ کے نہاں خانے میں
بہاریں کیا ہوئیں بس درد بڑھا ہے دل کا
یہیں رہتا ہوں اب تنہائی کے ویرانے میں
مٹ چکی حسرتیں تمنّا نہ آرزو کوئی
سوائے درد کے کیا ہے میرے فسانے میں
جو ہیں بے ذوق کیا سمجھیں میرا کلام منیر
جو ہیں بے رنگ بے شعور ہیں میخانے میں

کلام

یہ کہاں پہنچادیا ہے دل تو نے
جہاں کوئی آنکھ جھپکتا ہی نہیں

کوئی آئے کوئی بیٹھے کوئی جائے
کوئی کسی کو جانتا ہی نہیں
بھوک پیاس سے نا آشنا دنیا
کوئی کچھ بھی مانگتا ہی نہیں
ہر کوئی ہے محو جمال یار
کوئی کسی کو دیکھتا ہی نہیں
خوشی غمی نہیں فراق و وصل نہیں
کوئی کچھ بھی سوچتا ہی نہیں
کیا ہوا ہے منیر زار یہاں
کوئی زبان کھولتا ہی نہیں

کلام

کریم تو ہے میں بندہ خاکسار سا ہوں
تیرے حضور تہی دست اشکبار سا ہوں
کبھی میں خوشبوئے باغ چمن بہار سا ہوں
کبھی خزاں سے بہت دور خارزار سا ہوں
بچھڑنا اپنی جگہ انتظار یار سا ہوں
خمار عشق میں کچھ تھوڑا سا بیدار سا ہوں
لباس درد میں پیوستہ تار تار سا ہوں
گناہگار بڑا بے نشاں غبار سا ہوں

نہیں نہیں ارے ناصح یہ ہو نہیں سکتا
یقین دل نہیں آتا منیر زار سا ہوں

ــــــــ

روئیت انساں میں تھا حیوان مرگیا
ناراضگی رب کی لیئے پہچان مرگیا
نہ کلمۂ حق پڑھ سکا انجان مرگیا
کیا صاحب ایمان بے ایمان مرگیا
کلمہ پڑھا سکے نہ طبیبان شہر بھی
اللہ رے کہتے تھے پریشان مرگیا

کلام

فضل و کرم کی بھیک ملے
چشم کرم تک جانا ہے
شہر فنا کا مسافر ہوں
ملک بقا تک جانا ہے
بستی ہوں لٹنے والوں کی
دعا دوا تک جانا ہے
فغاں ہوں اجڑی تربت کی
رشک قمر تک جانا ہے
خاموشی ہوں صحراؤں کی

سوز چمن تک جانا ہے
لباس عشق میں لپٹا ہوں
نقش قدم تک جانا ہے
فریاد گل بیمار کی ہوں
عرش بریں تک جانا ہے
گل منیر کا آنسو ہوں
دربار نبی تک جانا ہے
وہ درد شب گریہ ہوں میں
جسے سحر تک جانا ہے

کلام

ہوا کی مسکراہٹوں میں آندھیوں کا روپ ہے
یہ کیا ہوا بگڑ رہی ہیں صورتیں یا بھوت ہے
ذرا سنبھل اے چشم بینا روشنی ہے دھوپ ہے
یہ راہزن کی دھول ہے یا تیری کوئی بھول ہے
نہ فکر آخرت کہیں نہ توشۂ حضور ہے
یہ کیا ہوا کہ ہر طرف نمائش و نمود ہے
یہ انگلیاں اٹھا کسی پہ طنز و مزاح کی
حقیر جانیے کسے یہ اپنا ہی تو کھوٹ ہے
نہ پوجا پاٹ کر کسی کی اپنے رب سے دل لگا
یہ سجدہ گاہ عرش ہے مکین دل حضور ہے

اب کہاں عرش تلک جاتی ہیں
دعائیں مدہوش لڑکھڑاتی ہیں
بے کسی اور یہ بے نور آنکھیں
تھکن اوڑھ کے سوجاتی ہیں
ان کی بیداریاں قیامت ہیں
روز و شب خون دل بہاتی ہیں
نہ جانے دیکھتی ہیں یہ کسے
بے زباں حال دل سناتی ہیں

کلام

عجب چمن زار دیکھا ہے
گل فدائے خار دیکھا ہے
خار کو بھی قید و قفس میں
عجب وصال یار دیکھا ہے
دنیا اجڑی ہوئی دیکھی ناصح
فقط خیال یار دیکھا ہے
جمال یار عجب قیامت ہے
جو ملا بے قرار دیکھا ہے
نہ ملا مسجد و میخانے میں
خمار راہ غبار دیکھا ہے

قبر عاشق پہ آنے والوں میں
تیرا عاشق نڈھال دیکھا ہے
دل اٹھ چکا ہے دنیا سے
عجب جمال یار دیکھا ہے
گل بیمار کے جنازے پر
آسماں اشک بار دیکھا ہے
دل ہوا مطمئن گلِ بیمار
منیر فدائے یار دیکھا ہے

کلام

آرزو یہ بھی نہیں مسند پہ بٹھائے جائیں
یہ بھی خواہش نہیں کاندھوں پہ اٹھائے جائیں
لوٹ آؤں میں زخم کھا کے تو نایاب نہیں
ہاں مروں نام پہ تیرے تو سجائے جائیں
ہمارے خون میں شامل ہے خوں شہیدوں کا
ہم نہیں وہ کہ جن کے ناز اٹھائے جائیں
تقویت ملتی ہے کفار کے ایوانوں کو
اب مسلمانوں کو نوحے نہ سنائے جائیں
ہم حسینی ہیں قبلہ نہیں بدلتے ہیں
ہمارے سر بھی جو نیزوں پہ اٹھائے جائیں

جلا رہے ہیں جہاں بھی جو مسلمانوں کو
انہی کے خون سے یہ آگ بجھاتے جائیں
منیر زار ہمیں وقت نے پھر مانگا ہے
ہم اپنے خون سے چراغ جلاتے جائیں

کلام

صوفیا سے کچھ ان کا تعلق نہیں
جو صنم کدے کی طرف مائل ہیں
شیخ الابلیس ہیں جو خود اپنے لئے
پوجا پاٹ کے بھی قائل ہیں

علماء کا کچھ ان سے تعلق نہیں
جو در وزراء کے چکر کاٹتے ہیں

تیرے در سے انہیں پھر کیا ملے
جو حاکموں کے تلوے چاٹتے ہیں

عشاق کا کچھ ان سے تعلق نہیں
جو عشق والوں کو برا جانتے ہیں

آج خود پیر بن کے بیٹھے ہیں
جو سلسلوں کو خطا مانتے ہیں

کلام

قبر تک پہنچے انتظار میں آتے آتے
وہ ستم کر گئے اللہ رے جاتے جاتے
یہ بھی اچھا ہوا ویرانے میں برباد ہوا
ورنہ گلشن جو بساتے تو مٹاتے جاتے
سب ہی واقف تھے میری جان تیری آنکھوں سے
کیسے ہم نام تیرا سب سے چھپاتے جاتے
اے صبا دینا یہ پیغام میرے جاناں کو
مد بھرے نینوں سے اک جام پلاتے جاتے

کلام

پیئیں جام جن کو نصیب ہو تیری پیاس میں بھی سرور ہے
ہے عجب وصال کی لذتیں تیرے ہجر میں بھی حضور ہے
یہ عجب ہی حسن و جمال ہے یہ تیری نظر کا کمال ہے
دونوں جہاں کون و مکاں تیری خوشبو سے مخمور ہے
مجھے مت بتاؤ کہ کیا ہوں میں مجھے رہنے دو میرے حال پر
میں حقیر لاشی ہوں ذات میں اوقات بھی معلوم ہے

وہ کہیں منیر ایک جان کیا میں کروڑوں جانیں بھی ہار دوں
وہ رکھیں نظر میں غلام کو مجھے ہر سزا منظور ہے

کلام

جو ہونا تھا وہی ہوا ناصح
کوئی تدبیر کام آ نہ سکی
چشم تر نے کیا رسوا ہمیں
غم دلدار بھی اٹھا نہ سکی
آشیانے میں وہ مردہ پڑا تھا
شب حسرت جسے منا نہ سکی
دکھ کی خیرات بھی تقسیم ہوئی
دل ویرانہ کو سجا نہ سکی
بعد مرنے کے بھی دیکھا گیا
زندگی جسے راس آ نہ سکی
ایک تنکے کا وزن کیا تھا
جسے موج طغیٰ بہا نہ سکی
راکھ اپنی میں خود سمیٹتا ہوں
آندھیاں بھی جسے اڑا نہ سکی
میری مٹی میں ہی خرابی تھی
خاک اپنا اثر دکھا نہ سکی

کون پوچھے ہے گل بیمار کا
شب گر یہ جسے مٹا نہ سکی
موت بھی آئی بار بار منیر
مکمل بار عصیاں اٹھا نہ سکی

ــــــــــ

اُمّ المحبوب ﷺ کا روضہ ہے
تم کیا جانو
اس روضے سے عرش بریں تک کتنے راز چھپائے ہیں
خالق نے اس گلشن میں کتنے رنگ سجائے ہیں
جائے تقدس روضے کی حرمت
تم کیا جانوں
اس روضے کی مٹی میں محبوب کے اشک سمائے ہیں
یہاں ادب کی نہریں بہتی ہیں
محبوب کی آنکھیں رہتی ہیں
وہ بے ادب زائر ہیں جو
ام المحبوب کے روضے پر
نعلین پہن کر جاتے ہیں
بے ربط قدم اٹھاتے ہیں
یہاں اہل ملائک نادانوں
زمیں پر پلکیں بچھاتے ہیں
ام المحبوب ﷺ کے روضے پر
محبوب ﷺ کا آنا جانا ہے

کلام

ہے اب آئینہ دلبر گل بیمار کی صورت
اٹھو اب مہ کشوں ان کا نظارا ہوچکا اٹھیے
ہے اب دلدار کی آنکھیں گل بیمار کی آنکھیں
زیارت ہوگئی ان کی سہارا ہوچکا اٹھیئے
وہ پاکر اپنی خوشبو چومتے ہیں اپنی تربت کو
وہی اندر وہی باہر تماشہ ہوچکا اٹھے
مبارک ہو اسے پہنچا ہے وہ آغوش رحمت میں
جو چشم تر لیے بیٹھا تھا پیارا ہوچکا اٹھیئے
کھلا ہے راز دلبر کا تو پھر معذور ہے عاشق
مریض عشق جو ہونا تھا وہ تو ہوچکا اٹھیئے
لیے فریاد میں رویا درجاناں پہ مستانوں
نظر ان کی اٹھی اٹھیئے اشارہ ہو چکا اٹھیئے
اسے اب مہ کشوں میخانۂ مرشد میں چھوڑ آؤ
منیر زار اب تو اپنا چہرہ کھو چکھا اٹھیئے

کلام

چشم پر نم بھی وہی میں بھی وہی دل بھی وہی
دشت و صحرا بھی وہی میرا بھٹکنا بھی وہی

آہ بھرنا بھی وہی دل کا سسکنا بھی وہی
خواہش دید وہی دل کا تڑپنا بھی وہی
سحر غم بھی وہی غم کا مداوا بھی وہی
دل بیتاب وہی ان پہ مچلنا بھی وہی
واقف درد وہی درد کا درماں بھی وہی
رونق غم بھی وہی محفل انجم بھی وہی
گریہ دل بھی وہی درد کا مرہم بھی وہی
تیرا محبوب وہی میرا بھی محبوب وہی

ـــــــ

دربار مرشدی میں یہ دنیا کے پجاری
اٹھا رہے ہیں کوئلہ ہیرے کی کان سے
اپنے پروں کے بل پہ نازاں نہ ہو ناداں
راضی نہیں جو رب تو ملے کیا اڑان سے
مجبور ہے جو طاقت گفتار سے معذور
نہ بدعائیں لے کسی بھی بے زبان سے
ہوجاتے ہیں فنا جو غم عشق میں منیر
آتی ہیں پھر صدائیں انہیں لامکان سے

کلام

دل پتنگ یار کے ہاتھوں میں ہے اب یار جانے
تھام لے چھوڑ دے یا توڑ دے اب یار جانے
زندگی کیا ہے موت کیا ہے کیا عذاب و ثواب
کیا سمندر ہے بلبلے ہیں کیا اب یار جانے
کیا دعا ہے کیا دوا ہے کیا شفا ہے حضرت
چاہ کیا ہے گل بیمار کی اب یار جانے
جنتی ہوں یا دوزخی ہوں یا سامان تلف
کیا سزا ہے کیا جزا ہے میری اب یار جانے
اس نے عاشق کی طرح دیکھا ہے میری جانب
میں قلندر ہوں یا ابدال ہوں اب یار جانے
ربط مٹی کو ہے کیا پانی سے میں کیا جانوں
کیا ہے ظاہر میں کیا پوشیدہ ہے اب یار جانے
حوصلہ ہی نہ رہا اب تو میری جاں مجھ میں
صبر بھی صبر سے رخصت ہوا اب یار جانے
جل اٹھی شمع میرے شوق شہادت پہ منیر
راکھ اڑتی ہے کہاں جائے گی اب یار جانے

کلام

اے چشم تر تیرے موتیوں سے بھی انکی خوشبو مہک رہی تھی
وہ آنکھ ہی ٹوٹ کر گری تھی جو مدتوں سے بلک رہی تھی
چاند بادل کی اوٹ میں تھا کہ روشنی بھی سسک رہی تھی
یہ بدلیاں بھی بھٹک رہیں تھی زمیں پہ آکر برس رہیں تھی
تیری ہی خوشبو چمن میں پائی جو تیری بو کو ترس رہی تھی
زمیں بھی تیرے فراق میں تھی جو آہ بن کر ابل رہی تھی
دن کو سورج جلا رہا تھا کہ تنہا رات بھٹک رہی تھی
عجب تھی تاروں کی ٹمٹماہٹ جو رتجگوں میں بکھر رہی تھی
یہ کس نے چھیڑا تھا ذکر احمد کہ الفتیں بھی مچل رہی تھی
یہ محفلیں تیری شاہ والا تیرے ہی ہونے سے سج رہی تھی
تیرے ہی جلوؤں کی تابشیں تھی کہ رحمتیں بھی برس رہیں تھی
منیر خاموش دیکھتا تھا وہ اپنی جاں سے گزر رہی تھی
وہ ایک بلبل اداس بیٹھی جو بند آنکھوں میں مر رہی تھی

کلام

بزم میں کچھ تو ستانے کے لیے آتے ہیں
اور کچھ رونے رلانے کے لیے آتے ہیں

کچھ یہاں آتے ہیں میرے پرسے کو
کچھ یہاں صرف تماشے کے لیے آتے ہیں
کچھ ہیں ایسے جنہیں آئینہ دکھاتا ہوں میں
کچھ میرے عیب بتانے کے لیے آتے ہیں
کچھ یہاں آتے ہیں فساد پھیلانے کے لیے
کچھ یہاں بات بنانے کے لیے آتے ہیں
ایسے بھی ہیں جنہیں فرصت نہیں تنقید سے
کچھ یہاں پیاس بجھانے کے لیے آتے ہیں
ہیں کچھ ایسے جو مکمل شفا چاہتے ہیں
کچھ یہاں درد بڑھانے کے لیے آتے ہیں
ایسے بھی ہیں جو محبت کی ادا رکھتے ہیں
کچھ یہاں دل کو جلانے کے لیے آتے ہیں
کچھ یہاں شمع بجھانے کی جستجو میں ہیں
کچھ یہاں خود کو جلانے کے لیے آتے ہیں
کچھ تو چہرہ لیے پھرتے ہیں تمہارا جاناں
کچھ تیری یاد بھلانے کے لیے آتے ہیں
چشم تر کو منیر زار کی دعائیں ہیں
جو یہاں دل کو سجانے کے لیے آتے ہیں

کلام

دل کا نام جس دن سے جانانہ رکھا
بس اسی دن سے دل ملتا نہیں ہے
آپ کامل تو ہیں اپنے ہنر میں
زخم دل کیوں آپ سے سلتا نہیں ہے
پیاس کیا شے ہے یہ اس سے پوچھو
جو پیاسا یہاں پانی طلب کرتا نہیں ہے
جب سے آیا ہے گل بیمار ناصح
کوئی گل چمن زار میں کھلتا نہیں ہے
آپ کیا جانیں صبر کیا شے ہے
آپ کے پیالے میں پانی مرتا نہیں ہے
کیسے مانوں میں اسے اہل بیت
اہل بیت کبھی بھی بکتا نہیں ہے

کیسے مانوں میں اسے قوم کا سردار
بربادی قوم میں جو گھر سے نکلتا نہیں ہے

بزرگ محبت کی صورت پر میں نازاں ہوں
بزرگ محبت کی زیارت پر میں نازاں ہوں

بال بال میں ہیرے موتی منقش جڑے ہوئے تھے
سرخ جبہ تھا جس پر پھول سنہری سجے ہوئے تھے
سنتا تھا میں مہ کشوں علیؑ علیؑ کی پکار
پیاری صورت دیکھی میں نے دل ہوا بیدار

کلام

اے بلائے غم یہاں ہوں میرے آشیاں میں آؤ
میں کب کا مرچکا ہوں مجھے جیسے بھی ستاؤ
اے مصیبتوں یہ کیا ہے کیوں تماشہ چار دن کا
میں بلائے رنج و غم ہوں مجھے عمر بھر رلاؤ
میں اس کمینی دنیا کو طلاق دے چکا ہوں
میں توبہ کر چکا ہوں مجھے ہوش میں نہ لاؤ
میں شوق کی دنیا کی اجڑی ہوئی بلبل ہوں
جو ہجر کے مارے ہیں انہیں میرا خون پلاؤ
شب غم جشن منانا ہے طریق عاشقوں کا
اے چشم زخم حسرت میرے داغ دل اٹھاؤ
اس درد لادوا کی کوئی آرزو نہیں ہے
کیا غم جزا سزا ہے کیا جلاؤ کیا بجھاؤ
کیا کہا منیر تونے چڑھتے ہوئے سورج کو
میں چراغ ہاشمی ہوں مجھے سینے سے لگاؤ

کلام

اے کوچۂ رند کی باد صبا میرے شہر سے تُو نہ گزرا کر
آتی ہے تجھ سے خون کی بو میرے شہر سے تو نہ گزرا کر
تُو خون بہا کیوں اٹھاتی ہے کیوں درد ہمارا بڑھاتی ہے
اس خون بہا کا غم لے کر میرے شہر سے تُو نہ گزرا کر
نہ درد بڑھا مہ خواروں کے دل دکھی نہ کر بیماروں کے
فریاد گل بیدم لے کر میرے شہر سے تُو نہ گزرا کر
مرتا ہے تو مرجانے دے اچھا ہے گل سڑ جانے دے
دل روتی ہوئی آنکھیں لیکر میرے شہر سے تُو نہ گزرا کر
نہ یاد دلا اس وحشی کی جو خون کے آنسو روتا ہے
غمِ ہائے صبا اب بس کردے میرے شہر سے تو نہ گزرا کر
میں بسمل داغ حسرت ہوں میں واقف سوز ہجراں ہوں
لئے مارا ہوا دم قاتل کا میرے شہر سے تُو نہ گزرا کر
محبوب کا دکھ کیا ہوتاہے محبوب ہی اس سے واقف ہے
بس رہنے دے بے حال نہ کر میرے شہر سے تُو نہ گزرا کر
قتل منیر کا جائز ہے کوئی ہے جو یہ خیر کا کام کرے
یہ داغ رخ بے بس لے کر میرے شہر سے تُو نہ گزرا کر

کلام

کیسی مجبوریاں جو بتائے بتا نہ سکوں
پھونک ڈالا ہے من جو دکھائے دکھا نہ سکوں
نہ کمال بشر جلوہ یار پا نہ سکوں
راحت قلب جاں پاس تیرے میں آ نہ سکوں
دل ہی راضی نہ ہو جب طبیب شہر
کیا بتاؤں زخم جب دکھا نہ سکوں
حاصل زندگی بے سرو بے اماں داستاں
کیا کہوں راز دل جب اٹھا نہ سکوں
قصۂ درد دل شعلہ ہائے رخ بے قرار
ایسی بے تابیاں جو سنائے سنا نہ سکوں
لے ہی چل اب کہیں میرے گوشہ نشین
دل گریہ کو اب میں اٹھائے اٹھا نہ سکوں

مبتلائے شب غم کی بینائی رخصت ہوئی
شمع دل میں منیر جلائے جلا نہ سکوں

کلام

ساقیا دے مجھے شراب شہید یہ جوانی گزر نہ جائے کہیں
کیا بھروسہ ہے   دم رخصت کا اشک پُر غم بچھڑ نہ جائے کہیں
بددعاؤں میں تو اثر ہی نہ تھا کیسے نکلا میں شفا خانے سے
دعائے خیر کس نے دی ہے مجھے پھر سے حالت بگڑ نہ جائے کہیں
کتنی امیدیں ہوئیں ہیں پامال آرزوؤں کے بجھ گئے ہیں چراغ
کتنے پیوند لگے ہیں دل میں یہ بھی اک دن بکھر نہ جائے کہیں
خون دل کس قدر بہاتے ہو کب میری جان رحم کھاتے ہو
دانے دانے میں بھید ہے میرے یہ چمن بھی اجڑ نہ جائے کہیں
بلبل عشق اب تمہارا نہیں موت کا انتظار کرتی ہے
اس کی حالت پہ رحم فرما دے جو بھرم ہے وہ اٹھ نہ جائے کہیں
خون دل سے دیئے جلاتا ہے رات بھر جشن غم مناتا ہے
منیر ہے دوست گناھگاروں کا یہ بھی ان سے بچھڑ نہ جائے کہیں

کلام

شریک چشم نم تھی رھگذر بھی کوئے جاناں میں
محبت ڈھونڈتی پھرتی آ پہنچی کوئے جاناں میں
دل پارہ کہاں ہوش و خرد بے تابیٔ بسمل
زباں تھی خون کی چادر میں لپٹی کوئے جاناں میں

بھڑک اٹھے یہ دل جل جائے جل کر خاک ہوجائے
عجب سی اک تمنا سر بکف تھی کوئے جاناں میں
زبانیں کٹ گئیں تو کیا صدائیں بے اثر ہوں گی
لیے میں قفل زنجیراں پھرا تھا کوئے جاناں میں
گل بیمار بھی تھے اک سکوت راز عرفاں میں
اٹھا کر سر کوئی بسمل کھڑا تھا کوئے جاناں میں
تھکن زاد سفر تھی آبلہ پا لڑکھڑاتا تھا
پریشاں تھے میرے آنے سے وہ بھی کوئے جاناں میں
شفاء ممکن نہ تھی لیکن یقیناً مرگیا ہوگا
منیرزار کو دیکھا نہیں تھا کوئے جاناں میں

کلام

اے رب کعبہ کب آئے نصرت یاں بے سہاروں میں کچھ نہیں ہے
مچی ہے آہ بکاء سی دل میں یاں غم کے ماروں میں کچھ نہیں ہے
یوں قصۂ دلربا سنا کر ہماری آنکھیں چھلک پڑی ہیں
نہ اس طرح دیکھ اہل دانش ہماری آنکھوں میں کچھ نہیں ہے
وہ دل جو چشم پر آب میں تھا جو جلوہ روئے یار میں تھا
نہ ضبط غم تھا تو کیا پڑی تھی کہ اب کناروں میں کچھ نہیں ہے
تیری ملامت بجا ہے واعظ خطا کا گھر ہوں میں چشم تر ہوں
میرا بہکنا ہے میری لغزش یاں ہوش والوں میں کچھ نہیں ہے

جو آہ تشنۂ لب چلی تھی جو بند آنکھوں میں مر چلی تھی
اسی نے لوٹا سکون دل ہے کہ لالہ زاروں میں کچھ نہیں ہے
یہ چشم تر سے فسانہ سن لو حدیث ہے دلبرانا سن لو
حیات مومن ہے قید خانہ کہ ان بہاروں میں کچھ نہیں ہے
منیر کس نے کہا تھا تجھ سے تو چشم ویراں کا تذکرہ کر
یہ کہدیا سب نے جاتے جاتے ہماری آنکھوں میں کچھ نہیں ہے

کلام

ہوں میں مجبور وہاں میرا آنا جانا نہیں
ہمارا حال وہ پوچھیں تو کچھ بتانا نہیں
در محبوب سے اس دن میں کیوں رو کر نکلا
کیا ہوا تھا یہ کبھی ان کو تم بتانا نہیں
اس نے دیکھا ہی نہیں مجھ کو پلٹ کر ناصح
اور میرے پاس صدا دینے کو بہانہ نہیں
ہے ادا آج بھی وہ ان کی قیامت کی طرح
اس نے سب چھوڑ دیا ہے مگر ستانا نہیں
فیصلہ بھی کیا تو اپنے ہی حق میں اس نے
جیسے اس دنیا سے اس نے کبھی جانا ہی نہیں
ہے وہ قاتل جسے مقتول خود تلاش کرتے
اس کی معصومیت یہ مستوں کبھی جانا نہیں

ہم تو وہ تھے کہ جسے جرأت اظہار نہ تھی
کچھ تو ظالم نے بھی منیر کو پہچانا نہیں

کلام

چشم ساقی نہ اٹھائے مجھے میخانے میں
ھُو کی آتی ہے صدا عشق کے پیمانے میں
یوں تو میخانے ہزاروں میں ہیں گل بیمار
کچھ عجب لذّت دل ہے تیرے پیمانے میں
دولت دنیا جدا ہو تو نفع دیتی ہے
یہ بھی اک رمز ہے ہستی کے اجڑ جانے میں
ٹوٹتا دیکھا ہے آنسو کو شب فرقت میں
ایک آنسو بھی سمٹتا نہیں دل خانے میں
میکدے کے بھی کچھ آداب ہوا کرتے ہیں
باوضو بیٹھ ادب سے یہاں کاشانے میں
قیمت دل کی کہانی نہ سنا اے زاہد
رنگ اڑ جائے گا اترو گے جو دل خانے میں
ہم نے دیکھا ہے منیر حزیں کی آنکھوں میں
کچھ عجب رنگ ہے ساقی تیرے دیوانے میں

کلام

یاد میں تیری شب غم وہ نکھرتی آنکھیں
مسکراتی ہوئی نم دیدہ بچھڑتی آنکھیں
سب سمجھتی ہیں یہ چھپ جانا لامکاں تیرا
شہر سے تیرے میری جان گزرتی آنکھیں
واہ رے شوق شہادت پہ جھومتا ہوں میں
تیری چوکھٹ پہ سمٹتی وہ بکھرتی آنکھیں
میرے حضور تیرے سنگ در سے لپٹی رہیں
گل بیمار کی بیمار سسکتی آنکھیں
کھا گئیں ماضی میرا حال میرا مستقبل
ہوش پاتی نہیں ناصح یہ بہکتی آنکھیں

کلام

اے عزیزوں یہ چار دن یہاں گزارو گے
کچھ آخرت کے لیے بھی سامان رکھا ہے
سچ تو یہ ہے ناآشنا ہو تم حقیقت سے
تم نے عبرت کو تماشے میں ڈھال رکھا ہے
نہ ذکر یاد الہٰی نہ فکر دین رسولؐ
کیا صرف تم نے ہی اہل عیال رکھا ہے

تمہیں خبر بھی ہے یہ دین کیسے پہنچا ہے
کیا ان قربانیوں کا تم نے پاس رکھا ہے

کلام

تاب ہے کس میں کوئی جلوۂِ جاناں دیکھے
کیا تماشہ ہو کوئی میرا تماشہ دیکھے
بے خبر دنیا و مافیھا سے مانند صبا
خاک اڑاتا ہوا مستانے کو جاتا دیکھے
خون دل بہہ چکا صحرا نے چادریں ڈالیں
میری تربت پہ وہ دربانوں کا پہرہ دیکھے
وہ جو ہنستا ہے میرے روتے ہوئے چہرے پر
وہ میرے دل میں کسی دن دل گریہ دیکھے
وہ جو کہتا ہے کہ پاگل ہیں یہ شب کے بیدار
وہ میری آنکھوں سے اک دن شب گریہ دیکھے
مجھ کو لکھے جو گناھگار گناھگار ہوں میں
وہ میری آنکھوں سے اک دن تجھے جاناں دیکھے
ایک آنسو جسے دھتکارا سمندر نے منیر
وہ گیا ہے تو ترستا ہے کہ صحرا دیکھے

کلام

مجھے کیا سکون دل ہو مجھے کیا بنا دیا ہے
بڑھی اور بے خودی ہے مجھے کیا پلادیا ہے
مجھے کردیا ہے کھایا ہوا بھوسا اک نظر میں
اک ناتواں کو تم نے زندہ جلادیا ہے
آنکھوں سے مسکرانا وہ حجاب نہ اٹھانا
قربان جلوہ ساماں سر شب رلادیا ہے
یہ فسانۂ شب غم تمہیں کیا سناؤں مستوں
کہاں تاب کہ بتاؤں کہاں دل لگالیا ہے
تیری مد بھری نگاہوں نے بہاریں دل کی لوٹی
تیری اک نظر نے ساقی یہ چمن جلادیا ہے
نہ وجود نہ صدا ہے نہ یقین نہ گماں ہے
مجھے ہوش اب کہاں ہے کہاں دل گرادیا ہے
یہ اثر منیر تن پر میرے من کی کاوشوں سے
کیا بھلا ہو آہ دل کا زندہ جلادیا ہے

کلام

وہ جو نکلے ہیں بے حجاب کیا قیامت ہے
ہے یہی عشق کی رویئت یہی زیارت ہے

یہ بخششیں ہیں جو دامن کوئی بھگوتا ہے
یہ اشک بھی میرے محبوب کی سخاوت ہے
ملا ہے زخم تو اس زخم کو دعائیں دے
جو ہو نہ درد سے راحت تو کیا ولایت ہے
کہاں کا زھد یہ تقویٰ عبادتیں مالک
یہ تجھ کو یاد بھی کرنا تیری عنایت ہے
بھری پڑی ہے یہ دنیا دکھوں سے اے سالک
دکھوں کو بانٹ یہی تو تیری خلافت ہے
منیر زار نہ جنت نہ جزا کا طالب
مجھے فقط میرے محبوبﷺ تیری چاہت ہے

خوشی لپٹی ہوئی غم میں نصیب ہوتی ہے
شفائے دل بھی انہیں کب طبیب ہوتی
مسکراتی ہوئی آنکھوں سے رونے والوں کی
منیر زار اداسی عجیب ہوتی ہے

کلام

وہ دور گذشتہ میری آنکھوں میں آگئے
آئے وہ بے حجاب سر محفل رلا گئے
دل چیر کے نکلی جو صدائے گل بیمار
چھالے شب فراق میں ہونٹوں پہ آگئے

کیا ڈھونڈتی پھرتی ہے یہاں چشم پریشاں
اک دل ہی نہیں دشت وہ سارا جلا گئے
ہر درد رگ جاں سے بہت رویا لپٹ کر
آئے کچھ اس ادا سے وہ آنکھیں بجھا گئے
پایا نہ بے کسی نے کہیں پھر سکون دل
گھر کو شب فراق وہ تربت بنا گئے
وحشت نے رکھے پھول پریشانی نے پانی
دکھ درد میری لحد میں مجھ میں سما گئے
استاد عشق تھے لئے زنجیر کے ٹکڑے
بیدم منیر زار کی تربت میں آگئے

کلام

پہنچے نہیں وہ تیرے تاجدار کیا ہوا
پتھرا گئیں آنکھیں شب بیدار کیا ہوا
وہ شوخیاں بدمست مسکراہٹوں کا دور
سب رنگ اڑ گئے تیرے بیمار کیا ہوا
آئی گھڑی جدائی کی منظر بدل گئے
اے شعلہ رو یہ دن تیرے دوچار کیا ہوا
راس آگئی وفا تجھے بیمار محبت
اے مبتلائے عشق تیرا پیار کیا ہوا

اب یار تیرا حال پوچھتا ہی نہیں ہے
کچھ تو بتا اے رونق بہار کیا ہوا
ہونے لگی ہیں آنکھیں اشکبار کیا ہوا
چل کوچۂ عثمانؓ اے مستوار کیا ہوا
چپ سی لگی ہے کیا ہوا وہ کوچہء قاتل
بتلا منیر زار سرِ دار کیا ہوا

کلام

میرے ساقی چمن ویران ہوا
اک نیا زخم آباد ہوا
پھر سے ٹکڑے ہوئے کلیجے کے
نیا نشتر جگر کے پار ہوا
آج امید کا سورج ڈوبا
رخت ہستی بھی تار تار ہوا
جاں بلب آہ بدن سوز غم
دل افسردہ بھی برباد ہوا
بلندیوں سے گرایا گیا ہوں
نم ہوئی آنکھیں دل بیدار ہوا
ایسا رویا منیر زار منیر
حادثہ پھر سے ایک بار ہوا

کیا خوشی کی خبر اس غریب الوطن کی فغاں سے ملی
کیا برستی رہی رحمتیں عاشق زار کی بد دعا سے ملی
کیا ملا جو ملی حسرتیں دوستوں کی دعا سے ملی
اب بھی ہے خاک پلکوں میں جو راہبر کے نشاں سے ملی

کلام

دل درویشی دکھ ہے پیارے پیارے یہی سمجھانا ہے
اس کوچے میں تم مت آنا پیارے یہاں مرجانا ہے
درد ہے اس میں ٹوٹے دلوں کا مجبوروں کا مسکینوں کا
کل عالم کے معصوموں کا یہ پیارے اداس گھرانہ ہے
اس میں وحشت دفنائی ہے دیوانوں نے پروانوں نے
بوڑھی رات کے درد بڑے ہیں دکھ درد بھرا افسانہ ہے
شور اٹھے ہے خاموشی پر کوچہ کوچہ جنگل جنگل
جو مدہوش ہے یاد میں اسکی وہ جلتا ہوا کاشانہ ہے
مرقد عشق میں تڑپ رہی ہے غمزدوں کی بینائی
پھول جو ان سے نکلیں گے ان کو بھی دفنانا ہے
لوٹایا جائے گا اپنی راہ پہ بیگانہ بھی غم نہ کرو
روٹھ گئی ہے خوشبو جن سے وہ بھی دم ویرانہ ہے
آنے والوں بھول نہ جانا اپنے بڑوں کی نصیحت کو
چلنا نبی کے نقش قدم پر یہ بخشش کا پروانہ ہے

یاد میں کرکے رویا بہت اپنے ساقی کو میخانے میں
واہ منیر حزیں میں صدقے یہ سجا ہوا ویرانہ ہے

کلام

فنا میں ہوں نہ بقا میں نہ جلوہ گاہ میں ہوں
جمال درد میں ہوں روح اضطراب میں ہوں
وہ ہر جگہ ہے تو پھر ایسا کیوں وہ کہتا ہے
کہ آکے مل مجھے میں تیری سجدہ گاہ میں ہوں
سکوت خامشی ہوں آہ بے زبان میں ہوں
دیار نور میں بے نام ور نشان میں ہوں
نہ مجھے ڈھونڈ سماوی جہاں میں شوق جنوں
اے گل نم ذرا نیچے زمیں کی خاک میں ہوں
تو چاہتا ہے کہ دھتکار دیں تیرے بندے
میں پھر سے لوٹ کے آؤں کہ تیری چاہ میں ہوں
اب مجھے خوف کسی کا بھی نہیں ہے مالک
مین ہر گھڑی میرے مالک تیری پناہ میں ہوں
وہ جس مزار میں ہیں مرشد حزیں میرے
منیر جانیئے میں بھی اسی مزار میں ہوں

کلام

اب رگ و جاں میں کوئی آہ سسکتی ہی نہیں
روح مضطر بھی میری جاں سے نکلتی ہی نہیں
میری ہی روح ہے اور مجھ سے نکلتی ہی نہیں
یہ بھی ممکن ہے میرے پاس بھٹکتی ہی نہیں
کیا اسیری تھی تڑپتے تھے ان کی آنکھوں میں
اب کہاں مہ کشی حالت کہ بگڑتی ہی نہیں
باندھ کر رکھا ہے ہم جیسے گناہگاروں نے
بدلیاں رحمتوں والی بھی برستی ہی نہیں
اس قدر روئے ہیں فرقت میں ان کی شام و سحر
اب تو اک بوند بھی آنکھوں سے برستی ہی نہیں
اب تمنائے دل وفات پاگئی ہے میری
کیا کروں پانی کا جب پیاس ترستی ہی نہیں
دن گزر جاتاہے پل بھر میں منیر عاصی
کیا تماشہ ہے کہ یہ رات سمٹتی ہی نہیں

کلام

کیا ہوا گل بیمار وہ تیرا پانی !!!!
پی گئے سارا شجر تجھ کو مٹانے کیلئے
اب قطاروں میں نکلتے ہیں انہی کی جڑ سے
زہریلے کیڑے مکوڑے تجھے کھانے کے لیے
کھینچتی ہے انہیں خوشبو خوراک کی جانب
تیرا ہونا ہے یہاں تجھ کو دکھانے کے لیے
عشق کے پھول کا یہ رنگ عجب ہے ناصح
یہ کھلائے گئے تربت کو سجانے کے لیے
کتاب دنیا میں کہیں بھی میری تعبیر نہیں
اک تماشہ ہوں عبرت ہوں دکھانے کے لیے
اب ان دواؤں سے سکون مل رہا ہے مجھے
اے طبیبوں دوا دو درد بڑھانے کے لیے
منیر زار مطمئن ہیں دھڑکنیں دل کی
یہ مٹی ایسی ہی ہوتی ہے رلانے کے لیے

کلام

سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں ہے اے دوست
موت ہی عاشقوں کو غم سے چھڑا سکتی ہے

گل بیمار اداس روتا ہے
داغ الفت میں جل گیا ہے کوئی
لٹ گیا جو دیار جاناں میں
پھر کہاں اپنے گھر گیا ہے کوئی
خاک ہونا ہی تھا ہوا بسمل
چشم پرنم بکھر گیا ہے کوئی
تیر نازک نگاہ یار نہ پوچھ
پھول بن کر اتر گیا ہے کوئی
دیکھا ہوگا یہ کیسے ساقی نے
وقت نزع اجڑ گیا ہے کوئی
منیر زار بے سدھ پڑا ہے
آج تو قتل کر گیا ہے کوئی

گرفتار ہوگیا ہوں میں حشر تک منیر
مجھ سے نگاہ یار کی لذّت نہ پوچھیئے

کلام

ایسا چپ ہوں کہ آواز میری
حضرت دل دور تلک جاتی ہے
خوشی کیا ہے گل بیمار ہاں
یہ غمزدوں کا غم بڑھاتی ہے

مر چکا ہے دل کوئی بات نہیں
چشم تر بھی دیئے جلاتی ہے
شب غم مختصر میں کیوں مانگوں
سحر بھی اپنا غم مناتی ہے
دل دکھاتے ہیں آپ بھی میرا
چشم تر بھی مجھے ستاتی ہے
ہم دیوانوں کو آپ رہنے دیں
بات کیا ہم کو سمجھ آتی ہے
کیوں میری جان ستم کرتے ہو
زندگی بھی تو ستم ڈھاتی ہے
شمع ہوتی ہے روشنی کے لیے
کیوں ہم پروانوں کو بجھاتی ہے
میری صورت بگڑ گئی مستوں
بے بسی اپنا اثر دکھاتی ہے
راستہ بھول گئے ہیں سب لوگ
میری میّت کہاں کو جاتی ہے
یہ عشق کی کھیتی دانشوروں
یہ عقل و فہم کو کھا جاتی ہے

کلام

کون رخصت ہوا میخانے کی خاموشی میں
درد اٹھا ہے گل تیر جگر سوزی میں
جلوہ گر کون ہوا تھا یہ خبر ہے کس کو
کون آیا تھا ابھی عالم، مدہوشی میں
مہ کشو آؤ برستی ہوئی رحمت پی لو
اک تجلی ہے میری آنکھوں کی مہ نوشی میں
میرے مرقد سے صدا اٹھتی ہے اللہ اکبر
گنگناتا ہوں بے آواز کفن پوشی میں
میں عجب راز کی دنیا ہوں ناصحان حرم
مجھ کو ڈھونڈے تو کوئی عالم مدہوشی میں
ہوش مندوں کو نصیحت منیر کیا دیتے
ہوش آتا ہے یہاں عالم مدہوشی میں

کلام

حضرت دل سر پکڑ کے بیٹھے ہیں
میری آواز کہاں سے آتی ہے
عاشقی میں تو یہی ہوتا ہے
موت بھی بار بار آتی ہے

دل گیا ایسا گیا مت پوچھو
روح نکلی کہاں کو جاتی ہے
کیا کہا وہاں پہنچتی نہیں ہے
میری فریاد کہاں پہ جاتی ہے
میں کسی اور در نہیں جاتا
میری رندی پہ بات آتی ہے
وہی عارف ہے دانائے راز
تیری خوشبو جسے سجاتی ہے
بہت بیمار ہے کاشانہ میرا
مجھے محبوب کی یاد آتی ہے
کچھ افاقہ نہ ہو خدا کرے
منیر کی آنکھ لگ جاتی ہے

کلام

کچھ ہوا ہے وہ بتاتے بھی نہیں
اب وہ میخانے میں آتے بھی نہیں
ہاں وہ روٹھے ہیں اپنے جاناں سے
اور وہ ہیں کہ مناتے بھی نہیں
صبر کو صبر بھی اب آتا نہیں
عجب خوشی ہے سہہ پاتے بھی نہیں

یاد بھی اب انہیں آتی نہیں ہے
یہ بھی ہے کہ بھلاتے بھی نہیں
اب وہ ملتے نہیں ملنے سے بھی
یہ بھی ہے کہ بلاتے بھی نہیں
جانتے ہیں وہ دل کی بے بسی کو
اتنا ٹوٹے ہیں جڑ پاتے بھی نہیں
اب تو رہتے نہیں جسم و جاں میں
اب کہیں وہ سماتے بھی نہیں
پھول کھلتے ہی کیوں مرجاتے ہیں
سیر گلشن کو وہ آتے بھی نہیں
کس نے لُوٹا گلوں کی خوشبو کو
وہ آنکھ سے آنکھ ملاتے بھی نہیں
کیسے پانی شفا دیتا ہے ان کا
جو غمزدوں کا غم کھاتے بھی نہیں
زندگی ہے وہاں وہ جی رہے ہیں
اب یہاں تو منیر آتے بھی نہیں

کلام

شراب اجل پی رہی تھی محبت
سکوں مل گیا کہہ رہی تھی محبت

ادھر درد دل چیرتا تھا کلیجہ
ادھر لطف بھی لے رہی تھی محبت
یہ دل کے ترانے تسلسل سے دیکھے
ہاں آنکھوں سے بھی بہہ رہی تھی محبت
تیرا نقش پاء تھا اور تھی محبت
لبوں سے بھی کچھ لکھ رہی تھی محبت
بس اتنا سنا تھا منیر حزیں نے
محبت مجھے کہہ رہی تھی محبت

ــــــــ

یاد جاناں سجی سجی آنکھیں
منتظر ہیں جلی جلی آنکھیں
قصۂ درد دل سناتی ہیں
اک کفن دار کی مری آنکھیں
پھول آیا تھا ایک جھولی میں
اور کفن دار کی چلی آنکھیں
تیرے دیدار کے قابل نہیں
منیر کی گری پڑی آنکھیں

کلام

میری کشتی کو بکھر جانے دو
بحر طغیاں میں ڈگمگانے دو
موج کو اور بپھر جانے دو
ناخدا کو بھی بھٹک جانے دو
ڈوبنے دو مجھے گر جانے دو
ان کناروں کو تڑپ جانے دو
گل بیمار دل گریہ کو
میری آنکھوں سے اتر جانے دو
دل کا ویرانہ مسکرانے لگے
چہرہ تر کو اتر جانے دو
دیکھنا آئیں گے وہ راحت جاں
اک صدائے منیر جانے دو

ــــــــــــ

میں خون دل سے غسل دوں جنازہ پاک کروں
کسے غمناک کروں میں کسے نمناک کروں
مجھے اٹھا تو سہی کون مرگیا مجھ میں
اسے بھی کاندھا لگاؤں سپرد خاک کروں

کلام

حبیبﷺ خدا نے درد بخشا تھا
کوئے طیبہ کے پتھر چومتا تھا
گداگری عطا کی حضرت علیؓ نے اسے
نام لے لے کے انکا پوچھتا تھا
عثمانؓ ذوالنورین نے گھایل کیا تھا
یہ اپنی پہچان روز بھولتا تھا
امام رضا کی نظر پڑ گئی تھی
وہاں مستوں کے ساتھ جھومتا تھا
امام شاہ شرف کا شہزادہ تھا
سر محفل دلوں کو لوٹتا تھا

کلام

کچھ شان دلبری میں حکایت کرے کوئی
ایسا جو تجھ سے چھپ کے عبادت کرے کوئی
حاجت نہیں ہے گوشۂ تنہائی کی اسے
ہجوم عام میں بھی جو خلوت کرے کوئی
کوئی کرے کلام تو نوحہ کرے کوئی
عرش بریں پہ اپنی زیارت کرے کوئی
خیرات آنسوؤں کی جو تائب کرے کوئی

بخشش پکار اٹھے کہ شفاعت کرے کوئی

ہر گل ہے ہر اک شاخ پہ تنہا منیر زار

فریادئ چمن ہے قیامت کرے کوئی

ـــــــ

کوئے جاناں میں دیکھا گیا تھا

پاگلوں کی طرح سے گھومتا تھا

نہ جانے کس نے رلایا تھا اسے

گلی کوچوں میں تجھے ڈھونڈتا تھا

ہوا رخصت وہ مبتلائے غم

ہر کسی سے جو یہاں روٹھتا تھا

اک آفتاب تھا شوق جنوں کا

روشن قمر تھا روز ٹوٹتا تھا

کلام

ہمیں نسبت نہیں ہے جگنوؤں سے

چشم تر سے اجالا کرتے ہیں

روز ہوتے ہیں ہم غروب حضرت

چاند ڈھلتا ہے روز ڈھلتے ہیں

یہ عاشقوں کی دوا ہے واعظ

رند جو بھی کلام کرتے ہیں

کیسے آتے ہیں عیادت کو اپنی

کیسے خود کو سنبھالا کرتے ہیں
روشنی میں بھی نہ دیکھے گئے
جہاں خوشی سے درد پلتے ہیں

کلام

اللہ رے داستاں تھی میری درد سے بھری
فریاد بھی انہوں نے میری رخ پھیر کے سنی
ہونٹوں پہ مہربان اب ہوتے نہیں ہیں وہ
قدموں کو ان کے چومنے میری جبیں جھکی
صیاد نے قفس میں میرے بیڑیاں ڈالیں
یہ زندگی بھی کیا ملی زنجیر سے بندھی
منہ خون سے بھر گیا جو نظر پھیری یار نے
دل پھٹ گیا تھا آنکھ میری ٹوٹ کے گری
ٹکڑے اٹھا اٹھا کے میں لایا گل بیمار
ہر رات اس کے بعد میری لحد میں کٹی
اب لوٹ کے آئے گی یہ بلبل نہ چمن میں
سب کو گلے لگا کے چمن زار سے اڑی

ہم شب ہجر کی آغوش میں جل جائیں گے
دیکھ لینا گل بیمار ہم مرجائیں گے

آشیانے کو رنگ دیں گے سرخ دھبوں سے
ہم تیری یاد میں خون جگر بچھائیں گے
ہم در یار اگر جانہ سکے پیر مغاں
تیری بہتی ہوئی آنکھوں سے چھلک جائیں گے
ہماری بینائی بہہ گئی ہے ان کی فرقت میں
ہم ان کے کوچے کی مٹی سے شفا پائیں گے

کلام

خون دل بہتا رہا بس میری جاں چلتے رہے
تیری تلاش میں ہم جابجا بھٹکتے رہے
نہ خبر لی کبھی دیوانے کی تم نے جاناں
آتش عشق میں ہم روز و شب تڑپتے رہے
اپنے بندوں کے رحم و کرم پر چھوڑا تم نے
سنگ ہر سمت سے مستانے پر برستے رہے
کیا ملا دشت غریباں میں سوائے دکھ کے
شب گریہ میں ہم بے گور و کفن جلتے رہے
میرا کاشانہ میرے ہونے سے اجڑتا رہا
تیرے فراق میں ہم جاں بلب سسکتے رہے
ساری محفل شراب پی کے سو گئی حضرت
منیر رات بھر میخانے میں تڑپتے رہے

کلام

ہوا ہوں بوڑھا تو لاٹھی اٹھا کے چلتا ہوں
سکت رہی نہ برف کی طرح پگھلتا ہوں
نہ پوچھ حال دل مبتلا کی وحشت کا
اے لطف موج کنارے کنائے چلتا ہوں
سکون دل تھا بڑی عیش بھری راحت تھی
میں دشت و صحرا میں گمنام اب بھٹکتا ہوں
ملا نہ وقت عبادت اکھڑ گئیں سانسیں
یہ چار دن کی کہانی کو اب سمجھتا ہوں
نہ کوئی حُسن عمل ہے جو ساتھ لے کے مروں
جلے ہے بھٹی کہ دل میں کہیں دہکتا ہوں
سمجھ سکا نہ میں واضح نشان عبرت کے
اب اپنے آپ کو عبرت بنائے پھرتا ہوں
وہ داد دیتے ہیں محفل میں حوصلے کی میرے
یہ دل ہی جانے ہے کیسے منیر چلتا ہوں

الٰہی بحرت آن محمّد ﷺ کرم کردے بہر ثنائے محمّد ﷺ
وجَلّ محمّد ﷺ جلال محمّد ﷺ و وجہِ محمّد ﷺ جمال محمّد ﷺ
رہے دیدہ نم طواف محمّد ﷺ چڑھے رنگ عشق غلام محمّد ﷺ
منیر حزیں خاکپائے محمّد ﷺ فدائے محمّد ﷺ گدائے محمّد ﷺ

تجھے درد دل کی دعا کہوں سر عرش جلوہ نما کہوں
گل نازنیں میرے دلربا تجھے شان رب العلیٰ کہوں
کہاں تاب کہ میں بیاں کروں تیری وسعتیں تیری رفعتیں
ہے میرا تخیّل ناقصاں یہ بتا کہ میں تجھے کیا کہوں

پہنچے طواف سوئے حرم جب منیر زار
کعبہ طواف کوئے محمد چلا گیا

ہم اپنی دھن میں خیال جاناں سے دل کو اپنے سجا رہے ہیں
ہے درد دل میں تمہاری خوشبو ہم اپنی پلکیں بچھا رہے ہیں

ہماری یاد ان کو آگئی ہے
بہت بیمار اب رہنے لگا ہوں

کلام

میرے ٹکڑے جو اٹھائے جائیں
اٹھا کے پھر نہ رلائے جائیں
کٹھن فراق میں نے جھیلا ہے
میرے پیارے نہ ستائے جائیں
پھول چن لیجئے خوشبو والے
میرے کانٹے نہ اٹھائے جائیں

جو حقیقت نہیں خدا کے لیے
وہ فسانے نہ سنائے جائیں
زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں
بوجھ اتنے نہ اٹھائے جائیں
جس میں خوشبوئے محمّد ﷺ نہ ہو
پھول ایسے نہ کھلائے جائیں
ہوئے ناموس نبی ﷺ پر قرباں
ایسے عاشق نہ بھلائے جائیں
میرے مالک دے غلبہ دین کو
دیئے روشن نہ بجھائے جائیں
اپنی رحمت سے جھولیاں بھردے
بھوکے بچے نہ سلائے جائیں
چل منیر حزیں گھر اپنے
درد روٹھے نہ منائے جائیں

کلام

مست چشم جاناں میں مست مست مستانہ
مست مست ساقی ہے مست مست پیمانہ
مست مست نظروں میں ڈوبتا ہے میخانہ
مست وہ حجابانہ مست بے حجابانہ

مست مست پھول کھلے طیبہ کی فضاؤں میں
مست مست دیوانے گم ہیں ان اداؤں میں
مست مست زلفوں کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں میں
مست مست یاد نبی دل ہے جلوہ گاہوں میں

مست مست آرہی ہے طیبہ سے بوئے نبی
مست مست باد صبا لے چلی ہے کوئے نبی
مست مست قمریاں ہیں شوق زباں صلّ علیٰ
مست مست ہے ادائے شاہ امم روئے نبیﷺ

کلام

نہ کچھ بھی تذکرہ میرا چمن زار نے رکھا
اسی خیرات بیدم کو گل بیمار نے رکھا
نکیروں کو لحد سے جب ملے زنجیر کے ٹکڑے
وہ ٹوٹا تیر کا ٹکڑا دل بیدار نے رکھا
چڑھی آتی ہے مدہوشی میری بے نور آنکھوں میں
نہ جانے کیا میرے دل میں خیال یار نے رکھا
نہ چلنے دی میری کچھ بھی دل بیتاب نے ناصح
مجھے آشفتہ سر رکھا اسی برباد نے رکھا
ہوئی آباد میرے خانۂ دل میں شب گریہ

میری بربادی کا ساماں دل خونخوار نے رکھا
خبر اپنی نہیں آتی بحمداللہ بحمد اللہ
اسیر ایسا منیر زار زلف یار نے رکھا

کلام

جہاں میں صدقۂ خیر الانام بٹتا ہے
زمانہ آج بھی ٹکڑوں پہ انکے پلتا ہے
میں مست رہتا ہوں اس جان جاں کی خوشبو میں
وہ نور اب تو میری جان سے نکلتا ہے
وہ جن کے نام پہ ہے دل مسافت منزل
انہی کا دل تھا انہی کی طرف نکلتا ہے
لگی ہوئی ہے لگن دل کی روئے جاناں سے
کہ درد دل بھی ان کے نام سے بہلتا ہے
وہ کھو ہی دیتا ہے مجھ کو فنائے منزل میں
وہ پھول خوشبوئے ناز و ادا مہکتا ہے
منیر درد کا بھی یہ اثر نکلتا ہے
اللہ اللہ بھی بڑے پیار سے نکلتا ہے

میں کون ہوں کہ مجھے جانتا نہیں ہوں میں
میری تلاش میں بھی تیرا پتہ ملتا ہے

کلام

چمن مہکتا ہے پھولوں سے !!!
میرے حبیب ﷺ کی عنایت ہے
صدیقؓ صدق کی خلافت ہے
عمرؓ محبوب ﷺ کی زیارت ہے
مجھے عثمانؓ سے گہری نسبت ہے
علیؓ کا نام ہی قناعت ہے
سمجھ سکا نہ کوئی صبر حسینؓ
کیا حسینؓ کی امامت ہے
کہہ گئی یہ زمین کوفے کی
صبر فاطمہؓ کی استقامت ہے
دین اسلام میں اک باب طہور
ازواج مطہرات کی طہارت ہے
خون بہے کا فقط پیاروں کا
یہ شہداؤں کی وراثت ہے
فراق عطا ہے محبوب کی
یہ شب ہجر کی امانت ہے
غم حبیب ﷺ میں رو لیتا ہوں
یہی منیر میری شہادت ہے

کلام

میں دل کی آنکھ کے پردے میں نظر آرہا ہوں
میں اپنے دل کی روشنی میں کہاں جارہا ہوں
نہ پوچھ حال دل مبتلا کی مستی کا
تڑپ رہا ہوں تڑپنے میں شفا پارہا ہوں
میں لامکان ہوں میں بے نشاں ہوں عالم میں
میں لاپتہ ہوں گم شدہ ہوں زخم کھارہا ہوں
تو نے تو دل کو میرے کردیا برباد نگر
تیری جدائی میں میں خون دل بہا رہا ہوں
مجھے کیا لینا ان بہاروں سے جب تو ہی نہیں
میں اپنا روٹھا ہوا غم کدہ منارہا ہوں
عاشقوں کا یہی کھانا ہے مل کے کھاتے ہیں
بلبلوں آؤ میں خون جگر بچھا رہا ہوں
میں ستم گر ہوں ظالم ہوں راز الفت کے
وہ جو سمجھ نہیں سکتے انہیں بتا رہا ہوں
وہ تو رخ پھیر کے بیٹھا ہے ایک مدت سے
منیر دیکھ میں خود کو یہاں رلا رہا ہوں

کلام

ساقی مسند نشیں تیرا ہونا اک محبت کو تڑپا رہا ہے
آج دروازہ دل کھلا ہے آرہا ہے کوئی جارہا ہے
وہی انداز میرا نمی ہے رنگ لالی میری مہ کشی ہے
آج مسند نشین تیرا ہونا میکدے پہ ستم ڈھا رہا ہے
مسکراتا ہے تو کوئی خاموش کوئی روتا ہے تجھ سے لپٹ کر
کوئی لایا در و دوں کی سوغات کوئی مدحت سے مہکا رہا ہے
آج پھولوں بھری انجمن میں ہوش میرا ہوا مجھ سے رخصت
آج کھویا ہوا اس قدر ہوں دل بسمل اڑا جارہا ہے
یہ خماری میری بڑھ رہی ہے میرے ساقی نگاہ کرم ہو
میری آنکھوں میں ہے تیری صورت کیف دل پر میرے چھا رہا ہے
آج لینے مجھے میرے آباء سوئے برزخ سے آئے ہوئے ہیں
اے منیر حزیں کیا سماں ہے میں بھی رخصت ہوا جارہا ہوں

کلام

میں تو دیوانہ ہوں رنگ گلستاں میرا
روبرو یار میرے کوچۂ جاناں میرا
کیا کمی ہے کہ آجاتے ہیں دل میں میرے
مست ہے باد صبا رنگ غریباں میرا

کچھ نہیں رنگ چمن بوئے چمن ناز چمن
دل کھلا پھول کھلے جلوہ جاناں میرا
میری وسعت میں فقط بے سروسامانی تھی
اک تیرے نام نے رکھا ہے سہارا میرا
دل بے تاب کی یہ بات لبوں پر آئی
میں ہوں دیوانہ تو جان مسیحا میرا
حُسن کامل تیرے قربان یہ آنا تیرا
وہ کہاں اور کہاں دور غریباں میرا
کیا ادا ہے کہ منیر آج بھری محفل میں
مسکرانا وہ تیرا دیکھتے رہنا میرا

ــــــ

میری آزادی کے دن ختم ہوئے
آنے والوں نے ڈال دی زنجیر
اور مجھے کھینچے لئے جاتے ہیں
اشک بھی آج تو دل بسمل
خوشی کے مارے بہے جاتے ہیں
دل دریا کو بھی خاموشیوں میں بہنا ہے
اک نیا زخم مجھے سہنا ہے
اب اجازت نہیں گل بیمار
اب کسی سے بھی کچھ نہ کہنا ہے
اب مجھے قفس ہی میں رہنا ہے

ــــــ

تُو چاہتا ہے ابھی برق طور ہوجائے
اے بے خبر یہ تیری عقل تجھ سے کھو جائے
میں نہیں چاہتا اے بندہ عاجز میرے
کہ مثل راکھ تو راہ غبار ہوجائے

کلام

کہیں بھی دل نہیں لگتا میری جاں مرگئی میں
نہ تم آئے نہ بلوایا پیا گل سڑ گئی میں
نہ اترا عرش سے یا نار کوئی دیکھو سکھیوں
گری سجدے میں آیا ہوش دیکھا جل گئی میں
بہت روئیں پیا کل شب میرے سنگ ساری سکھیاں
جو دیکھی اپنی ہی اوقات پیا ڈر گئی میں
نہ دن سورج نہ شب چندا پھری میں ماری ماری
رہا نہ ہوش دل اتنا سنا در در گئی میں
کہو میرے پیاسے سے جاکے میرے دل کی حالت
کہو میرے پیاسے جاکے اب سدھر گئی میں
جو پوچھا عشق کیا ہے روپڑی وہ ہچکیوں سے
بہت روئی کہا بلبل نے بس اجڑ گئی میں
منیر رہنے دے میرے دل کی کیفیت مت پوچھ
میں نے چپ سادھ لی بس جان سے گزر گئی میں

کلام

کچھ دن ہوئے ہیں بھڑکتا نہیں ہوں
کیا ہوا ہے مجھے تڑپتا نہیں ہوں
اب تو یہ حال ہے گل بیمار
کچھ بھی کھوجائے غم کرتا نہیں ہوں
مہ کشوں ملتا نہیں ہوں ملنے سے
کسی بھی زہن پر کھلتا نہیں ہوں
دعا کرو بڑھے بے چینی آرام نہ ہو
حالت نزع میں ہوں مرتا نہیں ہوں
چھوڑ دیں آپ تُوڑ دیں گے مجھے
چراغ بے نور ہوں جلتا نہیں ہوں
دارِ فانی سے رخصت ہو چکا ہوں
حجرہ دل میں تڑپتا نہیں ہوں
کسی کا سایہ ہے شہر ملال میں مستوں
میں یہاں پر منیر رہتا نہیں ہوں

کلام

نجانے کہاں گیا ہوا ہوں
نجانے کہاں چشم تر گئی

دل در یار پر پڑا ہوگا
روح طواف یار میں بچھڑ گئی

خواب زندہ تھے بیداروں کے
ہوش آیا تو حالت بگڑ گئی

مجھے بٹھا کے انتظار میں
میں نہ آیا شب گذر گئی

کیا ہوا کچھ نہیں معلوم مجھے
بس ایسے ہی آنکھ بھر گئی

منیر زار کیا سب خواب تھا
یہ زندگی تھی کیا گزر گئی

اپنے مالک کی نعمتوں کا شکر کر
بلاء ومصیبت پر صبر کر
اوراس بات کا یقین رکھ
کہ جو کچھ تجھے تکلیف وراحت پہنچے
وہ مقدر میں تھی
وہ ٹلنے والی نہ تھی
اور جو کچھ نہ پہنچے
وہ کسی طرح بھی ملنے والی نہ تھی

کلام

وہ میکدے کا نہیں جو تیرا بیمار نہیں
وہ جو مہ نوش نہیں ہے وہ گناہگار نہیں
مکتب عشق کا قانون عجب ہے پیارے
اس میں دنیا کا طلبگار سزاوار نہیں
سبق ملا ہے یہ دانائے راز سے ہم کو
جو درد اپنا اٹھاتے ہیں وہ بیدار نہیں
وہ حق نگر جنہیں روندھا نہیں ملامت نے
وہ ابھی راہ محبت میں بے قرار نہیں
تیرا بیان بھی ناصح بیان خیر ہے
جو بدگمان کرے وہ میری پکار نہیں
کتنے انجان وہ گزرے ہیں سر راہ منیر
میرے چہرے پہ کہیں بھی کوئی غبار نہیں

کلام

چشم تر یار منا کر اٹھیے
آنکھ سے آنکھ ملا کر اٹھیے
رند مہ خوار بزم جاناں سے
سارے عالم کو بھلا کر اٹھیے

پھر خبر ہم کو ہماری نہ ملے
دل دریا کو بہا کر اٹھیے
یہ زندگی یار کی بدولت ہے
شکر واجب ادا کرکے اٹھیے
کون سنتا ہے غم اسیروں کے
آج تو حشر اٹھا کر اٹھیے
گل بیمار کو غم نے مارا
اے غم یار منا کر اٹھیے
کیوں لگایا ہے دل منیر سے
غبار راہ ہے اڑا کر اٹھیے

کلام

محبت کی سزا کڑی دیکھی
محبت بے سہارا پڑی دیکھی
محبت زخم اک نیا اٹھائے
محبت ضد پر اڑی دیکھی
محبت کی خوشی میں اک محبت
محبت قفس میں مری دیکھی
محبت جھومتی دیکھی خوشی میں
محبت غمزدہ کھڑی دیکھی

محبت آتش دوزخ میں بھی
محبت نار سے بری دیکھی
محبت عرش معلّی پہ منیر
محبت ناز سے چلی دیکھی

کلام

دل مارا گیا تھا سینے میں
چشم تر خون دل بہاتی ہے
پھر تو پہروں سکون نہیں ملتا
جب تیری یاد مجھے آتی ہے
ہم سے پوچھو نہ معرفت مستوں
یہ ولایت سے سمجھ آتی ہے
ہم فقیروں کی یاد پتھروں کو
ہمارے جانے کے بعد آتی ہے
بے کسوں کے چراغ ٹوٹتے ہیں
بے بسی اپنا ہنر دکھاتی ہے
بھیک ملتی ہے در یار سے
اس سے امید بڑھ جاتی ہے
دار پہ دم دیا محبت نے
اور محبت ہی ستم ڈھاتی ہے

کلام

یہاں درندوں کا راج ہے ہنر سکھائے گئے ہیں
جو یہاں بھیس بدل بدل کے آزمائے گئے ہیں
کھا گئے ہیں یہ درندے بڑے بڑے جانبازوں کو
سر بڑے بڑے سرمدوں کے اتارے گئے ہیں
یہاں رہنا ہے تو پھر آنکھ اور کان کھلے رکھنا
یہاں اشرف المخلوقات کے بقاجات اٹھائے گئے ہیں
پھر ملی نہ خبر انکی جو غائب ہوئے ہیں
کئی معصوم بے گناہ گھروں سے اٹھائے گئے ہیں
کچھ خبر نہیں کیا گزری بند مذبح خانوں میں
کیا کیا ستم نہ تھے جو وہاں ڈھائے گئے ہیں
وہ بھی موجود ہیں جو اس کے ذمہ دار ہیں
دفن وہ بھی ہیں یہاں جو زندہ جلائے گئے ہیں
یہ قوم اب اپنی تباہی کی طرف جارہی ہے
یہاں محافظ بھی رہزنوں کے بٹھائے گئے ہیں
اے محبت کے بیمار اللہ تیری حفاظت کرے
پڑھے لکھے درندے شفا خانے میں بٹھائے گئے ہیں
زکوٰۃ خیرات بھی اب تو امراء کھانے لگے
غریب بھی اب لوٹ مار کو جگائے گئے ہیں

کہے منیر اے میری قوم کے لوگوں جاگو
یہاں اب مہلک زہر ہواؤں میں پھیلائے گئے ہیں

ـــــــــ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کرم اللہ وجہہ الکریم

ہمیں تو عشق نے بے موت بابا مار دیا
ہمیں تو حشر کے میدان میں اتار دیا
حساب دینے گیا تھا میں ایک خاص جگہ
ہجوم عام میں اس نے مجھے دھتکار دیا
ہمارے آنسوؤں کی روشنی قیامت ہے
ہمیں تو بھیج کے دنیا میں گناہگار کیا
دین و دنیا سے گئے عشق کی بیماری میں
اپنے پیاروں کو بابا اس نے سنگسار کیا
قصر امید کئی بار گرا ہے ہم پر
دل زخمی کو اس نے رہگذر پہ مار دیا
مریض عشق سے پھیلے نہ مرض کوچے میں
ہو کے مجبور طبیبوں نے گلا کاٹ دیا
اب کہیں بھی وہ آباد نہیں ہوسکتا
ایسا اس نے گل بیمار کو فریاد کیا
بہت مجبور ہے بابا یہ غموں کا مارا
نہ اٹھ سکا منیر اس نے ایسا وار کیا

کلام

میں تیری یاد میں برباد کردیا جاؤں
خار صحرا کی نوک پر آباد کردیا جاؤں
یہی خوشی ہے کہ اب درد سکوں پاتا نہیں
میں صبر کے صبر میں بیدار کردیا جاؤں
قبول ہے مجھے اس درد محبت کا دوام
میں تیری یاد میں بیمار کردیا جاؤں
تیری خوشی ہے تو پھر کردے پیارے راضی ہوں
میں ذرے ذرے میں فریاد کردیا جاؤں
تو چاہتا ہے تو بہا دے خون دل میرا
میں دشت و صحرا میں ویران کردیا جاؤں
تیرا غم لے لے میری جان شفا پا جاؤں
میں تیرے عشق میں خمار کردیا جاؤں
ایسا کھو جاؤں نہ ملوں ڈھونڈ نے سے بھی
منیر میں بہت گمنام کردیا جاؤں

کلام

زخم جتنے بھی ہم نے کھائے ہیں
سب ان کے چہرے نے بھلائے ہیں

دل میرا ان کے قدم چومتا ہے
اس قدر ظلم و ستم ڈھائے ہیں
لب زخمی سے پریشاں ہے طبیب
پکے دھاگوں میں جوڑ آئے ہیں
دل کی دنیا ہے سرخ آنکھوں میں
میرے آنسو کہاں تک آئے ہیں
مست رکھیں گے یاد برسوں تک
درد کچھ ایسے گنگنائے ہیں
خون بہتا ہے سوکھے کانٹوں سے
گلوں نے دل کہاں لگائے ہیں
ہوش رخصت ہوا تو سب نے کہا
ہوش میں اب منیر آئے ہیں

کلام

یاد نے تیری مجھے بہت رلایا ہے
میں نے خود کو بہت ستایا ہے
ایک لمحہ تھا بہت طویل مسافت اسکی
اک گھڑی نے برسوں مجھے رلایا ہے
کچھ نہیں بجھ گئیں حاجتیں دل کی
نہ جانے کس لیے دروازہ کھٹکھٹایا ہے

کیا سناؤں گل بیمار فسانہ دل کا
شب فراق نے جو ہم پہ ستم ڈھایا ہے
یہی کیا ہے ہم نے شام و سحر جان جاں
بس تیری یاد میں خون جگر بہایا ہے
آ کے اس راہ عشق میں ہوا پامال منیر
گل بیمار ہم نے درد کو جگایا ہے

کلام

آشیاں میرا جلاتے کیا ہو
مجھے بلا کے دکھاتے جانا
نئی تعمیر نیا زخم دے گی
مجھے بنا کے مٹاتے جانا
دل درویش ہوش میں نہیں ہے
خواب غفلت سے جگاتے جانا
گل بیمار اک ویرانہ ہے
پتے پتے کو بتاتے جانا
ناصحا دیکھ گناہگار ہوں میں
اپنے دامن کو بچاتے جانا
جا رہے منیر خدا حافظ
خار اپنے یہ اٹھاتے جانا

کلام

دل ویرانہ کی بچھڑی ہوئی تنہائی میں
چشم تر ہی گل بیمار کا فسانہ ہے
وہ جو تھے رونق محفل گل گلزار ہوئے
یہ تیری یاد میں کھویا ہوا ویرانہ ہے
کون اٹھتا ہے تیرے ہوتے ہوئے بزم سے
نگاہ یار ہی مستانوں کا میخانہ ہے
خدا کرے نہ اٹھے درد خانۂ دل میں
اے منیر حزیں محبوب نے آج آنا ہے

کلام

دل درویش جیسے ہوا کے دوش پہ مستوں سوکھا پتہ رقص کرے
دل درویش جیسے گرتے پنچھی پر بجلی گرے روح قبض کرے
دل درویش دکھ کا مسافر بس چشم گریہ میں رنگ بھرے
دل درویش جیسے سلا ہوا منہ کانٹے رکھے در بند کرکے
دل درویش ہجر کا مارا آنکھوں میں ہیں دریا خاک بھرے
دل درویش پیا کا گھر ہے درد کا اس میں راگ چلے
دل درویش دکھ ہی دکھ ہے جس جا دیکھو ہرے بھرے

دل درویش پریت کا مارا روز جیئے اور روز مرے
دل درویش تپتی دھوپ میں تپتے صحرا میں ٹھنڈی بات کرے
دل درویش سمندر جیسا ہر قطرہ جس میں فریاد کرے
دل درویش جہاں بھی جائے جہاں رہے سب سے پیار کرے

کلام

نظام سارا ہی یکدم بگڑ گیا دل کا
وہ کیا گئے حضور دم نکل گیا دل کا
وہ بے قرار مجھے روتا ہوا چھوڑ گئے
قصر امید پھر اک بار گر گیا دل کا
ہم نے آنکھوں سے جگنوؤں کو نکلتے دیکھا
ہوش رخصت ہوا منظر بدل گیا دل کا
اڑ گئے پنچھی محبت کے آشیانوں سے
سارا جنگل گل بیمار جل گیا دل کا
ادھر قمر ہوا بے نور چودھویں شب کا
ادھر چراغ محبت تھا بجھ گیا دل کا
دوائے درد دل کو آنے والے ہی نہ رہے
وہ اشکبار میری جان مرگیا دل کا
یہ صبر و ضبط کہاں جا کے مرگیا آخر
وہ حوصلہ منیر زار کدھر گیا دل کا

کلام

جانے والا ہوں چلا جاؤں گا
نہیں معلوم کہاں جاؤں گا
حافظہ میرا آپ رہنے دیں
آپ جائیں گے بچھڑ جاؤں گا
موت اک ذائقہ ہے چکھ لوں گا
نیند سے تو اٹھ جاؤں گا
اپنا بوجھ میں خود اٹھاتا ہوں
بروز حشر بھی اٹھاؤں گا
گل بیمار تیری تربت پر
آخری بار ملنے آؤں گا

سالک یہ تم نے کیا کہا دل پریشان ہے
زمانے کی مصیبت اور فراق کے درد نے تجھے مار ڈالا
ہے غموں کے سمندر میں قضا کے وکیلوں کے پہرے
ہیں تو زہر کو تریاق سے بہتر سمجھنے لگا ہے
جبکہ میں نے تو پہلے ہی تجھے کہا تھا
کہ اس کی محبت تجھے قتل کردے گی

اے میرے محبوب میں بیمار ہوگیا ہوں میری فریاد
رسی کر تاکہ میں خون جگر نہ پیوں مجھے اپنے
قدموں کا بوسہ دے تاکہ میرا مبارک نصیب چمک
اٹھے اور میں اس جہاں فانی سے آزاد ہوجاؤں

ــــــــ

قہر و محبت دونوں کی مٹی برباد
کڑوے نوالے لمبی رات نگلتی ہے
جسم و جان سے آہ دل بگڑ جائے تو
آنکھ ہماری سوکھے پتے جھڑتی ہے
زنجیروں سے بندھی گل بیمار منیر
اک لاش لحد میں تڑپتی ہے

ــــــــ

آیا ہے اک مظلوم کی فریاد سناؤں
تو بھی یہیں موجود ہے میں کیا بتاؤں
فریاد سن کہ رب ہے تو سب کا میرے مالک
فریاد سن کہ تو ہی ہے خالق تو ہی مالک
یا کہہ دے یہ بندہ نہیں تیرا میرے مولیٰ
یا کہدے پہنچتی نہیں مجھ تک کوئی فغاں
سنتا نہیں میں امت محبوب کی صدا

ــــــــ

چشم تر دامن دل بھگوگئی ہے
زندگی میرا ہونا یہاں روگئی ہے
وہ مستحق ہیں رحم کے مالک
زندگی جن کی زخم ہوگئی ہے
نجانے کہاں مجھے لے جائے گی
اب تیری یاد مجھے کھوگئی ہے
اب وہی ہیں راہ بر دیدہ وروں
ہماری بینائی رخصت ہوگئی ہے
ڈھنڈورا بھی وہ پیٹیں تو بجا ہے
جنہیں ان سے محبت ہوگئی ہے
گل بیمار تو ہے ان کا خادم
ریاضت جن کی برسوں روگئی ہے

یہ وقت بھی گزر جائے گا
وقت گزر چکا ہے
برکت اٹھ گئی ہے
رحم ناپید ہوگیا ہے
سخی معدوم ہوگئے ہیں
سختی بڑھ گئی ہے
پلید کتے سردار بن گئے ہیں
ہر خاص و عام پریشان ہے

گدھے گھوڑے برابر ہو گئے ہیں
مہر و وفا کا نام و نشان نہیں ہے
اللہ کے سوا کوئی مہربان نہیں ہے
کسی کو دل نہ دے

امام زمانہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم

وہ میرے باغ کی اک بلبل عاجز ہے آنے دو
وہ میرے چاند جیسے چہرے کی عاشق ہے آنے دو
وہ آئی چہرہ تر کا بیاں لے کر درجاناں
وہ میرے درد کی خیرات کے لائق ہے آنے دو
نہیں لگتا میری بلبل کا دل بہار گلشن میں
ہے سوز غم عجب فریاد پہ مائل ہے آنے دو
گلاب سب چمن میں کالی چادر اوڑھ کر روئے
ظلم ڈھاتی ہے مستوں پر بڑی ظالم ہے آنے دو
کمی کیا ہے مجھے جو بھی در دولت سے لے جائے
وہ کشکول نظر دیدار کی سائل ہے آنے دو

علیؑ حرم کے طواف میں ہیں
حرم علیؑ کے طواف میں ہے

خدا ہی جانے یہ راز الفت
ہمیں تو کچھ بھی خبر نہیں ہے

کلام
امام زمانہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم

علیؓ کے کوچے کی خاک مستوں
جو سر پہ ڈالے قلندری ہے
تُو ہو فنا حبّ مرتضیٰ میں
کہ اصل میں یہ ہی زندگی ہے
یہ راز عالم پہ کھل چکا ہے
علیؓ ہی گلشن کی تازگی ہے
ملی ہے شمس و قمر کو خیرات
علیؓ کے چہرے کی روشنی ہے
علیؓ کے کوچے کا ہوں گداگر
ہوں چشم تر سوز دلبری ہے
منیر کچھ ہوش دل نہیں ہے
عجب سرور ہے بے خودی ہے

کلام

خواجۂ خواجگاں سیدی مرشدی محمد شاہ قریشی دامت برکاتہم العالی

ہے گل مست بیمار محمّد شاہ قریشی
ہے مستوں کی جان محمّد شاہ قریشی
ہے پیشانی پر داغ محبت عشق و وفا
ہے گلاب تیرے رخسار محمّد شاہ قریشی
ہم سے شوق سرمست کے عشق کا راز نہ پوچھ
ہے روئے طواف یار محمّد شاہ قریشی
تو عشق خانہ ہے گل بیماروں کا
تو ہے جان جاناں محمّد شاہ قریشی
کرم ہے یہ محبوب خداﷺ کا مستانوں
ہے درد و دل کا قرار محمّد شاہ قریشی
تو ہے میرا سامان آخرت پیارے
تو چھوڑ نہ دینا ساتھ محمّد شاہ قریشی
میں کیسے کہوں بے اذن خدا سے ڈرتا ہوں
ہے منیر میری پہچان محمّد شاہ قریشی

کلام

عارف باللہ قطب عالم حضرت عبدالغفور عباسی نوراللہ مرقدہ

نگاہ عشق نے ان کی ہمیں دیوانہ کر ڈالا
خوشا کہ دو جہانوں سے ہمیں بیگانہ کر ڈالا

بڑا احسان ہے ان کا یہ ہم جیسے نکموں پر
حبیب ﷺ کبریا کے عشق میں مستانہ کر ڈالا

میں اپنے یار کے صدقے جمال یار کے صدقے
محبت نے ہمیں تو جلوہ جانانہ کر ڈالا

خدا کا شکر ہے نسبت سے ہم نے پائی ہے بخشش
محبت کا عقیدت کا ہمیں کاشانہ کر ڈالا

حجاب اٹھ گئے تو صبر ہم سے ہوگیا رخصت
عجب شوق شہادت نے ہمیں پروانہ کر ڈالا

بزرگوں کی محبت نے منیر زار کو دیکھو
تھا وہ رسوا زمانے میں اسے جانانہ کر ڈالا

کلام
حضرت امام علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام

دو مبارک مجھے قدسیوں میں تاجدار بن گیا
دل میرا ابن موسیٰ رضا کا دربار بن گیا
زیب ہے تجھ کو نازو ادا عاشق ابن موسیٰ رضا
جس کو بھی نقش پاء مل گئے وہ امام بن گیا
جس پہ چشم کرم اٹھ گئی آفتاب ولایت بنا
سارے مستوں کا وہ مہ کشوں سلطان بن گیا
ہیچ ہے تخت و تاج اسے گر ملے مفت بھی مہ کشو
جو علی ابن موسیٰ رضا کا غلام بن گیا
وہ مقدر کا ہے بادشاہ جس کو بخشش تیری مل گئی
آپڑا جو تیرے در شہا وہ آفتاب بن گیا
تیرے در پہ جب آیا منیر رو پڑا لگ کے دیوار سے
تیری نسبت سے وہ میکدے کا امام بن گیا

کلام
سیدالشہداءامام حسین علیہ السلام

گل بیمار بس حسینؑ کا ہے
یہ گداگر در حسینؑ کا ہے
سارا عالم ہے خانۂ دل میں
دل محلے میں گھر حسینؑ کا ہے
باغ جنت کے تو نے پوچھے ہیں
پوچھتا کیا ہے سب حسینؑ کا ہے
نیکو کاروں کو مبارک ہو جنت
ہم فقیروں کو در حسینؑ کا ہے
مست پھرتے ہیں کوئے جاناں میں
مہ کشوں پر کرم حسینؑ کا ہے
پوچھتے کیا ہو جھولیاں بھرلو
عاشقوں یہ چمن حسینؑ کا ہے
یہ سخاوت میرے حسینؑ کی ہے
دل بے دم میں دم حسینؑ کا ہے
کیا غرض ہم کو چارہ سازوں سے
بے کسوں کو صبر حسین کا ہے
کیسے دل دیدوں جان کے بدلے
اے حسینوں یہ بسِ حسینؑ کا ہے

اے دل زار رحم کر مجھ پر
ہوں اشکبار غم حسینؓ کا ہے
منیر کو دیکھیئے ہوا کیا ہے
خون روتا ہے غم حسینؓ کا ہے

کلام

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

گداگر بن کے تیرے در پہ تاجدار بیٹھے ہیں
یہ سب شوق شہادت کے لیے تیار بیٹھے ہیں
امام جعفر صادق کی خاک پاء نہیں دیتے
ہمای آنکھوں کے سرمے پہ پہرے دار بیٹھے ہیں
قتل ہو کر بھی جائیں پھر بھی نہ چھوڑیں در دولت
گدا کے بھیس میں جو صاحب اسرار بیٹھے ہیں
کرم کی اک نظر ہم بے کسوں پر کیجئے آقا
پریشاں دل لیے دربار میں سرکار بیٹھے ہیں
کوئی دانائی ان سے جا کے سیکھے تیرے کوچے میں
گدا کے بھیس میں جو صاحب اسرار بیٹھے ہیں
جو ہو چشم کرم تو میرا چہرہ جنتی دیکھے
چلے آؤ کہ چوکھٹ پر منیر زار بیٹھے ہیں

کلام

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ

چل کوچہ عثمان غنی اٹھ گل بیمار
کیوں اشکبار رہتا ہے ہر دم فراق یار
تیرا فراق یار میں گریہ عذاب ہے
بس چل در عثمانؓ پہ اے چشم اشکبار
کب تک لہو بہائے گا اے عاصیٔ نایاب
تو جل کے راکھ ہو چکا اے سوز بے قرار
اب بھی جلائے رکھتا ہے ٹوٹا ہوا چراغ
سب غرق آب ہوچکا اے مدفن ذوالنار
اس شہر میں اب جینے کا سامان اٹھ گیا
چل راہی اپنی راہ لے چل کوچہ دلدار
اے کاسۂ دل اب وہ مہربانی نہیں ہے
شاید خفا ہم سے بارگاہ رخ یار
اے پیکر شرم و حیاء اے رشک ملائک
بیمار غم کو دیکھیئے اے راحت بیمار
یہ دین و دنیا والے میرا درد کیا جانیں
میں مبتلائے عشق ہوں اجڑا ہوا مزار
اس کو در عثمانؓ سے خیرات ملی ہے
برسوں سے اشکبار ہے سید منیر زار

کلام

امیر میخانہ حضرت عثمان مروندی لعل شہباز قلندر نور اللہ مرقدہ

اے عاشق روئے کریم سخی شہباز قلندرؒ
مستوں کے مست امیر سخی شہباز قلندر
اے باغ علی المرتضیٰ کے باغ کی بلبل
اے بوئے گل تطہیر سخی شہباز قلندرؒ
اے راز محبت شوق جنون سر مستم
ہر مست نظر کے پیر سخی شہباز قلندرؒ
اے نغمۂ عشق و مستی کی پر سوز صدا
اے شمع رخ تنویر سخی شہباز قلندرؒ
بے جرم و خطا یہ عشق میں مارا جائے گا
تیرا مست ملنگ فقیر سخی شہباز قلندرؒ
کوئی پوچھے تجھ سے خون بہائے عشق وفا
تو کہہ فقیر منیر سخی شہباز قلندرؒ

کلام

قطب عالم سیدی و مرشدی حضرت غلام مصطفیٰ خان صاحب نور اللہ مرقدہ

خلقت شہر ہے اب جاناں کو لایا جائے
بزم جاناں ہے تو جاناں کو بلایا جائے
کب تلک سوز محبت میں درد دل پیارے
دل بیتاب کی دھڑکن میں رلایا جائے
آیئے اب تو دکھا جایئے صورت اپنی
یہ تو اچھا نہیں بلا کے ستایا جائے
کون سنتا ہے فسانہ میری بربادی کا
کون جانے ہے کسے زخم دکھایا جائے
اے طبیبوں گل بیمار اداس بیٹھا ہے
اب حجاب رخ جاناں کو اٹھایا جائے
اب نکلتے نہیں منیر وہ اپنے گھر سے
ہم سے روٹھے ہیں انہیں آؤ منایا جائے

کلام

خواجہ خواجگان حضرت مرزا مظہر جان جاناں نور اللہ مرقدہ

حجاب اٹھ چکا میخانۂ شفاء خانہ
شہید نقشبند مظہر جان جاناں

بلبل صدیق اکبر عاشق جان عالم
نغمۂ مصطفوی مظہر جان جاناں
صدائے فاروق اعظم کلمۂ حق سربلند
بلبل نیکو سرا مظہر جان جاناں
میوہءِ باغ حضرت عثمان غنیؓ
شمعٔ گلہائے سخن مظہر جانِ جاناں
خمار سوز عشق راز راہ معرفت
شراب حیدرہم مظہر جانِ جاناں
گل مست فدائے اہل بیت اطہار
دوائے درد عشق مظہر جان جاناںؒ
لباس فقر جلوہ گاہ ناز سلطانی
مسند ناز ادا مظہر جان جاناں
دل گلاب بوئے لاالٰہ الا اللہ
دعا چشم مست مظہر جان جاناں
منیر خاکپائے خواجگان نقشبند است
گدائے شوق جنوں مظہر جان جاناں

کلام

قطب الاقطاب حضرت فضل علی قریشی نور اللہ مرقدہ

خوشبوئے جان رحمت ﷺ ہیں فضل علی قریشیؒ
سرتاپا عشق و مستی ہیں فضل علی قریشیؒ

صدیق کے ہیں پیارے فاروق کے دلارے
دانائے راز الفت ہیں فضل علی قریشیؒ

نقش وفا عطا ہوا عثمانؓ کی ہے سخاوت
شرم و حیا کے پیکر ہیں فضل علی قریشیؒ

شیر خدا نے بخشی اس در کو سرفرازی
سر چشمہ ولایت ہیں فضل علی قریشیؒ

جاتی ہے جان جائے چھوٹے نہ ان کا دامن
ہم بے کسوں کی دولت ہیں فضل علی قریشیؒ

دھتکارتی ہے دنیا اے منیر غم نہ کیجئے
ہم انکے اور ہمارے ہیں فضل علی قریشیؒ

کلام

امیر میخانہ حضرت علاء الدین صابر نور اللہ مرقدہ

صابر پیا ہیں شمع ہم صابری پروانے
ہم عشق و محبت میں ہیں دلبری کاشانے
ہم ہیں گدائے صابر ہم صاحب ہنر ہیں
ہیں سراپا عشق و مستی ہم صابری مستانے
پھر میکدے سے اٹھے اس کا جنازہ مستوں
زاہد جو ہم سے سن لے کبھی عشق کے ترانے
کیا رنگ فیض عالم کوئی کیا سمجھ سکے گا
کیوں عارفوں کے دل میں ہیں ان کے آشیانے
کرتے ہیں لوگ قصہ اس جاں فدا عاشق کا
کیا صابر کلیر ہے یہ کوئی بھی نہ جانے
قسمت میں میرے لکھا ہے صبر شب کا رونا
خوشبو سے ان کی میرے آباد ہیں ویرانے
بیگانے ڈھونڈتے ہیں منیر حزیں کی تربت
جب راز کھل گیا تو رونے لگے دیوانے

کلام

قطب زمان فرید الدین علی ہجویری گنج شکر نور اللہ مرقدہ

گل بیمار محبت میں تڑپتا ہے فریدؒ
عاشقوں کا چراغ خون سے جلتا ہے فریدؒ
اپنے حصے سے مجھے دیدے عشق کی روٹیؒ
میرے کاسے میں فاقہ مست تڑپتا ہے فریدؒ
کس قدر خون دل بہایا چشم گریہ نے
سانس بھی خون جگر لے کے نکلتا ہے فریدؒ
مجھے مسکین دل نے پھونک دیا اندر سے
آتشی خار جسم و جان میں چبھتا ہے فریدؒ
دوست نے حال نہ پوچھا ہمارا زنداں میں
کوتوالوں کو بھی یہ کانٹا کھٹکتا ہے فریدؒ
دل میرا سوکھ کے کانٹا ہوا زہر سے بھرا
درد اب حد سے میری جان گزرتا ہے فرید
لوگ کہتے ہیں عجب شوق کی دنیا ہوں میں
دل ویرانہ میں اک مست سسکتا ہے فرید
محبوب ناراض نہ ہوجائے کہیں رند سے
منیر زار پل صراط پہ چلتا ہے فریدؒ

کلام

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرھندی نور اللہ مرقدہ

امام ربّانی ہیں مجدد الف ثانیؒ
آپ بندوں کو خدا سے ملانے والے ہیں
آپ ہیں باعث بقائے جانِ عالم
آپ بیداروں کو شفاء دلانے والے ہیں
بھولے بھٹکے ہوئے ٹوٹے ہوئے چراغوں کی
پار دریا کے کشتیاں لگانے والے ہیں
آپ محبوب ہیں خدا کے مصطفیٰ ﷺ کے بھی
روز محشر ہماری بات بنانے والے ہیں
آپ نے بے واسطہ کلام کیا ہے حق سے
نقش محبوب کا دل پر بنانے والے ہیں
گل بیمار غمزدہ نہ ہو شب حسرت
دل ویراں میں وہ بہار لانے والے ہیں
تشنگی دل کی بجھاتے ہیں مسکراہٹ سے
چشم تر کو وہ محبت پلانے والے ہیں
حجرہ دل میں منیر حزیں وہ آئیں گے
دل گریہ سے رنج و غم مٹانے والے ہیں

کلام

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی نوراللہ مرقدہ

مجدد الف ثانی کا جو دل کاشانہ ہوجائے
تو پھر دونوں جہاں میں جلوہ جانانہ ہوجائے
زیارت کے لیے کعبہ شریف آیا در حضرت
اسے یہ حکم تھا محو رخ جانانہ ہو جائے
ملا ہے خانقاہ کو بہشتی زمین کا درجہ
ملے کچھ خاک پاء تو رونق ویرانہ ہوجائے
ابوالبرکات دریا نور کا ہیں خزینۃ الرحمت
کرم کی اک نظر ہم پر گل سجانہ ہوجائے
جو راز دلبری کھل جائے ان کی چشم کامل سے
تو یہ عالم میری جاں خلوت عرفانہ ہوجائے
رخ روشن میری جان چاند اور سورج پہ غالب ہے
جو دیکھے اک نظر وہ آپ کا دیوانہ ہوجائے
کلام عشق کے مفتی کا ہے یہ حضرت ناصح
وہی کامل ہے ہے جو خاک درجانانہ ہوجائے
منیر زار نے دونوں جہاں میں یار کو چاہا
قبول وہ کرے تو مرشد میخانہ ہوجائے

کلام

خواجہ خواجگاں قطب الاقطاب حضرت معین الدین چشتی نور اللہ مرقدہ

سلسلۂ چشتی کے بانی میرے خواجہ پیا
معدن فیوضات سبحانی میرے خواجہ پیا
واصلوں کے برگزیدہ عاشق ربّ العلیٰ
مخزن اسرار یزدانی میرے خواجہ پیا
چشم کرم چشم عطا صاحب جود و سخا
رشک ملائک تاج سلطانی میرے خواجہ پیا
آپ خوشبوئے محمدؐ مظہر نور خدا
شمعٔ انوار ربانی میرے خواجہ پیا
آپ ہیں شیخ المشائخ اولیائے عارفیں
اللہ رے محبوب صمدانی میرے خواجہ پیا
ہم غلاموں پر محبت کی سخاوت کیجئے
ہے کاسۂ دل سوختہ خالی میرے خواجہ پیا
جھومتا رہتا ہے بیمار محبت مہ کشوں
ہے منیر زار کے جانی میرے خواجہ پیا

کلام

میر میخانہ حضرت شاہ شرف بوعلی شاہ قلندر نور اللہ مرقدہ

ہم نے سوچا تھا کہ بہانے سے مہ کشو ہم انہیں منالیں گے
وہ گلے سے لگائیں گے مجھ کو اپنے مستانوں میں بٹھا لیں گے
جب میں پہنچا دیار شاہ شرف مسکرا کے یہ بو علیؒ نے کہا
ہمارے مال پر نظر ہے تیری ہم تجھے گھاس بھی نہ ڈالیں گے
ہم گناہ گار بڑے ہیں تو سزا مختصر ہو نہیں سکتی مستوں
ہم ہوئے راکھ خانۂ دل میں ہم یہیں آشیاں بنالیں گے
اترو بارش کی طرح مستانوں لیئے تیغ سخن میخانے میں
ہم کفن پوش دل لبسمل کو چشم بیمار سے نکالیں گے
چاہتا ہے وہ میرا خون بہے دل امید توڑ دی اس نے
واحسرتا نہ کچھ ہوا ہم سے خون دل بے کسی بہالیں گے
پھر یہ دستار جھک نہیں سکتی گل بیمار گر نہیں سکتی
اپنی دستار پہ ہم شیر خدا تیرے کوچے کی خاک ڈالیں گے
سپرد خاک کردیا جائے یہ مبتلائے عشق ان کا ہے
منیر زار کو وہ نادانوں اپنے دربار میں بلالیں گے

کلام

امیر میخانہ حضرت مولانا جلال الدین رومی نوراللہ مرقدہ

جلال الدین رومی ہیں چراغ نور سبحانی
سراپا عشق و مستی ہیں بزرگ راز عرفانی
سلام اس آفتاب مست اس شیخ المشائخ پر
عطا ہوتے ہیں جن کی ٹھوکروں سے تاج سلطانی
مزار عارفوں کا دل ہے مولانائے رومیؒ کا
کہاں پر ڈھونڈتی پھرتی ہے تربت خلق بیگانی
انہیں بخشی ہے دستار محبت جان رحمت نے
عطا ہے ان کو محبوب خدا کے در کی دربانی
ہمیں آتی ہے خوشبوئے محمدؐ ان کے کوچے سے
ادائے دلربائی رکھتے ہیں مستوں کے ہیں جانی
منیر زار اس عاشق کی خاکپاء کو کیا جانے
محبت بہتی ہے آنکھوں سے ان کے اور ادھر پانی

کلام

محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم نوراللہ مرقدہ

ہم گناہگاروں پر ہے یہ فضل خدا ہم گدائے درشاہ جیلان ہیں
آپ ولیوں میں ایسے ہیں جیسے نبی سارے ولیوں کے سلطان سردار ہیں
جتنے شیخ المشائخ ہیں دانائے راز شیخ الاکبر ہیں یا شیخ الاسلام ہیں
جس طرف دیکھیئے جس طرف جایئے ہر طرف شاہ جیلاں کا فیضان ہے
اک خزانہ ہے رحمت کا بیش بہا انکے در کی جو ہم کو گدائی ملی
للہ الحمد ہم کو محبت ملی ان کی چشم عطا کا یہ احسان ہے
خالی جاتا نہیں تیرے دربار سے مانگنے والا جو تیرے دربار کا
اب اسے رنگ میں اپنے رنگ دیجیئے مدتوں سے یہ عاشق طلبگار ہے
اب ہے گرد و غبار کے زیر اثر ایک آنسو جو تھا چشم بیمار کا
اب کرم کیجئے دل بدل دیجیئے جاں مصیبت میں ہے دل پریشان ہے
ایسی چھائی گھٹا رحمت کبریا مست بے خود ہوئے روئے انوار سے
سر منیر حزیں کا اے عالی نسب تیرے کوچے کی خاک پہ قربان ہے

کلام

جو کہا ہوگیا سنا دیکھا
یقین کی دنیا عجب ہے صاحب

کہیں میں جلوہ جاناں کہیں رسوائے عالم ہوں
کہیں میں رہنما ہوں اور کہیں بھٹکا مسافر ہوں

وہ روز گراتا ہے مجھ پہ حُسن کی بجلی
مت پوچھ میرے سرکا خریدار کون ہے

روزی روٹی بھی کمانا ہے عبادت حضرت
یہ غریبی بھی ریاضت کی طرح ہوتی ہے

ہم پہ ملامت یہ عجب بات ہے واعظ
بوڑھے جوان ہوگئے ہیں دیکھ کر انہیں

بڑا احسان ہے تجھ پر شب بیدار ہوجانا
نگاہ یار کا اٹھنا تیرا بیمار ہوجانا

ناصحا میں دکھا نہیں سکتا
میرے اندر جہاں روتا ہے

گل بیمار بجھ گیا حضرت
کوئی آواز اب نہیں آتی

شب بھر دروازے کو تکتا رہا
نہ منیر آیا نہ خبر آئی

ــــــــــــ

گل بیمار جانے والا ہے
اب چمن میں بہار آئے گی

ــــــــــــ

باالہیٰ مجھ گناہ گار پر رحم فرما
از طفیل بہر علی المرتضیٰ

ــــــــــــ

خود کو رخصت کیا اس حال میں
جسے میں خود کو جانتا ہی نہیں

ــــــــــــ

اب وہ آنکھوں میں روشنی نہ رہی
اب میں ویران ہوتا جارہا ہوں

ــــــــــــ

تیرا وعدہ ٹل نہیں سکتا
تیری ملاقات ضرور ہونی ہے

کلام

سیّدالشہداءامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چراغ عشق جب ہم نے عقیدت سے جلایا ہے
تو پھر ٹوٹا ہوا دل چشم عصیاں نے بہایا ہے
دل بیمار کی حالت نہ پوچھو میکدہ سازوں
حسینؓ ابن علیؓ کی یاد نے خیمہ لگایا ہے
طلب ہی اٹھ چکی دیر و حرم سے اپنی مستانوں
دیوانہ ایسا ہم کو ان کے چہرے نے بنایا ہے
گل بیمار کو رندی پہ اپنی ناز ہے ناصح
سرور جاں فدا ہم نے اسی چوکھٹ سے پایا ہے
ہے پتھر کے لیے بہتر ہے پتھر لکڑی کو لکڑی
مجھے رندی عطا کی ہے تجھے واعظ بنایا ہے
کوئی کیسے بھلا بیمار غم کی کیفیت جانے
لب زخمی نے کیسے چہرہ تر کو چھپایا ہے
منیر زار کی اوقات کیا ہے کچھ نہیں مرشد
یہ کہتا ہے کہ اس نے درد الفت کو اٹھایا ہے

کلام

مسند پہ اپنے ساتھ بٹھایا نہ کیجئے
آغوش میں آپ اپنی سلایا نہ کیجئے

اس نے تو سارے مستوں کو بدنام کردیا
اس مست کو شراب پلایا نہ کیجئے
کیوں سر پہ چڑھا رکھا ہے شعلہ مزاج کو
جاتا ہے جائے آپ بلایا نہ کیجئے
کعبے سے کہا تجھ میں ادا یار کی نہیں
اس درد سر سے آنکھ ملایا نہ کیجئے
سورج سے کہا یار کا تجھ پر غضب پڑا
آپ اس قدر تو پیار جتایا نہ کیجئے
دیکھا منیر زار سے سب راز کھل گئے
آپ اس پہ راز دل کے اٹھایا نہ کیجئے

کلام

توبہ قبول کی گئی جس نام کے طفیل
توبہ قبول کر میری اس نام کے طفیل
اس نام کے طفیل جو آدم نے لیا تھا
وہ نام جوازروئے حقیقت میں ہے باطن
وہ نام جو ازروئے معرفت میں ہے ظاہر
وہ نام جو کس کا یہاں سہارا نہیں ہے
ہے بحر عشق جس کا کوئی کنارا نہیں ہے
ہے روشنی انہی کے انوارات کی یہاں

انکے سوا کوئی بھی اب ہمارا نہیں ہے
طوفان وجد میں ہے کشتی ٹوٹی پڑی ہے
اک طرف ہے تاریک قبر رات بڑی ہے
لیکن تیری رحمت کا میں امیدوار ہوں
فضل و کرم سے تیرے سب کی بات بنی ہے
میں بزم رندیت میں سدا داغ رہا ہوں
دل مرچکا چشم لحد میں جاگ رہا ہوں
ہوں سیاہ کار رکھ میرا پردہ بروز حشر
میں نام محمد ﷺ کا صدقہ مانگ رہا ہوں

کلام

گل بیمار پنچھی لے اڑیں گے داستاں تیری
کسی ویرانے میں چھپ کر ہی رو لیتے تو اچھا تھا
گل بیمار ہائے دل کی بات رہ گئی دل میں
وصال یار موقع بھی تھا کہہ دیتے تو اچھا تھا
ہمارے درد سے رسوا ہوئے ہیں میکدہ والے
یہ درد عشق خاموشی سے سہہ لیتے تو اچھا تھا
جو ہم نے در بدر کی ٹھوکریں کھائیں ہیں مت پوچھو
جو اب سمجھے بہت پہلے سمجھ لیتے تو اچھا تھا
تھا وعدہ رزق کا وہ پالتا ہے دو جہانوں کو
در محبوب سے ہم چشم نم لیتے تو اچھا تھا

بڑھاپا کھینچ لایا ہے طبیب عشق کے در پر
جوانی میں دوائے درد دل لیتے تو اچھا تھا
مسلسل خون دل بہتا ہے تیرا بزم رنداں میں
یہ چشم تر منیر زار سی لیتے تو اچھا تھا

کلام

یہ شہداؤں کے آنسو ہیں خوشی سے پی لے
میکدہ جھومتا ہے جھوم خوشی سے پی لے
دکھی ہوکر پیا ہے زہر کیوں تو نے بسمل
یہ تو محبوب کی بخشش ہے خوشی سے پی لے
زندگی قیمتی ہے جس کا کچھ بھروسہ نہیں
تو میری جاں اسے مالک کی رضا میں جی لے
کیوں پریشاں ہے تجھے دیکھ کے دل روتا ہے
کوچۂ یار کی تُو خاک اٹھا کر پی لے
کہاں اوقات ہے تیری کہاں محبوب منیر
خون بہنے لگا ہے آنکھوں سے آنکھیں سی لے

کلام

دعائے منیر حزیں لٹکی پڑی ہے
صاحب آمین عطا روح اشکبار نہیں

سب ہیں موجود بزم انجمن میں
بس تیرے عشق کا بیمار نہیں
نہ رہگذر نہ قافلے نہ منزلیں
نہ راہبر کیا یہ عذاب نہیں
خواب کیوں دیکھتی نہیں ہیں آنکھیں
ان میں سردار صاحب اسرار نہیں
مرگیا دیدہ بیدار تیری فرقت میں
منیر چل بسا گرد و غبار نہیں

کلام
قطب عالم خواجہ خواجگان فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ

اے وحدت کے میخانے فرید الدین فریدؒ
بھردے سب کے پیمانے فرید الدین فریدؒ
تو شمعِ حق ہے شمعِ محبوب خدا ہے
ہم ہیں تیرے پروانے فرید الدین فریدؒ
دربار تیرا محبوب خدا کا کوچہ ہے
ہم ہیں تیرے مستانے فرید الدین فریدؒ
تو ہم رندوں پر آسمانی گنبد ہے
ہم ہیں تیرے دیوانے فرید الدین فریدؒ
دل سوکھا کانٹا چبھتا ہے اب سینے میں

کوئی درد نہ دل کا جانے فرید الدین فریدؒ
ٹھوکر سے تیری سلطان بنے ہیں شاہ و گدا
اب دور ہوں یہ ویرانے فرید الدین فریدؒ
اب چشم عطا پہ آفرید رنگ چڑھا
یہ منیر کسی کو نہ جانے فرید الدین فریدؒ

کلام

ساقی بھرم رکھا ہے تیری چشم کرم نے
مستوں کو مست کردیا ہے تیری نظر نے
مسکین دل کو درد محبت پہ ناز ہے
ہر دم دعائیں دی ہیں تجھے زخم جگر نے
تیرا قرب کیسے پائیں نوجوانان بادہ مست
بوڑھوں کو کردیا ہے جواں تیری طلب نے
جب پوچھا عشق کا کہ پتہ دیجیئے مجھے
بے ساختہ لیا ہے تیرا نام حرم نے
معصوم ہے وہ اس کو ستاؤ نہ واعظوں
برباد کردیا ہے جسے دامن تر نے
صورت گل بیمار تیری یاد یار ہے
جگنو بکھیر رکھے ہیں اس دیدہ تر نے

کلام

شمع میخانہ کی پکار میں ہوں
دل ویرانہ کی بہار میں ہوں
میں بہت خوش ہوں یہ کہنا ان سے
یہ بھی کہنا کہ انتظار میں ہوں
یہ بھی کہنا بڑے مزے میں ہوں
سوز رندانہ کے غبار میں ہوں
غم پہنچتا نہیں کہیں سے بھی
سرور عشق کے خمار میں ہوں
یہ بھی کہنا کہ یاد کرتا ہوں
نقش پُر آب کے قرار میں ہوں
کب بلائیں گے پوچھنا ان سے
شب مشک گل بیدار میں ہوں
کہنا ملتا ہے مسکرا کے منیر
یہ نہ کہنا دم بیزار میں ہوں

کلام

اس نے دھتکار دیا ہے تو کوئی بات نہیں
منانا کام ہے میرا میں منالوں گا انہیں

وہ حُسن والا ہے نازو ادا تو رکھے گا
دیکھنا ایک دن آنکھوں میں بٹھا لوں گا انہیں
یوں تو کہنے کو میں لاوارث لنگڑا گھوڑا ہوں
خدا کے فضل سے کاندھوں پر اٹھالوں گا انہیں
حوصلہ بڑھ گیا ہے بے رخی سے ان کی میرا
ان کا بن جاؤں گا میں اپنا بنالوں گا انہیں

وہ میرے دل کی عبادت دیکھے
میرے اشکوں کی ریاضت دیکھے
وہ بھیجے تو سہی خنجر پیالہ
پھر میرا شوق شہادت دیکھے

کلام
ازکلام بوعلی شاہ قلندرؒ

میں محو جمال یار ہوں میں کہاں گیا میں نہیں جانتا
میں غرق وصال یار ہوں میں کہاں گیا میں نہیں جانتا
میں غلام ہوں اسکے چہرے کا میں اسیر زلف یار ہوں
میں غبار کوچۂ یار ہوں میں کہا گیا میں نہیں جانتا
اس چاند سے ہوں میں آشنا میں جان و دل سے فدا ہوا
مین فنائے روئیت یار ہوں میں کہاں گیا میں نہیں جانتا
ہوا جب سے عشق میں مبتلا سر اسکے قدموں میں رکھ دیا

میں اسکے چہرے میں کھوگیا میں کہاں گیا میں نہیں جانتا
قلندر بو علیؒ ہستم بنام دوست سر مستم
دل اندر عشق او بستم نمے دانم کجا رفتم
میں بو علیؒ قلندر ہوں دوست کے نام پر سرمست ہوں
میرے دل میں بس عشق اس کا ہے میں کہاں گیا میں نہیں جانتا

کلام

دل ویرانہ جب آباد ہوا
غور و فکر سے آزاد ہوا
بات عجب کہی دیوانے نے
عاشقی میں مجھے قرار ہوا
دوا دعا سے گیا ہے جو بھی
مکتب عشق میں برباد ہوا
ایک کانٹے کو ہوگئی عبرت
پھول کچھ اس طرح فریاد ہوا
دین و دنیا سے جان چھوٹ گئی
خاکپائے خمار یار ہوا
ہم تو بے نام و ننگ عاشق ہیں
شیخ سے پوچھو سبق یاد ہوا
منیر سر اپنا اٹھا کے نکلا
کوچۂ دل میں قتل عام ہوا

کلام

اک کہانی ہے ہر ایک درد کے پیمانے میں!
اشک ہیں تیرے مبتلاؤں کے میخانے میں
اے چاند تیری ضرورت نہیں نہ نکلا کر
گل بیمار خود آفتاب ہے ویرانے میں
وہ سب کو دیتا ہے موقع سکون پاتے ہیں
مجھے جلا کے میری راکھ کے اڑانے میں
سوائے آنکھوں کے کچھ بھی نہ ملا محتسب کو
ہڈیاں بکھری پڑی ہیں میری کاشانے میں
شکار کے لیے نکلا ہوں بچ اے واعظ بچ
وحشیوں کی طرح پھرتا ہوں شفا خانے میں
اپنی دستار اسے دے دیں گے ہم تحفے میں
زاہد اک بار تو آئے شراب خانے میں
میں نہیں جانتا پہلا سبق ہے سالک کا
قیمتی موتی ہے تو رکھ اسے دل خانے میں
دل ہر اک شے سے اٹھ گیا ہے منیر عاصی
اب ہمیں کوئی نہ بہلائے صنم خانے میں

کلام

میں قتل ہو کے تڑپا نکالا گیا مقتل سے
اور آپ کہہ رہے ہیں قاتل مجھے عجب ہے
ہر ظلم میں نے اس کا سمجھا ہے مہربانی
اور آپ کہہ رہے ہیں ظالم مجھے عجب ہے
وہ جس کو چاہیے بخشے یاد اپنی قرب اپنا
اور آپ کہہ رہے ہیں غافل مجھے عجب ہے
میں رونق میخانہ ہوں پکا شرابی ہوں
اور آپ کہہ رہے ہیں زاہد مجھے عجب ہے
دی میرے حق میں میرے معشوق نے گواہی
اور آپ کہہ رہے ہیں باطل مجھے عجب ہے
میں تو سمجھ رہا تھا مسلمان آپ کو
اور آپ کہہ رہے ہیں کافر مجھے عجب ہے
میں قتل ہو کے تڑپا ہوں یار کے کوچے میں
اور آپ کہہ رہے ہیں قاتل مجھے عجب ہے

اے نادان بلبل کوّے کو بدعائیں نہ دے
ہم نے ناصحوں سے یہی سنا ہے کہ درویش کسی سے
بھی بغض نہیں رکھتا کب کون بدل جائے کچھ
خبر نہیں وہ کُن کہے تو ظالم مظلوم ہو جائے وہ

کُن کہے تو مظلوم ظالم ہو جائے
جس نے اپنے دل کو محبوب کی یاد سے روشن نہیں کیا
اس نے تو کوئی کام ہی نہیں کیا
جس نے محبوب کے غم میں اپنی آنکھوں کو اشکبار نہیں کیا
اس نے تو کوئی کام ہی نہیں کیا
جس نے محبوب پر اپنی جان کو قربان نہیں کیا
اس نے تو کوئی کام ہی نہیں کیا
اے دانشوروں مرے ہوئے لوگوں کی زندگی
کیا ہے

کلام

وہ فاقہ مست رندوں کو بیدار کر گیا
جو مرشد جاں نے دیا وہ کام کر گیا
اس کو شب فراق نے اچھی طرح کاٹا
وہ میکدے میں سب کو حیران کر گیا
وہ شہر کا ویرانہ رونق ہی لے اڑا
وہ درد کے ماروں کو پریشان کرگیا
وہ بلبلوں کا شور تماشہ نہیں رہا
وہ سب کو گلستاں میں گناہگار کر گیا
محو خیال یار میں وہ آتشی مزاج

میخانے میں ہر رند کو بیمار کرگیا
اب دیدہ وروں تم کو مبارک ہو بہاریں
وہ زندگی کو عشق میں برباد کرگیا
وہ آخری دعا تھی محبت کی مہ کشوں
کل شب وہ اپنی موت کی اعلان کرگیا
میت اٹھی تو مسکرا کے دوست نے کہا
دیکھو وہ آج دل کو سوگوار کرگیا
وہ احقر و عاجز وہی رسوائے زمانہ
قاتل کو سب نے دیکھا اشکبار کر گیا

کلام

جستجو میں تیری اے جان بہار
زخم ہی زخم کھائے ہیں دل نے
ایک شب میں بیاں نہیں ہونگے
جتنے آنسو بہائے ہیں دل نے
نہ کوئی اپنا تھا نہ پرایا تھا
درد اپنے بڑھائے ہیں دل نے
میری تربت ہے کوئے جاناں میں
راز ایسے اٹھائے ہیں دل نے
چاند تارے بھی ساتھ روتے ہیں

دل میں دل ملائے ہیں دل نے
اب میری زندگی بھی تھوڑی ہے
دریا صحرا دکھائے ہیں دل ہے
اب حرم بھی مجھے پکارتا ہے
داغ الفت سجائے ہیں دل نے
حاضری سب کی ہوگئی ہے منیر
اشک جو بھی بہائے ہیں دل نے

کلام

میں تیرا گناہگار ہوں میخانہ کھول دے
میں مست بے قرار ہوں پیمانہ کھول دے
ہم سے فراق یار اٹھایا نہیں جاتا
ہم بے کسوں کے واسطے میخانہ کھول دے
اے پردہ نشیں آگیا ہے مبتلائے غم
آ بہر تماشہ سر مستانہ پھوڑ دے
جنت کو چھوڑ آیا ہے بیمار محبت
ساقی شراب خانے کا دروازہ کھول دے
اس شور عشق سے در دیوار گر پڑے
چل اٹھ گل بیمار یہ کاشانہ چھوڑ دے
میں صوفی و واعظ نہیں بدنام رند ہوں

مجھ کو شراب عاشقی جانانہ اور دے
اب آشیاں سے اٹھنے لگا شور اناالحق
کچھ تو منیر راز عاشقانہ کھول دے

کلام

دل پیر مُغاں بچھڑا ہوا ہے
جمال یار میں اترا ہوا ہے
میں تیری بے رخی کے صدقے جاناں
دل حسرت زدہ بگڑا ہوا ہے
دل بیمار ہے نقاب گل میں
یہ زلف یار میں الجھا ہوا ہے
لب جاناں لب دل سے ملے تھے
چراغ چشم تر اجڑا ہوا ہے
دل دربان ہے کچھ کچھ خفا سا
خمار درد سے بچھڑا ہوا ہے
ہمارا دل مزار بے کسی ہے
متاع درد دل بکھرا پڑا ہے
جنازہ ہے تیرے بیمار غم کا
چلے آؤ کہ دم نکلا ہوا ہے
تسلی خوب کی ہے ہم نے جاناں

چلے آؤ کہ دم نکلا ہوا ہے
منیر زار اب بھی منتظر ہے
چلے آؤ کہ دم نکلا ہوا ہے

کلام

بزم رنداں پہ ستم ڈھارہا ہوں
میں محبت کی سزا پارہا ہوں
لے چلو ساتھ مجھے میکدے میں
میں یہاں جشن غم منارہا ہوں
جب سے آیا ہوں دار فانی میں
دل میری جان بس رلا رہا ہوں
حرم پاک رو رہا ہے مجھے
بت کدے سے فغاں اٹھا رہا ہوں
کوئی دیوانہ بے خبر نہ ملا
کوچہ عشق ہوں میں جارہا ہوں
رات بھر جاگتا رہا ہے قمر
آخری پہر میں سلا رہا ہوں
کوئے قاتل میں حشر برپا ہے
لاش اپنی بھی میں اٹھا رہا ہوں
کتنا ظالم ہوں غم جاناں میں

چاند تاروں کو بھی رلا رہا ہوں
لوگ اس پر بھی خفا ہیں حضرت
کتنی خاموشی سے میں جا رہا ہوں
میں منیر حزیں کی تربت پر
شراب اور پھول لیے جا رہا ہوں

شیخ محمد بن حسین بغدادی سے اقتباس

اک اللہ والی کو خواب میں دیکھا
جنتی لباس پہنے جنت میں ہے
چہرہ اس کا آفتاب و ماہتاب سے زیادہ روشن
سر پر تاج مرصع موتی
جواہرات پہنے ہوئے ہیں
عنبر و مشک کی خوشبو اس سے آتی ہے
زعفرانی رنگ کا تخت ہے
سندس اور استبرق کا فرش بچھا ہے
سرخ یاقوت کی پاؤں میں جوتی
میں نے پوچھا کس عمل نے تجھ کو
اس مرتبہ پر پہنچایا
کہنے لگی فقیروں مسکینوں کی محبت
کثرت استغفار
اور مسلمانوں کی راہ سے

ان کو ایزا دینے والی چیزیں دور کرنے سے
مرتبہ یہ ملا ہے مجھ کو

کلام

امیر المومنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خون دل بہا کو جلایا نہ کیجئے
آتے ہیں آ کے پھر کہیں جایا نہ کیجئے
تیر نظر ہی کافی ہے شکار کے لیے
رخ سے حجاب اپنے اٹھایا نہ کیجئے
تیغ فراق ہم پہ چلاتے ہیں کس لیے
خستہ جگر کی خاک اڑایا نہ کیجئے
یہ بے رخی ہماری جان لے کے رہے گی
ہم کو پل صراط پہ لایا نہ کیجئے
مستوں کی میرے مال غنیمت پہ نظر ہے
آپ ہر کسی سے آنکھ ملایا نہ کیجئے
پہنچے نہ آفتاب پیچھے پیچھے آپ کے
چھپ کر اندھیری رات میں آیا نہ کیجئے
کب تک منیر زار پئے خون جگر کا
اب صبر کے چراغ جلایا نہ کیجئے

کلام

میرے بندے میرے احسان کیا کیا ہیں تو کیا جانے
نہ کہہ یہ بات کہ ہم نے تجھے برباد کر ڈالا
ادب محبوب کا تجھ کو سکھایا عشق والوں سے
تجھے دے دے کے زخم مستوں نے بیدار کر ڈالا
ابھی تو ابتدائے عشق ہے منزل بڑی آگے
کیا یہ کم ہے تجھے اس درد نے دستار کر ڈالا
کئی بت تھے تیرے دل خانۂ ویراں میں مسند پر
سو ہم نے نقش رکھا اپنا باقی سب مٹا ڈالا
محبت ہم نے بخشی تجھ کو صدقے میں محمدؐ کے
تجھے ہم نے علیؓ کے باغ میں آباد کر ڈالا
وہی دو نور والا نقش پاء کچھ یاد ہے تجھ کو
شکر کر کیا تھا تو ہم نے تجھے سردار کر ڈالا

کلام

شمع جلتی رہی کاشانہ آہیں بھرتا رہا
خون دل قطرہ قطرہ آنکھ سے ٹپکتا رہا
کیا امامت ہے تیری روئے یار کیا کہنے
تیرا پروانہ راکھ ہو کے بھی تڑپتا رہا

تیری خوشبو نہ گئی مبتلائے غم سے شہا
حالت نزع میں بھی نام تیرا جپتا رہا
قافلے روز ٹھہرتے رہے گزرتے رہے
چراغ بے کسی ویرانے میں سسکتا رہا
پلٹ کے دیکھا تو ہر زخم نیا بھول گیا
کتاب ماضی کے اوراق میں پلٹتا رہا
در حبیب جب پہنچے تو سمجھ میں آیا
ملکوں ملکوں میں کھوٹہ سکہ کیسے چلتا رہا
چاند بھی ڈھلتا رہا تارے بھی بچھڑنے لگے
شب گذرتی رہی منیر دم نکلتا رہا

کلام

بے رخی نے دل بیمار کو خونخوار کیا
کس ادا سے یہ تو نے موت کا سامان کیا
ہوش رخصت ہوا موت میری واقع ہوئی
تیر نازک نے میری جاں کلیجہ پھاڑ دیا
پوچھتے ہو گزارا کیسے کہاں زندگی کو
سانس پڑتے ہی گلا کاٹا مجھے مار دیا
چشم گریہ نے عجب جال بچھا رکھے ہیں
میرے خیمے کو غم عشق نے اکھاڑ دیا

آج روایا گل بیمار اپنی تربت پر
جس کو آتش کدے نے چشم تر سلام دیا
دل بھی اپنے ہی پتھروں سے سنگسار ہوا
آنکھ پر سرخ آنسوؤں نے کفن ڈال دیا
چل منیر حزیں محبوب کے دروازے پر
جس نے بیمار کو اندھے کنویں میں ڈال دیا

کلام

دل فالج زدہ ہے محو روئے جاناں میں
کسی بھی شے کا میری جاں گماں نہیں ہوتا
یہ نوری قیدی ٹپکتے ہیں میرے چہرے پر
ہماری آنکھ سے آنسو فغاں نہیں ہوتا
کہاں ڈھلا ہے دن طلوع ہوا کہاں سورج
گداگروں کا کہیں آشیاں نہیں ہوتا
عطا سے ہے جسے چاہے وہ بخشے دیدہ وری
یہ راز دلبری سب پر عیاں نہیں ہوتا

کلام

جان سے اپنی میری جاں گزر جاؤں گا
تیرے بغیر میری جان میں مرجاؤں گا

میرے محبوب اپنی جان کی قسم لے لے
تیرے بغیر میری جان میں مرجاؤں گا
تیرے چہرے کی یاد میں چراغ الفت کے
میرے محبوب میں شام و سحر جلاؤں گا
دیکھ لے غم نے تیرے کردیا غارت مجھ کو
اب نہ رخ پھیر میری جان کدھر جاؤں گا
دوست کو دوست نے بھلادیا ہائے حسرت
میں اپنی موت کا تنہا جشن مناؤں گا
آج دل رو رہا ہے خون کے آنسو حضرت
یاد میں ان کی آج خون جگر کھاؤں گا
اے صبائے کوئے جانانہ دے خبر انکو
دل گرفتہ ہوں آنسو کہتے ہیں مرجاؤں گا
اپنی پلکیں تیرے قدموں میں بچھا آیا تھا
اب منیر حزیں خون جگر بچھاؤں گا

کلام

تیغ ادا سے دل کے ٹکڑے کر کے چل دیئے
پھر سے فراق کے سپرد کر کے چل دیئے
جب آئی میری باری تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے
آنکھوں کو میری آنسوؤں سے بھر کے چل دیئے
سب کی سنی نہ پوچھا میرا حال مہ کشوں
بس اتنا کہا صبر کرو کہہ کے چل دیئے

سوچا تھا آج آخری دن ہے میرا یہاں
امید کے گلوں کو راکھ کرکے چل دیئے

کلام

اپنے ہونے کا میں بھی فائدہ اٹھاتا ہوں
دیکھ کر بے بسی اپنی میں مسکراتا رہا
میں تنکا تنکا ہو کے جل گیا ویرانے میں
وہ میری راکھ بزم یاراں میں اڑاتا رہا
مجھے بھی کہتا رہا حافظ و حفیظ ہوں میں
وہ میرے قتل کی تدبیریں بھی بتاتا رہا
مجھے دوا کی طرح گھوٹ کر رکھا اس نے
وہ ہر شکار کو جڑوں سمیت لاتا رہا
دوستوں نے بھی کیا کام اپنے حصے کا
دشمنوں سے بھی میں زخم جگر چھپاتا رہا
یہ عجب ہے گل بیمار کے فسانے میں
بعد مرنے کے اپنے خواب میں بھی آتا رہا
کیا تعجب ہے میری قبر سرخی مائل ہے
خون دل جب تلک زندہ رہا بہاتا رہا
میں کفن پوش بنام منیر تربت میں
آنے والوں کو جانے والوں کو رلاتا رہا

کلام

بات اب حشر تک جا پہنچی ہے
چھوڑ دو زخم نے نہیں بھرنا
جو کہا جس نے کہا خدا جانے
ہمیں کسی سے بھی نہیں جھگڑنا
جگنوؤں آؤ آشیانے میں
اب اس چراغ نے نہیں جلنا
جواب مل گئے ہیں مہ کشوں
اب کسی سے بھی نہیں ملنا
ہمارا ساتھ بس یہیں تک تھا
سفر تمام ہوا اب نہیں چلنا
ہماری زندگی یہیں تک ہے
اب کسی کے لیے نہیں رکنا
قبر تک آئے گی یہ رسوائی
دربان کہیں گے اب نہیں اٹھنا
جلتے رہنا پیا کی یاد میں
ذکر قلب قبر میں نہیں بجھنا
منیر کا حال دیکھو مہ کشوں
عشق کے چکر میں نہیں پڑنا

کلام

یاالٰہیٰ بھردے کاسہ اب گل بیمار کا
مشتاق ہے یہ غم کا مارا اب تیرے دیدار کا
ہے تجھے تیری قسم تیرے عزت و جلال کی
پورا ہو شوق شہادت اس دل بیمار کا
بے حجابانہ اب آجا چشم دل ہے منتظر
دے میرے قلب و جگر کو داغ اپنے پیار کا
میں ایک خستہ فقیر عاشق میں ایک عاصی حقیر عاجز
میں شوق مستیٔ سوز عارف سوکھا تنکا مزار کا
ہوچکا بیزار اب تو دار فانی سے منیر
کھول دے اب اس پہ دروازہ رخ انوار کا

کلام

دے فراست دانائی شب بیداروں کو مولیٰ
دے رشک مسیحائی غم گساروں کو مولیٰ
یہ دین عطا کردے دین داروں کو مولیٰ
دنیا ملے دنیا کے طلبگاروں کو مولیٰ
دے تخت بادشاھی تاجداروں کو مولیٰ
دے بنگلے محلات مالداروں کو مولیٰ

دے مرتبے مقام جانثاروں کو مولٰی
دے شہرت بیدار شہسواروں کو مولٰی
دے رزق بے حساب عیالداروں کو مولٰی
دوائے درد دل ملے بیماروں کو مولٰی
تیرا منیر تجھ سے تجھے چاہتا ہے بس
جنت ملے جنت کے طلبگاروں کو مولٰی

کلام

علیؑ کی بو ہمارے سر چڑھی ہے
میں شیخ میکدے کو جارہا ہوں
قرار دل نہیں ہے درسگاہ میں
میں ناصح غم کدے کو جا رہا ہوں
بہت بیزار ہوں میں دو جہاں سے
میں مستوں دل کدے میں جارہا ہوں
منیر کیا بلا ہے کس نے دیکھی
میں کیا ہوں کیوں منایا جارہا ہوں

ـــــــ

میں نے کہا اے دوست عجب درد ہے ایک
پریشان حالت ہے صبر کے کنویں میں پانی
خشک ہو چکا ہے تو اس نے کہا عشق کا راستہ

بہت خطرناک ہے اس میں ہزاروں جانیں جل گئی ہیں
میں نے کہا اے دوست یہ دنیا کے مال و دولت
تیرے کوچے کی خاک کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں
تو اس نے کہا تو ذہین اور سمجھ دار ہے
میں نے کہا اے دوست تیرے عشق کا غم جو مجھے حاصل
ہے وہ مرتبے اور مال سے کہیں بہتر ہے تو اس نے
کہا یہ ہر کوئی نہیں جانتا

کلام

گئے وہ چھوڑ کے کاشانہ ان کی بو نہ گئی
اشک امید عجب ہے کہ جستجو نہ گئی
میں بھی حیران ہوا وہ بھی پریشان ہوئے
راکھ ہوکر بھی مجھ سے یار کی خوشبو نہ گئی
عمر بھر قید رہا ہجر محبت میں چراغ
پھر بھی شعلہ مزاجی ہائے شعلہ رو نہ گئی
منیر بے شکروں کو کیا آئے عبادت میں سرور
وہ صبر ہی نہیں ہے جس سے ہائے ہو نہ گئی

کلام

عاشق زار کی بھی سن لیجئے
خون دل اپنا کیوں بہاتا ہے
عشق سر پر چڑھا ہے جس دن سے
رات بھر وہ مجھے رلاتا ہے
دانہ دیتا ہے بے قراری کا
بال و پر کاٹ کے اڑاتا ہے
راکھ پر بھی گرفت رکھتا ہے
کچھ اڑاتا ہے کچھ بہاتا ہے
کوئی جواب کسی خط کا نہیں
نہ بلاتا ہے نہ خود آتا ہے
ایک ہم ہی نہیں منیر یہاں
جو بھی آتا ہے سزا پاتا ہے

اے گل بیمار یہ شہرت تجھے یاد الٰہی سے غافل کر دے گی میں
ڈرتا ہوں کہ کہیں تیرے عیب دنیا والوں پر ظاہر نہ ہو جائیں
اس لیے کہ دنیا تیری خوبیوں سے واقف ہونے کے باوجود تیرے
عیبوں پر نظر رکھتی ہے جس طرح چاند جب مکمل روشن ہو جاتا
ہے تو اس کا داغ دیکھنے والوں پر عیاں ہو جاتا ہے میں نہیں

چاہتا کہ تیری مشکلات میں اضافہ ہو اور تو طرح طرح کی تکالیف
میں مبتلا کیا جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ توں برسوں کی ریاضت
کو ضائع کر دے اور راستے میں ہی بھٹک جائے۔
اے گل بیمار جو نعمتیں تجھے ملی ہیں وہ محبوب ﷺ کا صدقہ ہے
پیارے نبیؐ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے بغیر تو کچھ بھی نہیں
ہے۔
اے گل بیمار تُو اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر نہیں کرتا اور
تُو کہتا ہے میں اللہ کے شکر گزار بندوں میں سے ہوں تُو اللہ
کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا اور تُو کہتا ہے میں
اہل ذکر والوں میں سے ہوں تُو اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا
ذکر نہیں کرتا اور تُو کہتا ہے کہ محبوب تجھ سے محبت کرتا
ہے۔
اے گل بیمار دنیا کی محبت دین کے دروازے بند کر دیتی ہے
دین و دنیا ایک کشتی میں سوار نہیں ہو سکتے۔

اے گل بیمار تجھے تیرا حصہ مل جاتا ہے اسی پر قناعت کر
حرص اور لالچ ایک ایسی بلا ہے جو خشوع و خضوع کو کھا جاتی
ہے ایسے شخص کو حضور قلب کا ایک سجدہ بھی نصیب نہیں ہوتا
بغض نفاق حسد جہالت سے آراستہ بری ناپاکی ہے۔
اے گل بیمار جسے آگے جانا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے کمال
کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دے خود کو چھپا کر کر رکھے عاجزی

وانکساری اختیار کر کے اور شہرت سے خود کو دور رکھے۔

اے گل بیمار کمال تو محبوب کی خوشبو ہے فراق ہو یا وصال ہو
فنا میں ہو یا بقا میں ہو زندگی رہے یا نہ رہے اگر تجھ میں
محبوب کی خوشبو ہے تو وہ ظاہر ہو کر رہے گی خود کو چھپایا
جا سکتا ہے لیکن محبوب ﷺ کی خوشبو کو خود محبوب ﷺ بھی نہیں چھپا سکتا۔

اے گل بیمار ظاہر و باطن ایک ہی پیالے میں دو مختلف مشروب
ہیں جمع بھی ہو جاتے ہیں یکجان بھی ہو جاتے ہیں لیکن تجھے اختیار
نہیں کہ ان کے جمع ہونے کے بعد جو کیفیت تجھ پر ظاہر ہو وہ بیان
کی جائے۔

اے گل بیمار عاجزی تو زمین کی مانند ہے جسے سب کچھ قبول
ہے یہ ہر آنے اور جانے والوں کا خیر مقدم کرتی ہے ہر کسی کے
عیبوں پر پردہ ڈالتی ہے۔

اے گل بیمار بات روشنی کی حد تک نہیں بات بہت آگے
تک کی ہے اس روشنی میں نہ کھو جانا لیکن ذہن میں
یہ ضرور رکھنا کہ یہ وہیں سے آ رہی ہے یہ اسی کی عطا کردہ
ہے جب تم اس روشنی کے پار جاؤ گے تو تم پر ساری حقیقتیں
کھل جائیں گی سب راز منکشف ہو جائیں گے۔

اے گل بیمار اگر ہمارا محبوب ﷺ ہماری اانکھوں میں خنجر گھونپ دے
پھر بھی ہم اپنے محبوب ﷺ کو راضی کرنے کی کوشش میں لگے رہیں گے
ہم اپنے جسم و جان کو جلا کر راکھ کر دیں گے اور اللہ اکبر کی صداؤں
سے زمین و آسمان کو ہلا کر رکھ دیں گے۔

اے گل بیمار امیر میخانہ کو محبوب ﷺ نے شرف بخشا ہے میخانے
کی خماری امیر میخانہ کو عطا ہونے والی محبوب ﷺ کی خوشبو کی
وجہ سے ہے اگر کوئی مست امیر میخانہ کو اپنے جیسا سمجھنے لگے
تو اس پر فیض کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔
اے گل بیمار امیر میخانہ گل بیمار کا یہی کہنا ہے جو نبی پاک ﷺ
حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کو اپنے جیسا بشر
سمجھتا ہے وہ کتّے سے بھی بدتر ہے۔

اے گل بیمار جو اللہ پاک کے بنائے ہوئے قانون کے مخالف
قانون بنائے بھلا ایسی جرأت کون کر سکتا ہے جو قرآن پاک
کی حرام کردہ چیزوں کو خود پر حلال کرلے بھلا ایسی جرأت کون کر سکتا ہے
اگر کوئی ایسی جرات کرے تو اس کا اللہ اور قرآن پر کوئی ایمان نہیں ہے۔

اے گل بیمار جو کوئی بھی کسی صحابیٔ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین
پر العیاذ باللہ لعن طعن کرے یا عیب جوئی کرے اس ملعون سے

خود کو بچا ایسے بھاگ جیسے جہنم کی آگ سے بھاگتا ہے۔
اے گل بیمار دنیا و مافیہا کی کوئی شے تجھے محبوب سے نہیں
ملا سکتی جب تک تو محبوب کے محبوب کی اطاعت میں فنا
نہ ہو جائے۔

اے گل بیمار نیازمندی کے ساتھ سجدہ ریز ہو جا رحمت کے دروازے
کھل جائیں گے عاجزی عین الیقین کا سرمہ ہے عاجزی چشم یقین
کی بینائی ہے فیض کی ایک ایسی شمع ہے جو تمام عالم کو مسخر کیئے ہوئے ہے
سجدہ یہی بتاتا ہے۔

اے گل بیمار وہ وقت بھی قریب ہے جب یہ دنیا کا تماشہ
تیری نظروں سے اوجھل ہو جائے گا پھر تو کہے گا یہ تو خواب تھا
اے گل بیمار محبوب سے محبوب ﷺ کی محبت مانگ غیر کی آرزو
مت کر اے بے خبر محبوب ﷺ کی محبت سے بڑھ کر اس جہاں میں کچھ بھی
نہیں ہے۔
اے گل بیمار امیر ہوں یا غریب ہوں جب حرام کھانے لگ
جائیں تو بے رحم ہو جاتے ہیں ان کے دل اتنے سخت ہو جاتے ہیں
کہ یہ اپنے مکر و فریب کو بھی نیکی سمجھنے لگتے ہیں۔

اے گل بیمار اگر تو شہرت کا طالب ہے تو ہم مستوں کے
میخانے میں تجھ سے بڑا العنتی شخص کوئی بھی نہیں ہے ہم

ایسے ریاکاروں کی صحبت سے بے زار ہیں۔
اے گل بیمار کیا تو جانتا ہے عیب جوئی کرنے والے شخص کی
پہچان کیا ہے تو سن لے وہ شخص جو اپنی تعریف سن کر خوش ہوتا ہے اور اپنی
خوشامد کرنے والوں کو اپنا دوست سمجھتا ہے۔

اے گل بیمار وہ لوگ جو محبوب کا قرب حاصل کرنے کی جستجو
میں لگے رہتے ہیں عاشق ان کے لیے جلیل کی نعمت کی طرح ہے
رحیم کی رحمت کی طرح ہے اور وہ لوگ جنہیں محبوب ﷺ کا قرب
حاصل کرنے کی جستجو ہی نہیں تو عاشق ان کے لیے دودھ میں گری
ہوئی مکھی کی طرح ہے جسے یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔

اے گل بیمار تمام جہاں والوں کے لیے رحمت آچکی ہے کیا یہ بات
تیری سمجھ میں نہیں آتی جب دیکھنے والا آ گیا ہے تو دیکھنے والے
کی گواہی کے آگے سننے والوں کی گواہی کی کیا ضرورت ہے۔

اے گل بیمار ہر وقت کا رونا اچھا نہیں ہے کیا تو نہیں جانتا
صاحب فضیلت لوگ غم سے تھوڑی دیر کے لیے بھی رہائی نہیں پاتے۔
اے گل بیمار محبوب کے غم سے بڑی کوئی خلافت نہیں نہ ولایت
ہوتی ہے جسے محبوب کا غم لاحق ہوا سے خود بھی نہیں پتہ ہوتا
کہ وہ کس مقام پر ہے۔

اے میرے محبوب ﷺ جب سے میں نے تیرے قدموں پر اپنا سر رکھا ہے ملک خطا کے بادشاہ میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں لیکن اب وہ میرے سر کی قیمت ادا نہیں کر سکتے۔

اے میرے پاک پروردگار میرے لیے یہی کافی ہے کہ تو میرا مالک ہے مجھے اسی پر شکر گزاری کی توفیق عطا فرما۔

اے دانشوروں کے باغ کی بلبل قلندروں کی طوطی کے آگے زبان نہ چلا کیوں کہ سرخ مرچ کھانے سے ان کے آنسو نہیں نکلتے اور تیری چیخیں بند نہیں ہوتی۔

اے محبوب ﷺ کے دروازے کے کتے ہم رندوں کے کوچے کو اپنی گزرگاہ بنالے تو دیکھے گا کہ تیری قدم بوسی کے لیے میں سب سے پہلے پیش قدمی کرنے والوں میں سے ہوں گا اور تیری بلبل جیسی آواز سن کر جھومنے پر مجبور ہو جاؤں گا۔

یہ کون ہیں جو بیمار کا حال پوچھ رہے ہیں عجب حال ہے میں محبوب کے تلوؤں پر مصلیٰ بچھا رہا ہوں گریہ وزاری کر رہا ہوں۔ عجب ہے ہماری روح کا پرندہ جو عشق و مستی کے پرودگار کے طواف میں ہے ہم اپنے محبوب ﷺ کے قدموں پر اپنا سر رکھے ہوئے ہیں عجب ہے ہماری روح کا پرندہ جو عشق و مستی کے

پروردگار کی محبت میں دانے اور پانی سے بے نیاز ہو چکا
ہے۔
تو نے تو محبوب ﷺ پر اپنی جاں فدا ہی نہیں کی پھر کیونکر
تو اپنے آپ کو محبوب ﷺ کے غلاموں میں شمار کرتا ہے۔

اے محبوب ﷺ کے دروازے پر بیٹھنے والے کتّے یہ تیرا ناز و ادا کے
ساتھ چلنا تجھے زیب دیتا ہے اگر تو کبھی جنگل کا رخ کر لے
تو جنگل کے کسی شیر میں یہ جرأت نہیں کہ وہ تیرے مقابلے پر
آئے اور خونخوار چیتے جب تیرے آنے کی خبر سنیں گے تو
ان کے پسینے چھوٹ جائیں گے۔

اے میرے محبوب ﷺ آ جا دونوں عالم سے روٹھے ہوئے اپنے شہید
پر نظر کر اور اپنے قدموں کا ایک بوسہ عطا کر دے دیکھ میری
آنکھوں کے سرخ ڈورے آج تاریکی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

اے میرے محبوب ﷺ اس کے سوا اس میری کوئی آرزو نہیں ہے کہ جب
حشر اٹھے تو میں تیرے کوچے کی خاک کو اپنے سر پر ڈال کر
نکلوں کیونکہ میں نے اپنی تمام عمر گناہوں میں برباد کر دی ہے
اور میرے پاس آخرت کا کوئی توشہ نہیں ہے۔

ــــــــ

میرا دوست یوسف کہتا ہے منیر غمزدہ دل کو اور غمگین
نہ کر اگر یہاں پر تیری کوئی قدر نہیں کرتا تو اس میں عجب
کیا ہے کیونکہ گلقند کا سواد گدھا کیا جانے۔
لوگ ٹھیک ہی کہتے ہیں میں حُسن عمل سے دھتکارا گیا ہوں
اسی لیے میں گناہوں سے بھری ہوئی زندگی گزار رہا ہوں۔

علیؑ ہمارا آقا ہے ہم علیؑ کے غلام ہیں
ہم علیؑ کے پیچھے پیچھے ان کے نقش پاءکو برسوں سے بوسہ
دیتے آرہے ہیں لیکن علیؑ ہم پر ذرا
سا بھی رحم نہیں کرتا۔
علیؑ ہمارا آقا ہے ہم علیؑ کے غلام ہیں
علیؑ کی تیغ نگاہ نے ہم پر طرح طرح سے ظلم وستم کیا ہے
ہماری روح زخمی ہو چکی ہے ہمارا دل بس
ہمیں بددعائیں ہی دیتا رہتا ہے
علیؑ ہمارا آقا ہے ہم علیؑ کے غلام ہیں
علیؑ کی مسکراہٹوں نے ہمیں خونخوار قسائیوں کے حوالے کر دیا ہے۔
جو ہمارا خون بہانے سے باز نہیں آتے
علیؑ تو اب ہماری طرف آنکھ اٹھا کے بھی نہیں دیکھتا
علیؑ ہمارا آقا ہے ہم علیؑ کے غلام ہیں
علیؑ کے اشکوں کی قسم جو ہماری آنکھوں سے مسلسل بہہ رہے ہیں۔
ہمیں جہنم کی آگ میں جھونک دیا ہے

اور جہنم کے دربان ہم پر ذرا سا بھی رحم نہیں کھاتے
علیؑ ہمارا آقا ہے ہم علیؑ کے غلام ہیں
علیؑ کی خاموشی نے ہمارے صبر و تحمل کو رخصت کر دیا ہے
اے گل بیمار ہم اپنے کپڑے پھاڑ کر
علیؑ کے کوچے کا رخ بھی نہیں کر سکتے۔
علیؑ ہمارا آقا ہے ہم علیؑ کے غلام ہیں۔
علیؑ کے کوچے کے مست ہم بدکاروں کو قبول نہیں کرتے وہ بھی
ہمارے لیے ملامت کے پتھروں کو اٹھائے ہوئے ہیں ہمیں تو
ان ملامت کے پتھروں کو چومنے کی بھی اجازت نہیں
ہے اگر دونوں جہانوں میں علیؑ کے قدموں کا ایک بوسہ ہمیں ملے
تو ہم دونوں جہان عوض میں دے دیں
علیؑ ہمارا آقا ہے ہم علیؑ کے غلام ہیں
ہم علیؑ کے باغ کی بلبلوں کے قدم چومتے ہیں علیؑ کی بلبلیں
کہتی ہیں کہ شاید تو علیؑ کا دیوانہ ہے
علیؑ ہمارا آقا ہے ہم علیؑ کے غلام ہیں
ہم علیؑ کے دروازے پر دروازے پر بیٹھے ہیں کہ علیؑ ہمیں اپنا
غم عطا کرے تو ہمارے سر پر تجرید کا حلقہ سجایا جائے
علیؑ ہمارا آقا ہے ہم علیؑ کے غلام ہیں
ہمیں سبحانہ وتعالیٰ کا ہر فیصلہ قبول ہے ہم تحقیق سے آزاد
ہو چکے ہیں ہم نے خود کو تسلیم کے سپرد کر دیا ہے
ہم دنیا کے ہر غم سے آزاد ہو چکے ہیں۔

کلام

کلام مرشد جاں

یہ ہے یاد رب العٰلمین تجھے درد دل کی دعا لگے
جو دیار خیر الانام ہیں اسی چشم تر کی دعا لگے
میری نیکیاں سب تیری ہیں تیرے سب گناہ میرے سر پڑیں
سر حشر عدل کرے خدا تو تیری سزا مجھے آ لگے
میرے پاس مال و زر نہیں میں غبار کوئے یار ہوں
مجھے پشت پر جو دیا گیا اسی نقش پاء کی دعا لگے
یہ تیری نظر کا قصور تھا تیرے حسن کی تھی تباہیاں
ہے یہی دعا میری روز و شب تجھے دل جلوں کی دعا لگے
میں فدا ہوا تو جدا ہوا یونہی عمر میں نے گزار دی
وہ دعا میں کہتے تھے اے خدا اسی لمبی کوئی سزا لگے
ہے منیر بستر مرگ پر کہے کون جا کے منیر سے
انجام عشق کا دیکھیئے نہ دوا لگے نہ دعا لگے

کلام

ایسی لگی ہے آنکھ دل کی چشم یار میں
بے سدھ پڑا ہوا ہے مست کوئے یار میں
کیا کہیے میری جان اس انداز کرم کے
خنجر برس رہے ہیں دل بے قرار میں
یہ واعظ شہر کے بس کی بات نہیں ہے
سولی پہ چڑھ گئے ہیں کئی رند پیار میں
پردے میں چھپ گئے ہیں دو عالم میرے معشوق
بس تو ہی رہ گیا ہے چشم اشکبار میں
اے شہسوار راہ عشق بات سن میری
وہ جیت میں کہاں ہے جو ملتا ہے ہار میں
آئے تھے ہم سکوں دل و جان کے واسطے
مستوں نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں مزار میں
وہ خانقاہ میں ہے نہ میخانے میں منیر
جو نقش رکھ چلا ہوں میں گرد و غبار میں

کلام

نکالا ہم کو بزم دوستاں سے شرم عصیاں نے
دل ویرانہ میں ہم نے مکاں اپنا بنایا ہے

کسی کے سر میں کیوں الزام دوں اپنی تباہی کا
ہمارے ہی گناہوں نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے
ہمارا سایہ جس پر بھی پڑے برباد ہوجائے
یہی کہتا پھرے ظالم نے بڑا ظلم ڈھایا ہے۔

ـــــــ

وہ ایک چڑیا ہے شاہین نہیں مستانوں
جو پروں کو سر طوفاں دراز کرتا نہیں
چشم بیمار کا احساس آپ کیا جانیں
درد جب تک دل ویرانہ میں اترتا نہیں
اس دم خاص و عام پر حکم لگانا کیا
جو دم منیر حزیں جان سے نکلتا نہیں

کلام

باغ جنت کے عوض خاک درجاناں بھی نہ دوں
وہ جو کھایا ہوا کیڑوں نے ہو دانہ بھی نہ دوں
میں کروں پیار کے دانے پہ سوجانیں قرباں
کسی پنچھی کو میں اس شہر میں آنے بھی نہ دوں
بس چلے میرا تو سب کو کروں فراق کا گھر
میں کسی اشک کو بوئے غم جاناں بھی نہ دوں
میں کسی آنکھ کو نہ دیکھنے دوں روئے حبیب ﷺ
میں کسی دل کو ان کی یاد میں آنے بھی نہ دوں

جگر کا خون بچھادوں میں کوئے جاناں میں
کسی کو رہگذر پہ پلکیں بچھانے بھی نہ دوں
نظر ان کی جہاں جہاں اٹھے بس مجھ پہ پڑے
کسی کو تیر نظر کا مزہ پانے بھی نہ دوں
میں تڑپتا رہوں ہر وقت سوز الفت میں
کسی کو زخم محبت میں اٹھانے بھی نہ دوں
جو کرے آرزوئے وصل وہ جان سے جائے
میں قتل کرکے اس کی لاش دفنانے بھی نہ دوں
میں روئے یار تیری یاد میں جلاؤں چراغ
گل بیمار کو میں راکھ اٹھانے بھی نہ دوں
منیر زار میں ہر دم طواف یار کروں
کسی کو اپنا یہ انداز اپنانے بھی نہ دوں

ـــــــ

ایک دن ہزار سال عاشق کا
ایک رات پوری زندگی پہ محیط
ایک چہرے پہ لاکھوں تحریریں
ایک آنسو کے کروڑوں قاصد
سب یہاں پر بیاں نہیں ہوتا
صبر اک بے مثال نسبت ہے
ناشکروں کا اس میں گزر نہیں ہوتا

ـــــــ

دل مسکراتا ہے آنکھیں روتی ہیں
عجب ہے حال دل بسمل کا
آج کچھ سنائی دکھائی نہیں دیتا
جسے میں سو رہا ہوں تربت میں
نہ رہا جلال کچھ پیمانوں میں
سوکھ چکے ہیں لب فرقت میں

کلام

جو دل درویش نے لکھا ہے رات سجدے میں
وہ اک کلام اسے روبرو سنائیں گے
مرشد جاں میری خاموشی غضب ڈھائے گی
ہم سر حشر اسکے داغ دل دکھائیں گے

پھر اس کے بعد ملاقات ہو نہیں سکتی
جو ہم گئے تو صاحب لوٹ کر نہ آئیں گے
جو آج ہیں گل بیمار کل نہیں ہوں گے
دوست دشمن جناب سب ہی بچھڑ جائیں گے

نیکو کاروں کو نوید سحر مبارک ہو
ہم گناہ گار شب گریہ میں مرجائیں گے

یہ بھی غم ہے جو ہمیں قبر میں رلائے گا
ہمارے بعد وہ کس کو یہاں ستائیں گے

ایک دن لاش بہے گی ہماری دریا میں
منیر دیکھنا ہم جان سے گزر جائیں گے

وجود ایک ہے کہے گل بیمار
روح ایک ہے کہے گل بیمار
عشق سارے کا سارا بھید ہے
عشق سارے کا سارا بھید ہے

کلام

مست ہوئے ہم مست ہوئے ہم جمال روئے جانانہ میں
ہوش نہیں ہمیں ہوش نہیں ہم محو ہیں اپنے جاناں میں

یاد نہیں ہمیں یاد نہیں ہم کھو چکے ہیں کیا کاشانہ
قرار ہے کیا بے قراری ہے کیا کیا رونق ہے کیا ویرانہ
کیا گل ہے بلبل جان حزیں کیا شمع ہے کیا پروانہ
کیا درد ہے کیا ہے دوائے دل یہ کیا بلا ہے شفاخانہ

مست ہوئے ہم مست ہوئے ہم جمال روئے جانانہ میں
ہوش نہیں ہمیں ہوش نہیں ہم محو ہیں اپنے جاناں میں

یاد نہیں ہمیں یاد نہیں وہ گذرا زمانہ کیا ہوا
جو گزر گئی ہم نہیں جانتے وہ بھولا فسانہ کیا ہوا
وہ سوختہ دل کی بے بسی دل دکھی کاشانہ کیا ہوا
وہ دیار غیر میں کوچہ کوچہ مجھے ستانا وہ کیا ہوا

مست ہوئے ہم مست ہوئے ہم جمال روئے جانانہ میں
ہوش نہیں ہمیں ہوش نہیں ہم محو ہیں اپنے جاناں میں

یاد نہیں ہمیں یاد نہیں کوئی نیکی نہ کوئی گناہ
نہ کہیں شکایت سوز غم نہ کوئی صدا نہ کہیں فغاں
نہ جستجوئے راحتِ جاں نہ کوئی دعا نہ کوئی دوا
نہ آرزوئے مال و متاع نہ طلب اشک خون بہا

مست ہوئے ہم مست ہوئے ہم جمال روئے جانانہ میں
ہوش نہیں ہمیں ہوش نہیں ہم محو ہیں اپنے جاناں میں

یاد نہیں ہمیں یاد نہیں کیا زندگی تھی کدھر گئی
وہ عجب صدائے عشق تھی جو درد دل میں اتر گئی

کب دل کے پیوند پھٹ گئے کب آنکھ اشکوں سے بھر گئی
کب اتری ساعت وقت نزع کب روح ہماری نکل گئی
مست ہوئے ہم مست ہوئے ہم جمال روئے جانانہ میں
ہوش نہیں ہمیں ہوش نہیں ہم محو ہیں اپنے جاناں میں

کلام

سیاہ چاند تھا کب کا ڈھل گیا ساقی
جہان فانی سے آخر گزر گیا ساقی
متاع درد دل بہادیا ان آنکھوں نے
نہ جانے کون یہاں زخم بھر گیا ساقی
ہمارا صبح کا رونا بھی بے اثر ہی رہا
چراغ امید بھی ہم سے بچھڑ گیا ساقی
ہے صوفیاء بھی مست واعظ شہر بھی مست
خمار عشق میں بس رند جل گیا ساقی
ہاتھ ملتا ہی رہ گیا وہ پیار کا مارا
بہار آتے ہی سب کچھ اجڑ گیا ساقی
چہرہ تر لب گلاب سے نکھرتا ہے
دل برباد یہ فریاد کر گیا ساقی
کسی کا سایہ بھٹکتا ہے دشت و صحرا میں
ہوئی مدت منیر زار مر گیا ساقی

کلام

اک حشر بے کسی ہے دل بے قرار میں
اب دل ہی نہیں میرا میرے اختیار میں
ہر شے ہوئی ہے رخصت میری جان جان دے کر
اب کیا بچا ہے ساقی دل داغدار میں
آ دیکھ مبتلا کو جو بستر سے جا لگا ہے
کیا ہوگیا ہے حال میرا انتظار میں
مرجھا گیا ہے دل بھی زبان گنگ ہوگئی
ہر شب میں رو رہا ہوں دل اشکبار میں
سب چھوڑ کر منیر نجانے کہاں گیا
سنتے ہیں آج میکدہ والوں کے ساز میں

کلام

اٹھ چکا ہے دو جہاں سے دل خمار یار میں
رہ گئی بس یاد تیری مبتلائے یار میں
چومتا جاتا ہے نقش پاء تیرے اے جان جاں
ہوش کھو بیٹھا ہے تیرا مجنوں تیرے پیار میں
داغ حسرت دل کے دل میں رہ گئے کیا کیجئے
ایک آنسو بھی نہ پہنچا ہائے کوئے یار میں

جب اٹھا میرا جنازہ تیغ کھینچی یار نے
کیا شہادت کی تمنا ہے گل بیمار میں
کل گل بیمار اک تڑپا تڑپ کر مرگیا
خون دل آنکھوں سے ٹپکا تھا طواف یار میں
جب حسینؓ ابن علیؓ ہیں غم نہ کر بیمار غم
تو یہاں تنہا نہیں ہے حشر کے میدان میں
اب یہ درد سر ہے اس کو مار ڈالو مہ کشو
کچھ نہیں ہے کچھ نہیں ہے اب منیر زار میں

کلام

جو ہے اپنے عشق میں مبتلا میں اسی کے در کا فقیر ہوں
کہوں کس سے اپنی میں داستاں کہ میں کس کے غم میں شہید ہوں
کہاں چل گیا اڑی راکھ کب جو گئی کہاں سے کہاں تلک
مجھے کچھ خبر نہیں مہ کشوں میں کمان ہوں یا تیر ہوں
اک خواب ہوں بھولا ہوا جو فنا ہوا تیرے پیار میں
مجھے یاد کر میرے چارہ گر میں ہوں قفل یا زنجیر ہوں
کہاں شان احمد مجتبیٰ ﷺ شمس الضحیٰ بدر دجیٰ
کہاں رند شہر ملال کے کہاں وہ خدا کا حبیب ہے
نہ زباں کو جرأت باوضو جو علیؓ علیؓ کہتا پھروں
تیرا نام کیسے لوں بوئے حق لاشئ حقیر فقیر ہوں
میری بہنوں میرا سلام بھی در زہراء پاک پہ دینا تم
کہ میں مستحق ہوں دعاؤں کا میں جہاں میں اشک غریب ہوں

کلام

جانا درِ عثمانؓ پہ تم کہنا چلا دوزخ کو میں
جنت میں مجھ بے نام کی تختی ہے نہ تحریر ہوں
میں درِ حسینؓ پہ جان دوں یہ دعا کرو میرے مہ کشوں
میں ہوں بلبل باغ علیؓ میں گدائے کوئے کریم ہوں
میری سرکشی کی تو حد نہیں میں گناھگار ہوں ناصحوں
کہیں ایسا نہ ہو کہیں علیؓ میں وفا شعاروں کا پیر ہوں
مجھے زخم نے دیا حوصلہ مجھے درد دل نے دعائیں دی
یہ کرم ہے میرے کریم کا میں اسی کے غم میں اسیر ہوں
دل مبتلا نہ سدھر سکا میں منیر کچھ بھی نہ بن سکا
سنا کل یہ ہاتف غیب سے میں شرابیوں کا امیر ہوں

کلام

کل شب گل بیمار ملا دھت پڑا ہوا
دم ٹوٹا ہوا آنکھوں سے جیسے مرا ہوا
مولائے روم نے کہا اے عشق کی بلبل
ہے تیرا علاج تیرے ہی اندر چھپا ہوا
اس درد کی خیرات کا پانا نہیں آساں
ہے خوش نصیب یار کے غم میں جلا ہوا

تو دوائے دل نہ مانگ کسی بھی طبیب سے
یہ زخم عاشقی ہے جو تجھ کو عطا ہوا
کیوں دل دکھا رہا ہے توں سب کا گل بیمار
ہے عاشقوں سے عاشقوں کا دل جڑا ہوا
کیا کم ہے طواف روئے جاناں کی بخششیں
اے مست یار ہی ہے تیرے سر چڑھا ہوا
توں ہے گل بیمار گدائے روئے جاناں
تو خود پہ ناز کر تو نہیں ہے گرا پڑا

کلام

تُو ہے گل بیمار امام میکدہ
سب خانوں کا خان ہے شراب پی
اے میکدے کی شان شعلہ ہائے رو
تو رشک ماہتاب ہے شراب پی
تو شمعٔ میخانہ ہے اے بے خبر
تو بڑا گناہگار ہے شراب پی
چھوڑ دے تو شکوہِ رنج و الم
تو جان جانان ہے شراب پی
تو ازل سے ہے غبار کوئے جانِ جاں
اٹھ موسم بہار ہے شراب پی

تو جنّتی ہے غم نہ کر بیمار غم
تو خاک کوئے یار ہے شراب پی
ہے زھد و تقوی اللہ والوں کا چمن
تو غلام روئے یار ہے شراب پی
لاالہ الا اللہ کے جہان میں
تو عاشق و معشوق ہے شراب پی
یہ عطائے محبوب ﷺ خدا ہے منیر پی
یہ درد کی خیرات ہے شراب پی

کلام

اے ساقئ غم خوار مجھے زیادہ شراب دے
مین ہوں گل بیمار مجھے زیادہ شراب دے
اے دل کے حرم نشیں قرار لوٹ لے میرا
ایمان دیں کی شاخ ہے اس کو گلاب دے
تو چاہتا ہے خون بہے میرا تو بہا دے
میں ہوں تیرا بیمار مجھے زیادہ شراب دے
دے ایک ایک بوند مہ کشوں کو سال میں
میں ہوں تیرا مزار مجھے زیادہ شراب دے
دے دین و دنیا مانگنے والوں کو صبح شام
میں ہوں غبار یار مجھے زیادہ شراب دے

کچھ ہوش دل نہیں ہے ظلم کر یا رحم کر
میں ہوں فدائے یار مجھے زیادہ شراب دے
میں منیر تڑپتا ہوں روز و شب فراق میں
میں ہوں گدائے یار مجھے زیادہ شراب دے

کلام

اہل دنیا کے تماشے کے لیے گل بیمار کا فسانہ نہیں
بندہ عشق میں ازل سے ہوں درد میرا کسی نے جانا نہیں
دو جہانوں میں نظر آتا نہیں بے نشاں ہوں کہیں سماتا نہیں
کیوں پتہ پوچھتے ہیں لوگ میرا جب کہیں بھی میرا کاشانہ نہیں
جاں بلب آہ بدن خاک بسر مبتلائے روئے جاناں ہوں میں
کیسے سمجھیں یہ راز شمع کے جب انہیں راحت ویرانہ نہیں
چہرہ تر ہے اشک پر نازاں صبر سے کہدے صبر کر ناداں
در دنیا میں دوا خانہ نہیں دل دنیا میں شفا خانہ نہیں
مکتب عشق ہے یہ دیدہ وروں مست شمع کی طرح جلتے ہیں
رتجگوں میں گذر گئی ہے عمر نیند آجائے تو اٹھانا نہیں
مسکراتے ہوئے ہم آ نکلے دل کے ٹکڑے اٹھائے ہاتھوں میں
کسی بھی چشم تر نے مقتل میں گل بیمار کو پہچانا نہیں
مجرم عشق ہوں میں بیگانوں میں سند یافتہ گداگر ہوں
قبر میری بنانے والوں سنو یہ میرا آخری ٹھکانہ نہیں
کھوٹا سکہ کہیں نہیں چلتا یہ منیر حزیں شرف ہے تجھے
ان کے میخانہ محبت میں تیرے جیسا کوئی مستانہ نہیں

کلام

باغ کی بلبلوں میں آ رہا ہوں
اس گلستان میں گھر بنا رہا ہوں
مرشد جاں کو خبر ہوگئی ہے
خون میں خون کو ملا رہا ہوں
دل دلدار نہیں جان جانانہ نہیں
تن بے جان سے نبھا رہا ہوں
وہ زمین روز خون مانگتی ہے
میں جہاں تیرا غم منا رہا ہوں
امام ہوں میکدے کا دیدہ وروں
دل جلوں کو یہاں ستا رہا ہوں
وہ جسے کھا کے ہائے ہائے ہو
درد دل کی دوا بنا رہا ہوں
جو جگر چیر دے مہ خواروں کا
حضرت دل کے ناز اٹھا رہا ہوں
خواب دیکھا تھا گذشتہ شب میں
دودھ مستوں کو میں پلا رہا ہوں
آج آیا ہوں اپنے پاس منیر
خود کو خود دیکھیئے منا رہا ہوں

اگرعاشقوں کا خون بہانا جائز ہے تو مجھ جیسے جلے
ہوئے خستہ حال بیمار کی بھی یہی صلاح ہے ہم ایسے
خون کے دریا میں شوق سے ڈوب جائیں گے تو کبھی
ہماری لاش کو سر آب بہتے ہوئے نہیں دیکھے گا اور ہم
ڈوبنے والوں کی مدد بھی نہیں کریں گے

بارش ہورہی ہے سارا عالم خوشی منارہا ہے لوگ گھروں
سے باہر نکل آئے ہیں مور خوشی سے ناچ رہے ہیں
اور میں شاہ عشق کی شہزادی دھاڑیں مار مار کے
رو رہی ہوں یار منیر اگر انہیں میرے دل کی خبر ہو
جائے تو ان کے سینے جل جائیں یہ کیا جانیں کہ یہ میرے
محبوب کے آنسو ہیں اور میرا محبوب مجھے یہی پیغام
دے رہا ہے کہ تو مجھے بھول گئی ہے اور مجھے دیکھ
میں تیری یاد میں کیسے آنسو بہا رہا ہوں

تیرے ظلم وستم کی وجہ سے میرے مسکین دل نے مجھے چھوڑ دیا ہے یہ سب
کچھ تیرے حسن و جمال کی وجہ سے ہوا ہے تیرے لیے ہوئے ایک بوسے
کی وجہ سے میری جان جل گئی ہے اب میں فراق کی اذیت
نہیں اٹھا سکتا کیونکہ میرا تیرے سوا کوئی بھی نہیں ہے

کلام

یہ تیرے درد کی خیرات اک دن رنگ لائے گی
مجھے دیکھے گا جو بھی ان کو تیری یاد آئے گی
جمال یار ہوں خود پر فدا ہوں حسن جانانہ
یہ صورت حشر تک نادانوں میرے ساتھ جائے گی
یہ راز دلبری ہے چھپ نہیں سکتا اسیر غم
ہماری قبر سے بھی جان جاں کی خوشبو آئے گی
قبر میری برابر کرکے ان کی رہگذر کردو
قدم ان کا پڑے گا میری قسمت جاگ جائے گی
یہ بلبل روز روتی ہے فراق یار میں بسمل
گل بیمار چپ ہوجا یہ خون دل بہائے گی
دعادے کر چلا ہوں میکدے میں سارے مستوں کو
دعائے دل ہماری سب کو اک دن کام آئے گی

کلام

نہ میں گوشہ نشیں زاہد نہ صوفی ہوں نہ عابد ہوں
میں دھتکارا ہوا بیکار اک بدنام عاشق ہوں
میں وہ ہوں جس کے پاس کھونے کو کچھ بھی نہیں مرشد
کیئے ہیں ظلم میں نے خود پہ خود اپنا ہی قاتل ہوں
شکر الحمد للہ جو ملا جاناں کی بخشش ہے

پڑا رہنے دو میں طوق ملامت کے ہی قابل ہوں
میں آج اس قدر رویا میری جاں اپنے ہونے پر
تیرے اور میرے بیچ درمیاں میں خود ہی حائل ہوں
میں دنیا میں اندھیری قبر میں حشر کے دن بھی
میں دوزخ میں بھی میری جاں تیری رحمت کا طالب ہوں
میں کوئے یار تیری خاک بوسی کے نہیں لائق
منیر زار میں لاشی حقیر فقیر عاجز ہوں

کلام

وہ کیا شے ہے اتاری جارہی ہے
گل بیمار کو نیند آرہی ہے
دوائے دل وہ دیں ایسا نہیں ہے
اسے پھر کیا دوا دی جارہی ہے
قفس میں اک زمانہ ہوگیا ہے
سزا کو کیا سزا دی جارہی ہے
یہ قدم یار کا بوسہ عجب ہے
وہ جنت روز ہاری جارہی ہے
تیرے بیمار کو اے جان جاناں
اب ہر جا سے صدا دی جارہی ہے
وہ تیرے پیار کا مارا مرا تھا

وہ دولت اب کمائی جارہی ہے
منیر زار بس ہم رو رہے ہیں
انہیں دل سے دعا دی جارہی ہے

کلام

اے عشق کے مجرم ہمارے ساتھ میخانے کو چل
ہے وقت نازک بے خبر آجا شفا خانے کو چل
سب چلے ہیں راہ اپنی بے خبر ناداں نہ بن
یہ فقط اک خواب تھا اٹھ اپنے کاشانے کو چل
اے شہید چشم تر یہ قبر کشائی کس لیے
چل اے روح آسمانی خون برسانے کو چل
کیونکہ نیک لوگ کام ہر جگہ آتے نہیں
اے رونق محفل ذرا کچھ دیر ویرانے کو چل
دشمنی ہے تو ہمارے زخم دل کی داد دے
دوستی ہے تو ہمارے ساتھ جل جانے کو چل
تو کسی کا ہو یا کوئی تیرا ہوجائے منیر
تو اجنبی ہے اجنبی کو ڈھونڈ مستانے کو چل

کلام

آزاد کیا ہے کہ یا فریاد کیا ہے
کچھ یاد نہیں دم کہاں بیدار کیا ہے

چہرہ مجاہدوں کے مقبروں کی یاد ہے
اس نے دل تربت پہ جھنڈا گاڑ دیا ہے
صیاد نے بچھایا ہے اب جال کہاں پر
دانے کو اپنے اس نے خبر دار کیا ہے
اس دلربا کی یاد میں اے ہائے شعلہ رو
سب کچھ گل بیمار ہم نے ہار دیا ہے
اس مہرباں نے لوٹ لی بستی میرے دل کی
میں کیا کہوں جو اس نے میرے ساتھ کیا ہے
اس نے بھی تنگ کردی کشادہ زمیں ہم پر
ہم نے بھی آسماں پہ خیمہ گاڑ دیا ہے
کچھ یاد نہیں جارہا ہوں کس جگہ صاحب
کس کشمکش میں اس نے مجھے ڈال دیا ہے
اس کے فراق میں تو میری جان جل گئی
کب اپنے مبتلا کو اس نے یاد کیا ہے
دوزخ نے رات چہرہ دکھایا ہے غضبناک
اسس مہرباں نے کیا مجھے دھتکار دیا ہے

کلام

آباد کیا ہے کہ یا برباد کیا ہے
اس نے تڑپ کے تجھے یاد کیا ہے

فریاد سن کے میری فرشتے بھی رو پڑے
کس طرح مبتلا نے اسے یاد کیا ہے
روتے ہیں آسماں پہ فرشتے حضور حق
کہتے ہیں مبتلا نے ہمیں مار دیا ہے
فریاد سن کے میری محبت نے کہا ہاں
اس کو میرے محبوب نے بیمار کیا ہے
یہ اب بھی نہیں دل کی دستار سے واقف
اس ناسمجھ کو ہم نے اپنا پیار دیا ہے
کس کی مجال ہے جو کرے اس طرح کلام
ہم نے گل بیمار کو خمار دیا ہے
کیا کم ہے اسے بادشاہی دونوں جہاں کی
ہم نے اسے محبوب کا دربار دیا ہے
ایمان تو محبوب کی خوشبو ہے بے خبر
ہم نے ہی محبت کا اسے داغ دیا ہے
یہ اسکی نہیں میری محبت ہے فرشتوں
اس نے نہیں یہ ہم نے اسے یاد کیا ہے

کلام

وہ اپنے شہر میں رکھ لے ہم فقیروں کو
ہم قفل زباں میں ساری عمر گزار دیں گے

پیٹ اگر پھٹ بھی جائے تو آہ نہ ہوگی
ہم کوئے نبی کی مٹی مستوں پھانک لیں گے
اے واعظ ہم رندوں پہ ملامت اچھی نہیں
جو ہم نے کھیتی بوئی ہے ہم کاٹ لیں گے
ہم بھٹک گئے تو نقشہ ہمارے پاس ہے مستوں
ہم اپنے خانہ دل میں مستوں جھانک لیں گے
ہم حشر کے دن بھی ہوں گے ناصح مستوں میں
اک نیکی بھی ہم آدھی آدھی بانٹ لیں گے

کلام

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پیار کی ماری جاں سے گزر جائے گی
کہہ دیا ہے طبیبوں نے مر جائے گی
ہچکیاں موت کی اب تو آنے لگیں
ہوش دل سے یہ اپنے بچھڑ جائے گی
ہے علاج اس کا شاہ ﷺ مدینہ کے پاس
وہ نہ پہنچے تو حالت بگڑ جائے گی
چشم تر راہ تکتی ہے آجایئے
روح مضطر قفس سے نکل جائے گی

ہے عجب کشمکش میں یہ بیمار غم
اب تو آجائیے بات بن جائے گی
ان کو دیکھے گی تو جان دے گی اجل
مر گئی تو زمین بھی تڑپ جائے گی
بلبل عشق ہے بستر مرگ پر
کہہ دیا ہے طبیبوں نے مرجائے گی

کلام

جو شاہ عشق ازل سے تیرا دیوانہ ہے
بہار جاں ہے غم عشق کا خزانہ ہے
بلبلوں کے لیے بہار کا موسم ہے وہ
طوطیوں کے لیے وہ کشتۂ جانانہ ہے
بہت انمول ہے نایاب ہے جہانوں میں
جو مست مست مست یار کا مستانہ ہے
تم اسے راز محبت کا بتاتے کیا ہو
جو سوز شمع میں بندھا ہوا پروانہ ہے
منیر سے زھد و تقویٰ عشق میں پامال ہوا
اب وہ آقائی غلاموں کا صنم خانہ ہے

کلام

شاید دیوانہ ہے میرا مجھے مناتا ہے
بو علیؒ کی طرح سے خون دل بہاتا ہے
جانتا ہے کہ میں سنتا ہوں اس کا روٹھا کلام
میں جانتا ہوں سب وہ روز جو سناتا ہے
میں یاد کرتا ہوں تب بے قرار ہوتا ہے
پھر میری یاد کے چراغ کو جلاتا ہے
آنسو میزان پہ رکھوں تو حیا آتی ہے
جو غم عشق محمدﷺ میں دل بہاتا ہے
ہر کسی کو نہیں نصیب ایسا قرب میرا
میرا فقیر میری آغوش میں سو جاتا ہے

کلام

اپنے قیدی کو وہ قفس سے بچھڑتا دیکھے
اب وہ آجائے میرے دم کو نکلتا دیکھے
چاہ ہے اس کی تڑپتا رہوں ویرانے میں
تو پھر آجائے مجھے وہ بھی تڑپتا دیکھے
چاہ ہے اس کی تو اجاڑ دے وہ میرا سکوں
روبرو اپنے مجھے وہ بھی اجڑتا دیکھے
چاہ ہے اس کی تو پھر پھونک دے کاشانہ میرا

آنکھوں میں راکھ محبت کی وہ بھرتا دیکھے
چاہ ہے اس کی مجھے حال سے بے حال کرے
داغ فرقت میں شب و روز وہ جلتا دیکھے
اب تو محبوب میرا حال پوچھتا ہی نہیں
وہ نہیں چاہتا کہ زخم کو بھرتا دیکھے
کوئی کلام وہ کرتا نہیں اب مجھ سے منیر
چاہتا ہے وہ اب بھی مجھ کو سسکتا دیکھے

کلام

جس نے روشن نہ کئے ظلمت شب میں آنسو
اندھا جگنو ہے آفتاب نہیں ہوسکتا
وہ جانتا ہے مگر اس کی یہ مجبوری ہے
بھونکنے والا کتا چاند نہیں ہوسکتا
قسم اٹھا کے یوں فرماتے ہیں موٹے مچھر
حاکم وقت بے ایمان نہیں ہوسکتا
جب تلک ہے یہاں نظام طاغوت ناصح
بیمار قوم کا علاج نہیں ہوسکتا
جسم نمایاں کیا اِدھر اُدھر قاضی نے کہا
کہ بھیڑیا اب قصور وار نہیں ہوسکتا

کلام

جھک جاتا ہے سر تیرا باطل کے سامنے
یہ کیسا تو محبوبﷺ کا غلام ہے واعظ
کچھ ہوش کر پہچان تو دستار کو اپنی
تو دین مصطفیٰؐ کا چوکیدار ہے واعظ
درباری مولوی نہ بن کچھ خوف خدا رکھ
تو ختم نبوت کا پہرے دار ہے واعظ
تو کیوں پڑا ہے حاکم بے دین کے در پر
پگڑی سنبھال اپنی تو تاجدار ہے واعظ
کیا کم ہے کہ تو امتی ہے پیارے نبی کا
تو کون سی عزت کا طلبگار ہے واعظ
جنت ہے روضۂ شہہ ابرار خدا گواہ
تو کونسی جنت کا طلبگار ہے واعظ
دیر نہ ہوجائے کہیں لوٹ اپنے گھر
اپنا علاج کر کہ تو بیمار ہے واعظ

کلام

دھوکا سر مقتل عجب شمشیر نے کیا
افسردہ دل کو خواب کی تعبیر نے کیا

جاگا تو دیکھا مال و متاع میرا لٹ گیا
کچھ اس طرح سے بے رخ تقدیر نے کیا
سر دے کے راہ عشق میں پامال ہوگئے
خود اپنے آپ سے بھی ہم بیزار ہوگئے
جس نے ستایا ہم کو وہ مسند نشیں ہوئے
ہم درد کے ماروں پہ وہ تلوار ہوگئے
میرے صبر کا پیمانہ اب لبریز ہوگیا
مجھ پر جہان سوز سنگ تیغ ہوگیا
نہ کوئی تمنا رہی نہ آرزوئے دل
جو خون دل تھا چشم تر میں قید ہوگیا
جاتا ہوں خون دل لیے میں اس جہان سے
اب اٹھ چکا کلام مکین و مکان سے
دنیا و آخرت لٹی ہے عشق کے ہاتھوں
اب کچھ غرض نہیں ہے سکون و قرار سے

کلام

لٹ گیا ہے گل بیمار کا قرار نہ پوچھ
نہ پوچھ ہم سے خدارا جمال یار نہ پوچھ
ہم ہیں معشوق کے مارے ہوئے بیمار عاشق
مرے ہوؤں سے تو عشق وفا کے راز نہ پوچھ

سب مکر جائیں گے خون بہا سے مقتل میں
تیغ قاتل پہ میرے بوسے کا نشان نہ پوچھ
کوئی آواز نہ نکلی کہیں خبر نہ گئی
گیا دونوں جہاں سے محو روئے یار نہ پوچھ
کوچۂ عشق کو جو بھی گیا پھر لوٹا نہیں
مبتلاؤں سے تو سوز دل بہار نہ پوچھ
کتاب عشق کی تفسیر ہے روئے جاناں
شیخ صاحب سے تو پیر مغاں کے راز نہ پوچھ
ہم اشکبار ہیں مدت سے بزم رنداں میں
بلبل شوق ہم سے حال دل زار نہ پوچھ
اڑ گئی راکھ چمن کی وہ آشیاں نہ رہے
کہاں گیا منیر زار بے قرار نہ پوچھ

ــــــــــــ

اے دوست دنیا بوڑھی ہو چکی ہے لیکن ہر وقت خود
کو زیب زینت سے آراستہ رکھتی ہے بہت سے
لوگوں کو اس نے اپنا دیوانہ بنایا ہوا ہے لیکن یہ کسی
کے قابو میں نہیں آتی عنقریب اسکی روح کھینچ لی جائے
گی اور سونے والے جاگ جائیں گے۔

ــــــــــــ

جو جانے والا ہو سب چھوڑ کے خاموش نگر
وہ کیا دیکھے گا شیخ زندگی کی لذت کو

اے دوست یہ سرسبز وشاداب لہلہاتے کھیت یہ
باغات شجر پھول پودے بچپن سے لے کر جوانی تک
جوانی سے لے کر بڑھاپے تک جمال وکمال بدلتے رہتے ہیں
لیکن زمین تو کب کی بوڑھی ہو چکی ہے نہ اس کا
حال ہے نہ مستقبل ہے نہ ماضی ہے اس کی فریاد
سننے والا کوئی نہیں۔

کلام

غم عشق میں دل کا خون ہوا پھر اٹھ نہ سکا غم کا مارا
ہم شوق کی دنیا کیا دیکھیں جب روتا ہے یہ دل بیچارا
اندر باہر آگ لگی ہے کس سے کہیں سب روگی ہیں
سب تنہا ہیں اس کوچے میں روتا ہے سب پہ جہاں سارا
سب بدلے بدلے چہرے ہیں سب گونگے اندھے بہرے ہیں
سب ساکت ہیں بے حرکت ہیں کس نے ہے انہیں ایسے گاڑا
بستی بستی کوچہ کوچہ اب ہر طرف بیزاری ہے
کوئی نہ بولے نہ کوئی سنے کس نے دل ہے کس پہ وارا

روح بھی اسکی جسم بھی اسکا اسکے پاس تو کچھ بھی نہ تھا
منیر کے پاس تو سر بھی نہ تھا پھر اس نے وہاں پہ کیا ہارا

کلام

کیا قیامت ہے کچھ قرار نہیں
کیوں دل زار بے قرار نہیں
زخم دل مسکرا کچھ درد بڑھے
کچھ دنوں سے مجھے آرام نہیں
زہر غم تلخیاں ظلمتیں سختیاں
گئیں جب سے شب انوار نہیں
یہ تڑپنا میرا روز و شب میں
یہ بہاریں ہیں خار زار نہیں
ہونا برباد نظر بڑی نعمت ہے
کیسے کہہ دوں یہ تیرا پیار نہیں
نیم جاں گل ناتواں شاخیں ہیں
کاٹنے والوں کو درد یار نہیں
کیا بنے اس دیدہ بیدار کا
جب حضرت دل جانب دلدار نہیں
لٹ گئی جنت منیر زار کی
قصر دل ٹوٹا ہوا مزار نہیں

کلام

میں بن سنور کے چلی پیا گھر
موری سکھیاں ہوئیں اشکبار
مین اب نہ رکوں گی روکنے سے
موہے پیا پکارے اس پار
آہ بھروں منہ کے بل گروں
میں اپنے پیا کو پکاروں
موہے ہوش نہیں بیداری میں
ہائے پیا پیا کی پکار
موہے عشق کے دورے پڑنے لگے
موہے آگ لگے موہے موت پڑے
میں ایسی ہوئی مجبور
موہے ایسا کیا بے قرار
میں کہوں پیا میری جان پیا
موہے کہے پیا میری جان
میں پیا کے رنگ میں پیا ہوئی
مورے سر چڑھا دلدار
موہے زخمی کیا تیرے پیاروں نے
موہے خار دیئے گلزاروں نے
محسود ہوئی میں سارے جہاں میں

جب ملا موہے تیرا پیار
موہے اپنا بنا کے توڑ دیا
ہائے آنسو آنسو سے جوڑ دیا
پڑے فاتحہ کو پتھر برسے
میں ایسی ہوئی برباد
میری چڑھتی جوانی داغ ہوئی
میں کس کارن بدنام ہوئی
یار منیر میں کس سے کہوں
میں کس کی ہوں بیمار

کلام

میں نہیں جانتا میں نہیں جانتا
میں نہیں جانتا میں نہیں جانتا
کون آیا یہاں کون رخصت ہوا
شیخ سے پوچھیئے میں نہیں جانتا
کیا ہوا فیصلہ مجرم عشق کا
پوچھیئے پوچھیئے میں نہیں جانتا
میری جانب نظر کیا ہوا محتسب
باخدا باخدا میں نہیں جانتا
بلبل زار ہوں درد بدنام ہوں

ہے کہاں آشیاں میں نہیں جانتا
ہے خبر خیر کی درد دل بڑھ گیا
ایسا کیسے ہوا میں نہیں جانتا
دیکھ بہتر ہے خاموشی پردہ رہے
کوئی پوچھے تو کہہ میں نہیں جانتا
کوئی پوچھے کہ ہے عالم قدس کیا
کہہ منیر حزیں میں نہیں جانتا

کلام

تھی دعائے دل لبوں کو زخمی کرکے مر گئی
بس دل ہی جانتا ہے جو دل پر گزر گئی
اب بھی ہم عشقبازوں کی فطرت نہیں بدلی
کھا کھا کے زخم جان مصیبت میں پڑ گئی
چہرے پہ داغ دل نے اپنا خیمہ لگایا
جب آئینہ دیکھا تو آنکھ اشکوں سے بھر گئی
نہ بولے نہ سنے ہے وہ بیمار محبت
جیسے کسی خستہ قبر میں آنکھ لگ گئی
وہ بستر مرگ پہ ہمیں دیکھ کے بولے
بس بل نہیں گیا ہے ساری رسی جل گئی
اٹھتے ہی دھواں شہر میں جانانہ رو پڑے
شاید منیر کی قبر میں آگ لگ گئی

کلام

جو جھوٹا دعویٰ کریں مکر ان پہ لوٹتا ہے
عاشق صادق ہو تو کب اس میں شفا پاتے ہیں
بہت غریب ہیں بڑے بڑے چور وطن میں
چراغ ٹوٹے ہوؤں کا تیل بھی پی جاتے ہیں
طبیب ایسے بھی ہیں جیسے ہو تعفن مردار
مچھروں کو جو روز کام پر لگاتے ہیں
کب وکیلوں کو میسر ہے کھائیں رزق حلال
قاضیٔ وقت بھی اک تھیلے میں بک جاتے ہیں
مفتیٔ وقت بھی حاکم کی روٹی کھانے لگے
یہ برے وقت پہ حاکم کے کام آتے ہیں

کلام

امیر میکدہ ہوں مہ کشوں کی آن ہوں میں
شراب خانہ ہوں سب دل جلوں کا مان ہوں میں
نہ نیند ہے نہ کہیں اونگھ دل کی دھڑکنوں میں
جہاں پہ جاگتے ہیں سب وہ قبرستان ہوں میں
کہیں کا بھی مجھے نہ چھوڑا چہرہ تر نے
اے شوق دل تیری مستی سے پریشان ہوں میں

بلبل عشق تیرے درد سے میں واقف ہوں
آجا دکھتے ہوئے دلوں کا گلستان ہوں میں
بدلتی رہتی ہے ہر وقت کیفیت دل کی
ہوں میزبان کہیں پر کہیں مہمان ہوں میں
کسی فقیر کی کٹیا کا خزانہ ہوں میں
کسی اجڑے ہوئے سلطان کا بیان ہوں میں
لگایا شیخ حرم نے ہے کفر کا فتویٰ
تم تو کافر نہ کہو صاحب ایمان ہوں میں
قبول کیوں نہیں کرتے ہو سرپرستی میری
تمام رندوں کی اس شہر میں پہچان ہوں میں
میں کیا بتاؤں کہ برسوں سے لاپتہ ہوں منیر
میں لامکان بھی جاؤں تو بے نشان ہوں میں

کلام

معشوق عاشق ہوا یہ کیسے ہوا کیا جانوں
عاشق معشوق ہوا یہ کیسے ہوا کیا جانوں
دل کے ٹکڑے گل بیمار کو بھیجے کس نے
مقتول قاتل ہوا یہ کیسے ہوا کیا جانوں
میں نہیں جانتا ہر بات یہ کہتا ہے وہ
سمندر ساحل ہوا یہ کیسے ہوا کیا جانوں

جگنوؤں سے بھی قصاص اس نے لیا ہے دن میں
مظلوم ظالم ہوا یہ کیسے ہوا کیا جانوں
قتل کرنے کو میرا دوست نے سامان کیا
قانون نافذ ہوا یہ کیسے ہوا کیا جانوں
بلبل عشق کے نافہ میں مشک تھی ہی نہیں
سر پہ ٹانکے لگے یہ کیسے ہوا کیا جانوں
بزم کی جان دلرباؤں کے دل کی مستی
منیر خاموش ہوا یہ کیسے ہوا کیا جانوں

ــــــ

میرے رونے سے کوئے جاناں میں قحط نہ پڑے
مجھے محبوب کے کوچے سے اٹھایا گیا ہے
میری خاموشی تو اس موت سے بھی بدتر ہے
میں کیا کہوں کہ مجھے مار کے لایا گیا ہے
میں تو مجبور ہوں مجبوروں سے گلہ کیسا
اشک آنکھوں سے میری جان بہایا گیا ہے
سارے عالم کو در جاناں سے خیرات ملی
منیر زار میکدے میں بٹھایا گیا ہے

ــــــ

کلام

میرے محبوبﷺ اپنی جان کی قسم لے لے
تیرے بغیر میری جان میں مرجاؤں گا

میرے محبوبﷺ مجھے حال سے بے حال نہ کر
جدائی کی باتیں شب وصل میری جان نہ کر
بے کسی کا گل بیمار کو مزار نہ کر
اپنے بیمار کو توں راہ کا غبار نہ کر

میرے محبوبﷺ اپنی جان کی قسم لے لے
تیرے بغیر میری جان میں مرجاؤں گا

بے رخی سے دل امید کو ویران نہ کر
اپنے بیمار کو یوں بے سرو سامان نہ کر
صبر کے بعد صبر ظلم میری جان نہ کر
آنسوؤں کو میری آنکھوں میں پریشان نہ کر

میرے محبوبﷺ اپنی جان کی قسم لے لے
تیرے بغیر میری جان میں مرجاؤں گا

تیرے بغیر مجھے لمحہ بھر قرار نہیں
ہماری سوختہ حیات میں بہار نہیں
کسی نظارے میں سکون کا سامان نہیں
کسی بھی شہر میں بیمار کو آرام نہیں

میرے محبوبﷺ اپنی جان کی قسم لے لے
تیرے بغیر میری جان میں مرجاؤں گا

رحم کھاؤ یا ستم ڈھاؤ مجبور ہوں میں
دو اپنا قرب یا دھتکار دو مجبور ہوں میں
کرو آباد یا برباد ہاں مجبور ہوں میں
جس قدر چاہوں آزماؤ ہاں مجبور ہوں میں

میرے محبوبﷺ اپنی جان کی قسم لے لے
تیرے بغیر میری جان میں مرجاؤں گا

سیر گلشن کو یہ غمگین دل تیار نہیں
اللہ اللہ یہ سوز جگر کو راس نہیں

بلبلوں کو گلِ بیمار کا احساس نہیں
تیرے بغیر میرے درد کا درمان نہیں

میرے محبوبﷺ اپنی جان کی قسم لے لے
تیرے بغیر میری جان میں مرجاؤں گا

چاہ ہے تیری تو پھر خاک میں ملادے مجھے
ہے سکوں دل کے جلانے میں تو جلا دے مجھے
ہے مزہ مجھ کو ستانے میں تو ستا دے مجھے
ہے خوشی مجھ کو رلانے میں تو رلادے مجھے

میرے محبوبﷺ اپنی جان کی قسم لے لے
تیرے بغیر میری جان میں مرجاؤں گا

دیار غیر میں کسی سے بھی کلام نہیں
سب درندے ہیں یہاں حضرت انسان نہیں
سوائے تیرے میری جاں میرا علاج نہیں
میرے محبوبﷺ تجھے بھی میرا خیال نہیں

میرے محبوبﷺ اپنی جان کی قسم لے لے
تیرے بغیر میری جان میں مرجاؤں گا

تیرے پیچھے میرے محبوبﷺ بہت روتا ہوں
خون دل سے میرے محبوبﷺ چہرہ دھوتا ہوں

تیرے بغیر میں ہر وقت تنہا ہوتا ہوں
تیرا مکھڑا جو دیکھ لوں تو ہوش کھوتا ہوں

میرے محبوب ﷺ اپنی جان کی قسم لے لے
تیرے بغیر میری جان میں مرجاؤں گا

کسی دوا میں شفائے گل بیمار نہیں
کسی دعا میں اثر جان جانان نہیں
کہوں میں کس سے لب زخم کو مجال نہیں
منیر زار کے ہونٹوں پہ اب سوال نہیں
میرے محبوب ﷺ اپنی جان کی قسم لے لے
تیرے بغیر میری جان میں مرجاؤں گا

کلام

ہوش رخصت ہوا دل نے اذاں دی دل میں
نماز عشق کو آ دل نے صدا دی دل میں
کیوں بھٹکتا ہے دشت و صحرا میں اسے شوق جنوں
آ یہاں بیٹھ شمع دل نے جلادی دل میں
آ گناہگار قصر دل میں ہے وہ تخت نشیں
وہ چشم چادر دل دل نے بچھا دی دل میں

میری نس نس سے رگ جاں سے دل نکلتے ہیں
شراب بوئے عشق دل نے بہادی دل میں
ایک شعلہ ہوں نکلتا ہوں عجب شمع سے
عجب دستار شوق دل نے سجادی دل میں
نہ جانے کس لیے باندھا ہے کس جگہ شہباز
وہ چاند رات کہاں دل نے چھپادی دل میں
کوئی آنسو نہ گرے میرا کوئے جاناں میں
وہ چشم اشکبار دل نے بٹھادی دل میں
دل کی آنکھوں سے کئی بت گرے مدہوشی میں
سوائے اس کے ہر اک شمع بجھادی دل نے

کلام

جو جلادے میرا کاشانہ وہ دعا دینا
آسمان گرہی پڑے سر پہ وہ سزا دینا
ہو کے بیزار میں نکلا ہوں چمن سے حضرت
بلبلوں کو نہ میری جاں میرا پتہ دینا
پتھروں سے اٹھے آواز جگائیں بتوں کو
آشیانے کو میرے ناصحوں گرادینا
درد ہوتا ہی نہیں مرشد جاں عاشقوں کو
عاشق زار کو کیا درد کی دوا دینا

کہیں کافر مجھے زندیق یا بدعتی مشرک
مرشد جاں جو کہیں قبر پہ لکھوا دینا
میرے رونے سے جاگ جائیں نہ یہ مردہ لوگ
قبر عاشق پہ پہرے داروں کو بٹھا دینا
مچھلیاں چھوڑ دیں پانی کو نہ مڑ کر دیکھیں
جو سہہ سکوں نہ میری جان وہ سزا دینا
کوچۂ یار تیری خاک کہاں اور کہاں دل
دل کے ٹکڑے منیر زار کے جلا دینا

یہ اک دکھی بزرگ کی فریاد ہے
جو کہہ رہ تھا ہائے ہائے خدا
بڑی امیدیں تھی جن سے وہی بھلا بیٹھے
میرے مرنے کے بعد میرا مال کھاتے ہیں
میرا تو نام بھی بچے میرے بھلا بیٹھے
کیا وفا پائی اپنے خون سے
جو میری قبر تک بھلا بیٹھے
پہلے محروم تھا میں ہر خوشی سے
اور اب مرحوم ہوگیا ہوں میں

کلام

یاد سب کچھ تھا میری جان بھلایا گیا ہے
عقل اور ہوش کے مسند سے اٹھایا گیا ہے
میں نہ سدھروں گا کبھی شیخ کی نصیحت سے
جام ایسا مجھے آنکھوں سے پلایا گیا ہے
ہزار بار سنا کانوں سے کب کان دھرے
میرے ہونے کا یقین مجھ کو دلایا گیا ہے
پھول کھلتے ہیں گرا نوک دار کانٹوں پر
سچ تو یہ ہے گل بیمار گرایا گیا ہے
کھا گئے تیر کو بوسے تیرے اے شوق جنوں
دل میرا چیر کے دربار میں لایا گیا ہے
رند مخمور پہ ہر دم ہے رحمتوں کا نزول
اس پہ ہر طرح سے ظلم و ستم ڈھایا گیا ہے
بغیر تیل اور بتی کے بھی جناب شیخ
چراغ تک میں گل بیمار جلایا گیا ہے

کلام

کیوں تُو رخ پھیر کے بیٹھا ہے ہم فقیروں سے
کیا گزرتی ہے کبھی پوچھ ہم اسیروں سے

کر امامت نماز عشق ادا کرکے مروں
ہم تو ڈوبے ہیں کئی بار ان سفینوں سے
مسکرانا تیرا شفاء ہے ہم بیماروں کی
کوئی دوا نہیں ہے کہہ دے ان طبیبوں سے
کیوں چاہتے ہیں سب میں چھوڑ دوں در جاناں
انہیں یہ کیسی محبت ہے ہم مسکینوں سے
جو ازل سے تیرے محبوبؐ کے گداگر ہیں
انہیں کیا غرض ہے کیا کام ان حسینوں سے
چل منیر اٹھ دکان بند کر بس رہنے دے
کام سیدھا تھا سب الٹا ہوا تدبیروں سے

کلام

ازکلام حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ (فارسی)

وہ درد عشق میری جان سہا ہے مت پوچھ
وہ زہر ہجر جو ہم نے چکھا ہے مت پوچھ
بہت پھرا ہوں میں دنیا میں پھر کہیں جاکے
ایسا دلبر گل بیمار چنا ہے مت پوچھ
درجانانہ تیری خاک کی ہوس کے لیے
میری آنکھوں سے جو خون بہا ہے مت پوچھ
بغیر دوست کے اپنی فقیری کٹیا میں
جو رنج میں نے میری جان سہا ہے مت پوچھ

کل اسکے منہ سے اپنے کانوں سے سنا میں نے
جو باتیں میں نے سنی ہیں وہ خدارا مت پوچھ
ہونٹ پچکاتا ہے وہ سمت میرے کہ نہ کہہ
جو سرخ اونٹ ذبح میں نے کیا ہے مت پوچھ
پردیسی حافظ کی طرح راہ عشق میں رندوں
اب اس مقام پہ پہنچا ہے وہ مارا مت پوچھ

کلام

شراب عشق محمدﷺ سے دل بہار کرو
غم محبوبﷺ سے ہر ذرہ اشکبار کرو
اپنے ماں باپ جان و مال اور اولاد کو
اپنا سب کچھ شہہ ابرار پہ قربان کرو
یہ جان صدقہء محبوبﷺ ہے امانت ہے
لٹا کے راہ حق میں خود کو تاجدار کرو
اپنے کاشانوں سے اے گوشہ نشینوں نکلو
نئ تہذیب کے بیماروں کا علاج کرو
بلبلوں تم بھی نظامت کو سنبھالو اپنی
پتے پتے کو چمنستان میں بیدار کرو
وہ کنواں دودھ کا پانی سے بھرنے والوں کو
پلا کے مٹی شہیدوں کی بے قرار کرو

دم جو رکھتے ہو تو پھر شوق شہادت رکھو
مرے ہوئے ہو تو گدھوں کا انتظار کرو
جو بھی تدبیر کرو گے وہ اثر رکھے گی
پہلے غداروں کو تم ڈھونڈو سنگسار کرو
مرشد جاں نے اسے کھل کے کیا ہے برباد
منیر زار کو تم سامنے سے وار کرو

ــــــــ

یار منیر سب لوگ خوش ہیں اور تُو غمگین ہے تو اس میں
عجب کیا ہے ان کے اعمال اچھے ہیں تو وہ خوش ہیں اور
تیرے اعمال بد ہیں تو تو غمگین ہے

ــــــــ

کریم آقا سے جس نے وفا نہ کی میں ہوں
جس نے برباد گناہوں میں عمر کی میں ہوں
اللہ اللہ کیا رسوائی کا سامان میں نے
جس نے ہر سانس معصیت میں رنگ دی میں ہوں
چراغ ہاشمی تھا نیک تھے ماں باپ میرے
اپنے آباء کی جس نے لاج نہ رکھی میں ہوں
اب پریشان ہوں اور ہر گھڑی تڑپتا ہوں
جس نے صاحب کی محبت کو نہ سمجھا میں ہوں

کلام

امیر کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ عنہ

آپ کی خوشبو سے جب ہم بچھڑ گئے بابا
سوکھے پتوں کی طرح سے بکھر گئے بابا

آگ نے نیم جاں کو لے لیا لپیٹ میں
اسی امید کی رسی میں جل گئے بابا

روح کو کھینچ لیا اس نے صبح و شام کی
دل ویرانہ سے ہم بھی نکل گئے بابا

انجام کیا ہوا پروانوں کا نہیں معلوم
شمع روشن ہوئی تو ہم بھی جل گئے بابا

کیا بہار آئے گی بے گور و کفن ڈھانچے پر
عشق ایسا کیا حد سے گذر گئے بابا

جانے کب آئے تھے ہم کب گئے معلوم نہیں
کتنی خاموشی سے ہم بھی گذر گئے بابا

اب تو ویرانہ بھی ہم سے پناہ مانگتا ہے
دیکھنے والے بھی سب آہ بھر گئے بابا

منیر زار کی خاموشی کوئی پڑھ نہ سکا
موت سے پہلے قبر میں اتر گئے بابا

کلام

شاہ جیلانیؒ کل اولیاء اللہ کی ہے دستار
حضرت حسن بصریؒ ہیں اولیاء کے تاجدار
بایزید بسطامیؒ ہیں عاشق رب ذوالجلال
جنید بغدادی ہیں شمعِ رخ انوار

شبلیؒ ہیں باغ جنت کا میوہ خوشبودار
پیارے سری سقطیؒ ہیں میری آنکھوں کا خمار
ذالنون مصریؒ میری چشم گریہ کی بہار
محمد بن حسینؒ سے مستوں کو ہے پیار

حسن بن صالحؒ ہیں زھد و تقویٰ کی بہار
شیخ فتح موصلیؒ ہیں عشق کی پکار
ابراہیم بن ادھمؒ ہیں مستوں صاحب اسرار
بہلولؒ ہیں حکمت کا خزانہ گل بیمار

بہاء الدین نقشبندؒ ہیں اللہ کے پیارے
خواجہ بقاء بااللہ ہیں جنت کے نظارے
ہیں مجدد الفؒ ثانی مینار گنبد خضریٰ
شہد سے زیادہ میٹھے ہیں بزرگ ہمارے

خاک در فریدؒ ہے دستار ہماری
خواجہ معین الدینؒ ہیں شان ہماری
صابرؒ پیا ہیں آفتاب مست مشکبار
حاجی علیؒ ہیں شمعء انوار ہماری

ہیں مظہر جان جاناںؒ شہید نقشبند
عثمانؒ دامانی ہیں محبت بھرا چمن
فضل علی قریشیؒ ہیں محبوب ذوالمنن
قبلہ غلام مصطفیٰؒ ہیں منیر کا حرم

ــــــــ

مولائے روم ہیں امام میکدہ مستوں
شاہ شرفؒ تو ہیں ہمارے دلربا مستوں
شہباز قلندرؒ ہیں ہمیں جان سے پیارے
ہے خون بہا عشق وفا کی صدا مستوں

کلام

حضرت خواجہ خواجگان پیر محمد شاہ قریشی و امت برکاتہم العالی

محبت کو منایا ہے محمّد شاہ قریشی نے
ہمیں عاشق بنایا ہے محمّد شاہ قریشی نے
صدائے عشق سے سب بلبلوں کو مست کر ڈالا
انہیں رب سے ملایا ہے محمّد شاہ قریشی نے

ہے خوشبوئے محمد ﷺ ہر گل بیمار میں ناصح
چمن ایسا سجایا ہے محمّد شاہ قریشی نے
میری آنکھیں سمجھتی ہیں حرم خود کو عجب دیکھو
غلاف ایسا چڑھایا ہے محمّد شاہ قریشی نے
یہ اندھی بہری دنیا ہے یہ کیا جانے محبت میں
جو خون دل بہایا ہے محمّد شاہ قریشی نے
نہیں جاتی ہے خوشبوئے محبت میری آنکھوں سے
کہ جام ایسا پلایا ہے محمّد شاہ قریشی نے
محمّد شاہ کے ہم ہیں محمّد شاہ ہمارا ہے
ہمیں اپنا بنایا ہے محمّد شاہ قریشی نے
اے پروانوں میں سوز عشق خانہ ہوں بچو مجھ سے
مجھے شمع بنایا ہے محمّد شاہ قریشی نے
کہا دل نے منیر زار حال اس نے کب پوچھا
بڑا ہی ظلم ڈھایا ہے محمّد شاہ قریشی نے

کلام

حضرت خواجہ خواجگان پیر محمد شاہ قریشی دامت برکاتہم العالی

طبیب دل تو دیوانوں محمّد شاہ قریشی ہے
بجھائے پیاس جو دل کی محمّد شاہ قریشی ہے

شراب عشق کا چشمہ ہے ان کی نرگسی آنکھیں
نگاہ شوق کی منزل محمّد شاہ قریشی ہے
شراب معرفت ہم پاک پیتے ہیں اسی در سے
ہماری آبروئے دل محمّد شاہ قریشی ہے
چڑھا ہے عشق سر پر فاقہ مستی رنگ لائی ہے
امیر کاروان دل کا محمّد شاہ قریشی ہے
تو جنت کا ہے متوالا تجھے جنت مبارک ہو
ہمارے پاس اے زاہد محمّد شاہ قریشی ہے
منیر زار مستانہ سوئے مقتل کو جاتا ہے
اور اس کے کاندھوں پہ مستوں محمّد شاہ قریشی

کلام

حضرت خواجہ خواجگان پیر محمد شاہ قریشی دامت برکاتہم العالی

تیری مست نگاہ محمّد شاہ کام کر گئی
سب کو رسول پاک ﷺ کا غلام کر گئی
خوشبو نے تیری گھر کیا ہے خانۂ دل کو
یاد خدا میں دل کو اشکبار کر گئی
اے شوخ مست تھی تیرے قدموں کی خاک پاء
جو ظلمت شب میں ہمیں بیدار کر گئی

واعظ نگاہ فیض سے پہنچا کمال کو
ہر رند کو میخانے کا امام کر گئی
خوشبو سے تیری کھل گئے ہیں راز عشق کے
کوچے میں عشق کے ہمیں آباد کر گئی
دے کر سہارا چھوڑ نہ دینا منیر کو
جس کو یہ درد عاشقی برباد کر گئی

کلام

کون تھا جس نے یہاں جشن غم منایا ہے
اس مصیبت زدہ کا میکدے پہ سایہ ہے

ہم ہی ہیں جس نے یہاں جشن غم منایا ہے
خمار عشق ہے جو میکدے پہ چھایا ہے

میں نہ کہتا تھا کہ جھوٹا ہے گل بیمار
ڈھونگ اس نے عجب زمانے میں رچایا ہے

ہمیں طعنہ نہ دے تو عہد وفا کا زاہد
ہم نے دم نکلے ہوئے جسم سے نبھایا ہے

ایسے بدکار سے امید خیر کیسی جناب
جان پر جس نے اپنی ظلم و ستم ڈھایا ہے

عاشقوں سے کوئی خطرہ نہیں کسی کو بھی
جان پر ہم نے اپنی ظلم و ستم ڈھایا ہے

وہ بھی بے موت مارا جائے گا تم دیکھ لینا
جس کسی نے بھی اس کی راکھ کو اٹھایا ہے

وہ بھی میری ہی طرح ہوگا گدائے جاناں
جس کسی نے بھی میری راکھ کو اٹھایا ہے

اب پریشاں ہوکے کہتے ہوں گے وہ شاید
جام کیوں ہم نے اس کمینے کو پلایا ہے

وہ پلاتے ہیں جسے چاہیں پلائیں زاہد
جا وہاں پوچھ کمینے کو کیوں پلایا ہے

کلام

ہمارا دل جناب روز ٹوٹتا ہے یہاں
چاند ڈوب چلا روز ڈوبتا ہے یہاں

تمہارے درد مختصر ہیں ناصحان حرم
لاغر عشق کو وہ روز ڈھونڈتا ہے یہاں
کون زندہ ہے کون مرگیا خدا جانے
کچھ اس طرح طبیب روز روٹھتا ہے یہاں
کچھ غم آشیاں واللہ گداگروں کو نہیں
غم دلدار ہمیں روز پھونکتا ہے یہاں
دیکھ مسکین دل کی بے بسی پیارے ظالم
ہمارے آنسوؤں کو کون پوچھتا ہے یہاں
ہے ہمارے لیے رسوائی کا سبب مقتول
مجروں قلب و جگر کون بھونتا ہے یہاں
ان بہاروں کو میری جان سنگسار کردے
متاع درد عشق روز جھومتا ہے یہاں
میری امیدیں کئی بار جل کے راکھ ہوئیں
منیر وہ تو ہمیں روز لوٹتا ہے یہاں

کلام

جدھر دیکھوں نظر اپنی اٹھا کر
وہ بیٹھے ہیں جہاں عاشق بنا کر
تیری چشم کرم جن پر پڑی ہے
گئے وہ دو جہاں سے ہاتھ اٹھا کر

تیرا تیر نظر پیاسوں کی رحمت
کوئی پانی نہ مانگے زخم کھا کر
تیرے نقش قدم پر دل فدا ہے
عبادت کیا کروں میں حرم میں جاکر
کہا بلبل سے میں نے راز کہدے
کیوں روتی ہے جگر کا خوں بچھا کر

کہا بلبل نے یہ آنسو بہا کر
تجھے ملتا ہی کیا ہے دل دکھا کر
تو کیا جانے منیر ہجر کیا ہے
گئے وہ خون دل میرا بہا کر
میں دیکھوں کیسے گلشن کی بہاریں
میں روؤں گی بہت ان کو نہ پا کر

عجب دل ہے کہیں لگتا نہیں ہے
گئے ہیں وہ مجھے ایسا بجھا کر
میرے ہونے سے رحمت رک گئی تھی
گئی میں آشیاں اپنا جلا کر
مجھے دیتا ہے دل بھی بددعائیں
گئے ہر سانس وہ میری رلا کر

کہا میں نے اے بلبل سوختہ دل
یہی کرتے ہیں وہ عاشق بنا کر
منیر گورکن ہے عاشقوں کا
چلو اب لاش کو اپنا اٹھا کر

کلام

وہ دل کی شوخیاں وہ طبیعت نہیں رہی
کہاں اب وہ مستیاں وہ طبیعت نہیں رہی
پیروں تلے روندھا گیا ناصح دل گلاب
وہ ناز وہ ادا وہ طبعیت نہیں رہی
دعوت نہ دے ہمیں کہ دل کو بھاتا کچھ نہیں
سن اے بہار جاں وہ طبعیت نہیں رہی
کہاں اب وہ صبر و ضبط میری جان جل گئی
کہاں اب یہ جسم و جاں وہ طبعیت نہیں رہی
ہم کوئی شکوہ اپنی زباں پر نہ لائیں گے
جس طرح بھی ستا وہ طبعیت نہیں رہی
اس شاہ عشق نے میرا دل توڑ دیا ہے
اے بزم سخن خواں وہ طبعیت نہیں رہی

کلام

آ جا کہ آج دل تیری فرقت میں رو پڑا
آجا کہ آج دل ہے میرا اضطراب میں
آجا کہ آج دل کو بڑی چوٹ لگی ہے
آجا کہ آج دل ہے میرا کوئے خار میں
آجا کہ آج سوختہ دل بے قرار ہے
آجا کہ آج دل ہے میرا انتظار میں
آجا کہ آج دل میرا اشکوں سے بھر گیا
آجا کہ آج آنکھ ہے میری سراب میں
آجا کہ آج شور حشر دل سے اٹھا ہے
آجا ہے اک عذاب دل اشکبار میں

کلام

اٹھو گل بیمار نظامت کو سنبھالو
میخانے سے نکلو مجاہدوں کو جگادو
ان سازشی قلعوں میں ہیں دجال کے بندر
آؤ سروں پہ ان کے آسمان کو ڈھادو
دیوانہ وار آؤ کہ زمیں کانپ رہی ہے
ان ریت کی دیواروں کو آجاؤ گرادو

اے شوق شہادت کے طلبگاروں کہاں ہو
تم قوت بازو سے اپنا سکہ بٹھادو
آؤ پکارتی ہیں مائیں بہنیں بیٹیاں
عبرت کا نشاں آؤ ظالموں کو بنادو
یہ کون ہیں قرآن نے واضح بتادیا
تم کون ہو آجاؤ کافروں کو بتادو
امت پہ کڑا وقت ہے اٹھو منیر زار
بچوں کو جوانوں کو بوڑھوں کو جگادو

کلام

اے چشم مست دل کو عشقباز کردیا
اللہ رے ملکوں ملکوں میں بدنام کردیا
کوئی طبیب میری دوا کیوں کرے بھلا
اس نے دوائے دل کو خبردار کردیا
خنجر سے اب بھی خوشبوئے قاتل نہیں گئی
قاتل نے پھر بھی قتل سے انکار کردیا
دکھ میں ہوں عیادت کو کوئی دکھ نہیں آتا
اس ماہ رو نے مدفن ذوالنّار کردیا
اس کی گلی سے آج میں روتا ہوا گزرا
کوچے کو ہم نے اس کے اشکبار کردیا

سب بلبلیں ہجرت پر مجبور ہوگئیں
سب کو گل بیمار نے فریاد کردیا
رونے سے تیرے نیند ہماری چلی گئی
تو نے منیر سب کو بے قرار کردیا

کلام

میں ہر جا سے پکارا جارہا ہوں
تماشہ بن کے دل بہلا رہا ہوں
تماشہ دیکھیئے مقتل میں آ کے
میں ہرجا سے پکارا جارہا ہے
میری نس نس میں ہے خوشبوئے جاناں
میں ہر جا سے پکارا جارہا ہوں
تیری خوشبو نے خود ہی راز کھولا
میں ہرجا سے پکارا جارہا ہوں

ہجوم عام ہے اور میں گناہگار
تماشہ بن کے دل بہلا رہا ہوں
بدل کر روپ میں بہروپیئے کا
تماشہ بن کے دل بہلا رہا ہوں
غم جاناں کے میں قربان جاؤں
تماشہ بن کے دل بہلا رہا ہوں

میں خود آنکھوں سے اپنی دیکھتا ہوں
میں لاش اپنی اٹھا کر جارہا ہوں
یہ تیری بے رخی ظالم نہ بدلی
میں لاش اپنی اٹھا کر جارہا ہوں
جنازے پر میرے وہ کیوں نہ آئے
میں لاش اپنی اٹھا کر جارہا ہوں

طبیبوں ہے کہاں کی چوٹ دیکھو
قفس سے پھر قفس میں جارہا ہوں
اسیروں بے کسی کے شوق دیکھو
قفس سے پھر قفس میں جارہا ہوں
فقیروں بے بسی میں ذوق دیکھو
قفس سے پھر قفس میں جارہا ہوں!!!

ہمارے ساتھ آخر کیا ہوا ہے
اے منصورؒ و شرف و سچل و سرمست
حشر اٹھتے ہیں فریادی ہے خنجر
میں سر اپنا اٹھا کر جا رہا ہوں

میرا تیرے سوا کوئی نہیں ہے
در دوزخ کھلا ہے جارہا ہوں
نہ ٹوٹے کی کبھی امید دل کی

در دوزخ کھلا ہے جارہا ہوں
مجھے آواز دیگا یہ یقیں ہے
مجھے آواز دے گا یہ یقیں ہے
در دوزخ کھلا ہے جارہا ہوں
ہے تجھ کو واسطہ پیارے نبیﷺ کا
تیرے فضل و کرم شافع سخی کا
جناب زھراء پاکؓ حضرت علیؓ کا
میں روتا مسکراتا جارہا ہوں

مجھے دوزخ میں بھی راحت ہے واعظ
میں عاشق ہوں ستایا جا رہا ہوں
یہ درد عشق میری زندگی ہے
میں عاشق ہوں رلایا جارہا ہوں
ہے غم میرے لیے راحت کا ساماں
میں عاشق ہوں مٹایا جارہا ہوں

ــــــــ

اٹھو سروں پہ اپنے کفن باندھ کے نکلو
یہ غزوہ اب تمہارے سر پہ آن کھڑا ہے
اے شوق شہادت کے طلبگاروں کہاں ہو
دیوانہ وار آؤ کہ در جنت کا کھلا ہے
جو ہوش میں نہیں ہیں انہیں ہوش میں لاؤ

امت پہ مسلمانوں آج وقت کڑا ہے
باطل ہمیشہ مٹتا ہے مٹتا ہی رہے گا
اللہ نے حق کو غلبہ میری جان دیا ہے

ــــــــــ

جھاگ تھی بیٹھ گئی بس رہنے دو
تم شہداؤں کے وارث نہیں بیغیرت ہو

ــــــــــ

یہود و نصرٰی کے میرے وطن میں
پالتو کتے بڑے عہدوں پر ہیں

ــــــــــ

دل میں جب سے وہ سمایا ہے
ہمارے دل سے ڈر نکل گیا ہے

کلام

ہمارے بابا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہوش رخصت ہوا اعضاء بکھر گئے بابا
موت سے پہلے بہت پہلے مرگئے بابا
وقت نے چھینا وہ سامان قدم بوسی بھی
وہ نقش پا تیرے ہم سے بچھڑ گئے بابا

میرے رخسار نے پھیلائی ہے جھولی برسوں
تیرے لبوں کو یہ بیمار ترس گئے بابا
نہ آفتاب بنا دوست نہ چراغ رہے
یہ چاند تارے بھی آخر بگڑ گئے بابا
مجھے دھتکارتا ہے اب وہ در دولت سے
بال و پر اب تو میرے سارے جل گئے بابا
اب وہ کہتاہے مجھ سے رحم کی اپیل نہ کر
اپنے مالک سے ہم قفس میں ڈر گئے بابا
کوئی نہ سمجھا منیر حزیں کی بیماری
اب تو آنکھوں کے پھپھولے بھی ڈھل گئے بابا

کلام

لکھا ہوا بلایا جاتا ہے
جام الفت پلایا جاتا ہے
یاد آجائے سبق بھولا ہوا
دو جہاں سے اٹھایا جاتا ہے
بار بار جلانے کے بعد
بار بار بجھایا جاتا ہے
رنج و غم کے اس سمندر میں
صبر کو آزمایا جاتا ہے

زندگی کیا ہے سمجھنے کے لیے
خون دل بہایا جاتا ہے
یہ روشنی کوئی آسان نہیں
زندگی بھر رلایا جاتا ہے
راز کھولا گیا فراق سمجھو
آخری بار لایا جاتا ہے

کلام

وہ چل دیئے بہار گلستاں کی خیر ہو
دل خون ہوئے چشم پریشاں کی خیر ہو
دیتا ہوں میں دعائے خیر زخمی لبوں سے
ہو خارو گل کی خیر باغباں کی خیر ہو
کہیے کلام کس میں سماعت کی ہو مجال
بلبل اجڑ گئی ہے بے زباں کی خیر ہو
چڑھتی ہے وقت خیر میں کبر کی شراب
اور مفلسوں محتاجوں کے ایماں کی خیر ہو
مظلوموں کی مجبوروں کی فریاد رسی کر
رنج و الم کے ماروں کی فغاں کی خیر ہو
تیرے کرم کی خوشبو سے روشن رہیں چراغ
ہو جھونپڑی کی خیر شبستان کی خیر ہو

عاشق نے اپنی خیر محبت میں بانٹ دی
اچھے ہوں یا برے ہوں دوستاں کی خیر ہو
وہ کہہ رہا تھا بادشاہ تجھ کو بنادوں
میں رو پڑا کہ بس غم جانان کی خیر ہو
اٹھنے کو ہے منیر تیری بزم سے منیر
میں جارہا ہوں محفل رنداں کی خیر ہو

کلام

عجب مرض ہے کہ جس کا کوئی علاج نہیں
گل بیمار کو دیکھو تو کچھ قرار نہیں
چند قطروں نے داغ دی تھی زندگی پر اب
اک سمندر شراب ہوچکا ہے پیاس نہیں
رات رو یا تو اک آواز سے میں کانپ اٹھا
جو عشق کرتاہے وہ کیسے جرم وار نہیں
ہوچکا پاک تیرا پاک حرم الحمدللہ
مرشد جاں تیرے کوچے میں وہ بدکار نہیں
میرے رونے کا زمانے میں جشن برپا ہے
یہ اک عطا ہے کہ رونا میرا بیکار نہیں
میری بربادی کا تم مجھ سے سبب مت پوچھو
گناہ اتنے کیے ہیں کہ کچھ حساب نہیں

عشق نے پھونک دیا بھیجہ جل گئی آنکھیں
مریض عشق کا کچھ خود پہ اختیار نہیں
شرم عصیاں لیے آیا ہوں انکی چوکھٹ پر
در حبیب ﷺ پہ مجھ جیسا سیاہ کار نہیں
اے مبارک پرندوں لوٹ جاؤ اپنے گھر کو
منیر زار میں وہ پہلی جیسی بات نہیں

کلام

وہ مہربان ہے تو پھر کیوں دل دکھاتا ہے
لا لبیک کہہ کے وہ ہر شب مجھے رلاتا ہے
مجھے دھتکارتا ہے اب وہ در رحمت سے
وہ کس بلندیوں سے اب مجھے گراتا ہے
کہوں میں کس سے مجھے لوٹ لیا ہے کس نے
میں کیا کروں کہ اب وہ خون دل بہاتا ہے
میں ایک پل بغیر اس کے جی نہیں سکتا
وہ جانتا ہے جبھی تو مجھے ستاتا ہے
اب اس بیان سے معذور ہوگئی ہے زباں
جو مجھے اپنے آنسوؤں میں نظر آتا ہے
یہ داستان عشق مت سنا معصوموں کو
منیر زار چپ ہوجا وہ ستم ڈھاتا ہے

کلام

چراغ عشق کا جلاتا ہے دل
پیا کو جھولا جھلاتا ہے دل
دھڑکنوں میں ہے نام پیا کا
آتا ہے دل جاتا ہے دل
آتش فشاں سے نہر بنی ہے
اف کتنا خون بہاتا ہے دل
وہ جو سمجھ میں آتا نہیں ہے
ایسے کلام کو لاتا ہے دل
سمندروں کی پیاس بڑھا کر
صحرا میں خیمہ لگاتا ہے دل

زندگی بے وفا ہے مہ کشو
کچھ نہیں اس کا بھروسہ کچھ نہیں
طوطا چشمی کا عجب عالم ہے
لمحہ بھر میں آنکھیں چرالیتی ہے
اچھے اچھوں سے ہاتھ چھڑالیتی ہے
بڑے بڑے شہسواروں کو شہسواری بھلادیتی ہے
دھول چٹادیتی ہے
جو ہمیں جان ودل سے پیارے ہیں
لمحہ بھر میں انہیں مٹی میں ملادیتی ہے

کلام

کسی کو تخت پر بٹھاتا ہے
کسی کو در بدر پھراتا ہے
ڈوریاں اس کے ہاتھ ہے پیارے
نظام سارا وہی چلاتا ہے
کوئی ثانی ہے نہ ہمسر اس کا
بات بگڑی ہوئی بناتا ہے
وہ شفا دیتاہے بیماروں کو
اپنے بندوں پہ رحم کھاتا ہے
ہے لاشریک احد میں یکتا ہے
وہ کہیں بھی نہیں سماتا ہے
منیر بندہ ہے اس کا مہ کشوں
بے قراری میں سکوں پاتا ہے

کلام

بندہ عشق کسی وہم و گمان میں نہیں
یہ بے نشان ہے نشاں میں نہیں
اس صدا سے رہے محروم مہ خوار
چہرہء تر میں تھی بیاں میں نہیں
سلطنت لٹ گئی بیمار غم کی

بے قراری اب آشیاں میں نہیں
چشم تر کھوئی کھوئی رہتی ہے
دل بھی اب میرا جہاں میں نہیں
ہوئی قائم قیامت آفتاب ڈھلتے ہی
ایک نیکی تھی جو ساماں میں نہیں
تو ہی تو ہے اٹھا نقاب رخ سے
آج تو میں بھی درمیاں میں نہیں
ہر کوئی بن گیا دانائے راز
خوں ٹپکتا ہے کچھ فغاں میں نہیں
کون اب سوختہ بلبل تیری روداد سنے
منیر بھی اب تو گلستان میں نہیں

اے میرے محبوب پاک پروردگار مجھے اپنے دیدار سے محروم نہ کرنا اور اپنے نیک دوستوں کی برکت سے مجھے نفع دارین عطا فرمانا اور انہیں بزرگوں کے ساتھ ہمارا حشر کرنا۔(آمین)

اے عزیز جاں اگر تیری آنکھ محبوب کی یاد میں نہیں روتی تو ان میں کوئی خوبی نہیں ہے۔

اسے ریاض ملکوت کی سیر کو نکلنے والے شہسواروں اے حجاب جبروت میں جو کچھ پوشیدہ ہے اس کا ملاخطہ

کرنے والوں نصیحت وعبرت کا شوق اور نیکوں کے
قلوب کی عطا کی طلب مجھے تمہاری طرف کھینچ رہی ہے
آؤ آؤ کہ شدت اشتیاق کے سبب محبت کے انگارے
نے میرے قلب وجگر میں عشق کی آگ جلائی ہوئی ہے۔

سونے میں اعمال منقطع ہو جاتے ہیں جیسا کہ دنیا سے چلے جانے سے
اعمال منقطع ہو جاتے ہیں نیند مثل موت کے ہے اس پر بھروسہ نہیں ہے

اللہ کا دوست دنیا میں بیمار ہی رہتا اس کی بیماری
بڑھتی جاتی ہے اور دوا بھی بیمار ہو جاتی ہے

اے دوست تو عنقریب ہم سے ملنے والا ہے آخرت میں سامان
کی ضرورت ہے اور موت اس سے بھی پہلے ہے اپنے سفر کی
تیاری اور کوچ کا سامان کر سفر گاہ سے منزل اقامت کی
طرف اسباب بھیج دے دنیا کی زندگی پر دھوکا مت کھا
جیسے کہ تجھ سے پہلے نالائقوں نے دھوکا کھایا اور بڑی بڑی
آرزوئیں کیں اور عاقبت کا سامان نہ کیا اور موت کے وقت
سخت نادم ہوئے اور عمر کے ضائع کرنے پر بہت افسوس
کیا موت کے وقت نہ ندامت نے ان کو فائدہ دیا اور نہ
اپنی کوتاہیوں پر افسوس کرنے سے ان کو نجات ملی۔

اے میرے محبوب پاک پروردگار اگر تو میرے دل کے ٹکڑے کر ڈالے
تیرے حق کی قسم ہے کبھی تجھ سے نہ پھرے گا

ـــــــــ

اے میرے محبوب پاک پروردگار
میں بھی کبھی کسی کا محبوب ہوا کرتا تھا مگر وہ مجھے اس دنیا
میں بے یارو مددگار چھوڑ کر چلا گیا۔
میں بھی کبھی محفلوں کی جان ہوا کرتا تھا تو نے مجھے عشق
کے بیابانوں میں تھکا کر ویران کر دیا دیکھ آگ کے پانی کی
طلب میں میرا کیا حال ہے
میرے بھی کبھی آنسو تھے تو نے انہیں فنا کر دیا
میری بھی پلکیں تھیں تو نے انہیں خون ناب کر دیا۔
میرا بھی دل تھا تو نے اسے ضعیف کر دیا۔
میری آنکھیں بھی تھی جن سے میں مخلوق کو دیکھتا تھا تو
نے اندھی کر دیں
میرا بھی جسم تھا تو نے اسے بوسیدہ کر دیا
اب تیرا بندہ تجھی پر اعتماد رکھنے والا ہو گیا ہے
میں تجھ سے جنت اور اسکی نعمتوں کا سوال نہیں کرتا میرا
مقصود صرف تیرا دیدار ہے
میرا ذوق طویل ہو گیا ہے تیری ملاقات کب ہو گی
خوش نصیب ہے وہ جو تیرے پاس شب گزارے
اسے میرے مالک و مولیٰ تیری اس محبت کے صدقے جو

تجھے مجھ سے ہے مجھے بخش دے
اے میرے غم کے دوست میرے رنج کے ساتھی اگر تو نہ ہو
تو پھر کون ہے جو مجھے ہلاکت سے بچائے
اے میرے رب اگر تو مجھے عذاب دے تو بھی میں تجھی
سے محبت رکھتا ہوں اور اگر تو مجھ پر رحم و کرم فرمائے
تب بھی تو ہی مجھے محبوب ہے

کلام

ہاں بڑھا دے سزا میری بڑے مزے میں ہوں
مست ہر شے ہے کائنات کی نشے میں ہوں
اب تو سب کچھ ہی میری جان ہے قبول مجھے
اک تماشہ ہوں محبت کے میکدے میں ہوں
یہ خبر کس نے ملکوں ملکوں میں پھیلائی ہے
جس سے پوچھو یہی کہتا ہے میں نشے میں ہوں
خیر میں ہوں نہ کسی شر میں اے جناب شیخ
ایک تعویز محبت کا ہوں گلے میں ہوں
اے رخ یار میں قربان میں صدقے جاؤں
ہوش کے بعد بھی لگتا ہے میں نشے میں ہوں
اک قیامت ہوں جو خاموش ہے میخانے میں
ایک شعلہ ہوں برق طور دل جلے میں ہوں

منیر اڑ گیا پنچھی تھا کوئی گلشن میں
یہی کہتا تھا میں نشے میں ہوں مزے میں ہوں

کس ادا سے وہ پوچھتے ہیں منیر
تجھے کس سے محبت ہوگئی ہے

چادریں بن رہا ہوں پانی سے
مجھے تجھ سے محبت ہوگئی ہے

کب تلک روئے گا اسے شوق جنوں
سوجا اب رات بہت ہوگئی ہے

حشر تک خون دل بہاؤں گا
چشم تر کو عقیدت ہوگئی ہے

تیرے اندر بھی کوئی روتا ہے
اسے کس سے محبت ہوگئی ہے

اسی حالت میں مجھے مست کردیں
چشم دل کو زیارت ہوگئی ہے

کیوں جلاتا ہے خون دل اپنا
کیوں عجب سی طبعیت ہوگئی ہے

آ تھوڑی دیر ساتھ مل بیٹھیں
بس میری جان وحشت ہوگئی ہے

کچھ عجب بات ہے مستانے میں
درد بڑھتے ہیں راحت ہوگئی ہے

درد بڑھتے ہیں آپ آجاتے ہیں
بس میری جان راحت ہوگئی ہے

آجا آغوش محبت میں میرے مستانے
چار دن میں یہ حالت ہوگئی ہے

اشکبار آنکھ اور اپنے آپ سے باتیں
بس میری جان عادت ہوگئی ہے

کپڑا سفید لائے ہیں خدام اشک بار
کہتے ہیں اٹھ منیر تجھے مار دیا ہے

کلام

کوئی دکھی ہوگا دکھ سناتا ہے
جو بھی آتا ہے درد لاتا ہے
اب یہاں کوئی بھی نہیں رہتا
کیا کوئی ہے کسے سناتا ہے
جب یہاں تیری کوئی قدر نہیں
کیوں یہاں اپنا دل جلاتا ہے
ایسا دیکھا نہ سنا بزرگوں سے
رند ہوکر جو سکوں پاتا ہے
روز اک درد جاگ اٹھتا ہے
بے قراری کو جو بڑھاتا ہے
گل بیمار بھی اب آتا نہیں
جو شب گریہ کو سجاتا ہے
صبر معذور کے لب زخمی ہیں
کون ہے جو دوا پلاتا ہے
چشم مجبور کا غم کون سنے
روز کا رونا رنگ لاتا ہے
اس فرشتے کو ہے سلام میرا
جو صبح پہلی صدا لگاتا ہے
نام سے تیرے جہاں روشن ہوا
دل میری جاں سکون پاتا ہے

کلام

قطب عالم تاجدار اولیاء محمد شاہ قریشی دامت برکاتہم العالی حفظ اللہ تعالیٰ

پیر میخانہ محمّد شاہ قریشی آگئے
روئے جانانہ محمّد شاہ قریشی آگئے
پیر میخانہ تیرا آنا مبارک مرحبا
روئے جانانہ تیرا آنا مبارک مرحبا
جان جانانہ تیرا آنا مبارک مرحبا
شمع عرفانہ تیرا آنا مبارک مرحبا

پیر میخانہ محمّد شاہ قریشی آگئے
روئے جانانہ محمّد شاہ قریشی آگئے

ہو مبارک مہ کشوں آب حیات مل گیا
محبوب کا ویرانہ ٔ دل میں گلاب کھل گیا
اب خضر سے کیا غرض جاتا ہے جائے شوق سے
اب میرے جاناں محمّد شاہ قریشی آگئے

پیر میخانہ محمّد شاہ قریشی آگئے
روئے جانانہ محمّد شاہ قریشی آگئے

شور عشق دل سے اٹھا ہے گل بیمار کے
بے اختیار منہ سے نکلا ہے گل بیمار کے
آؤ آؤ مہ کشوں دعوت وصال عشق ہے
وہ میرے جاناں محمّد شاہ قریشی آگئے

پیر میخانہ محمّد شاہ قریشی آگئے
روئے جانانہ محمّد شاہ قریشی آگئے
خستہ دل بیمار کی اب یاد ان کو آگئی
جان جب میری فراق یار لب پر آگئی
عاشق منیر زار کو بیدار کرنے کے لیے
ہاں میرے جاناں محمّد شاہ قریشی آگئے

پیر میخانہ محمّد شاہ قریشی آگئے
روئے جانانہ محمّد شاہ قریشی آگئے

کلام

رحم کر جان سے جائے گا یہ بیمار تیرا
پوچھنا ہے یہ طبیبوں سے بار بار تیرا
اے علاج گل بیمار اب کرم کردے
دیکھ کس حال کو پہنچا ہے گناہگار تیرا

زندگی بے وزن ہوکے بھی کتنی مہنگی ہے
کیسے کیسے فریب کھاتا ہے مہ خوار تیرا
آ اتر دیکھ سر عرش بریں سے صاحب
کیسے روتا ہے شب و روز بے قرار تیرا
اب تو آؤ رخ روشن سے شفایاب کرو
بہت تکلیف میں ہے روح اشکبار تیرا
کوچۂ یار ملا قرب حق نصیب ہوا
کتنا ناشکرا ہے واللہ منیر زار تیرا

ـــــــ

جو تجھ سے پیار کرے گا وہ سزا پائے گا
بڑھے گا درد دل جب بھی سکون پائے گا
یہ راہ عشق رہگزر ہے سوختہ دلوں کی
جو اس بلا میں پڑے گا وہ جاں سے جائے گا
کتاب حق کے مطابق جو فیصلہ نہ کرے
کفر کے سامنے وہ اپنا سر جھکائے گا

حاکم وقت بھی ایمان کے پیچھے پڑا ہے
صاف لگتاہے جہنم میں گھر بنائے گا

کلام

اسی بے درد کے ہاتھوں قتل ہوا ہوں میں
ہاں اسی دل دکھانے والے پر فدا ہوا ہوں میں
میں درد عشق کا عاشق ہوں آپ کیا جانیں
کیسے ایام کی تلخی پہ جھومتا ہوں میں
میں نے قصداً یہ خطا کی ہے ناصحان حرم
پرانا صیاد ہوں خود جال میں پھنسا ہوں میں
وہ بہاتے ہیں مجھے پانی میں سزا کے لیے
جنہیں آتش کدے کی راکھ سے ملا ہوں میں
دھڑکنیں دل پہ فدا ہوگئیں عجب کیا ہے
میں ہوں معذور عشق جب سے مبتلا ہوں میں
میں دو جہاں سے اٹھا دنیا و مافیھا کیا ہے
بس اس کے چہرے میں کچھ ایسا کھو گیا ہوں میں
بڑی عطا ہے کہ ہم جیسوں کو گدائی ملی
سچ تو یہ ہے منیر زار بہت برا ہوں میں

ـــــــــ

میں نے کہا اے دوست میں تیرے پیچھے پریشان
حال لیے پھر رہا ہوں تو اس نے کہا اس میں عجب
کیا ہے یہ تیرے لیے مناسب ہے
میں نے کہا اے دوست اگر تو ایک رات کے لیے

پریشان حال دل کا دوست بن جائے تو دل کے
آرام کا سامان ہوجائے تو اس نے کہا اگر عقل
کے کوچے کا دل ہے تو یہ تمام شغل کچھ قیمت نہیں رکھتے

کلام

ان اداؤں نے تیری میرا دم نکال دیا
دل نکالا تیرے خنجر پہ ہم نے وار دیا
جان سے اپنی میری جان گئے ہار گئے
دو جہانوں کو تیرے نقش پاء پہ وار دیا
ان کے قدموں میں پڑی ہے تو پڑے رہنے دو
جب سے دیکھا انہیں دستار کو اتار دیا
دل چلا چھوڑ کے ہر شے جہان فانی کی
تیر میں تیر چشم یار نے اتار دیا
فضل ربی ہے ارے حاسدوں حسد نہ کرو
میرے پیالے میں میرے ساقی نے جو ڈال دیا
اے حسن یار مجھے کھودیا ہے عالم نے
جب پتہ پوچھا ستمگر نے مجھے ٹال دیا
آج وہ آئے منیر حزیں کی تربت میں
پٹّہ گلے میں منیر حزیں کے ڈال دیا

کلام

میرے محبوب میری جان عجب کام کیا
مست کرکے مجھے رسوا سر بازار کیا
ہائے قدرت نہیں کلام پر مجذوبوں کو
تو نے اچھا یہ میری جان انتظام کیا
چشم قاتل کی تباہ کاریاں اللہ اللہ
بس نظر ڈال دی جس پر گل بیمار کیا
کوئی کیا جانے میری داستان رنج و الم
میرے دلدار نے مجھ کو جلا کے راکھ کیا
سرکشی میں بھی در توبہ کھلا ہے ناصح
کیا بتاؤں کیا محبت نے میرا حال کیا
شیخ نے دیکھا مجھے روتا ہوا کوچے میں
ہنس کے بولے کہ اچھا عشق نے انجام کیا
ڈھیٹ ہڈی تھی چڑھا عشق کے ہاتھوں غافل
بس منیر حزیں کو مار کے بیدار کیا

کلام

نام لے لے کے ان کا خون دل بہاتی ہیں
دھڑکنیں دل میں میری جان شفاء پاتی ہیں

انہی کے در کی سخاوت ہے دونوں عالم میں
انہی کے دم سے چمن میں بہاریں آتی ہیں
جھوم کر لیتے ہیں جب نام جان رحمتﷺ کا
عاشقوں کی زبانیں شہد سے بھر جاتی ہیں
انہی کے نور سے یہ سارا جہاں روشن ہے
ہیں جتنی رحمتیں ہونے سے ان کے آتی ہیں
تم سمجھتے ہو یونہی چلتا ہے یہ کار جہاں
دعائیں ان کی ہی نظام کو چلاتی ہیں
ہے ہمہ وقت ان کی نظریں سب غلاموں پر
وہ نگاہیں ہمیں ہر فتنے سے بچاتی ہیں
گل بیمار کے کاشانے میں ہر شب مستوں
در حبیبؐ سے ٹھنڈی ہوائیں آتی ہیں
وہ اٹھاتے ہیں جب بھی چشم کرم مستوں پر
شرم عصیاں سے سو سو جانیں تڑپ جاتی ہیں
کہاں محبوب حق ہے اور کہاں مجھ سا بدکار
میری بیمار آنکھیں اشکوں سے بھر جاتی ہیں
میرے چہرے پہ حکمرانی ہے ان آنکھوں کی
جو ان کی یاد میں خون جگر بچھاتی ہیں
میری اداسیاں مجھ کو دیار غیر میں
جگنوؤں کی طرح جلاتی ہیں بجھاتی ہیں
عاشقی میں بڑی قیمت چکانی پڑتی ہے

فراق کی بلائیں عاشقوں کو کھاتی ہیں
سر کٹی لاشیں کئی حوروں کی شب گریہ
ہم گناہ گاروں کے اشکوں میں مسکراتی ہیں
بارشیں خون میں نہلاتی ہے ہم رندوں کو
دل بیمار پہ ہر طرح ستم ڈھاتی ہیں
چلو منیر چلیں بزم شاہ خوباں میں
بلبلیں رات گئے محفلیں سجاتی ہیں

کلام

بلندگی کے ارادے سے مستوں
کتنی اندر سے میں نکلتا ہوں
دل ہوں شاید میں بوڑھی دنیا کا
زمین کے سینے میں تڑپتا ہوں
دل زندان کے تہہ خانے میں
قیدی بیمار ہوں سسکتا ہوں
سوز گریہ میں شب گزرتی ہے
بے قراری میں رنگ بھرتا ہوں
زرد چہرے کی زندگی کے لیے
سوکھے کنوؤں سے پانی بھرتا ہوں
بقایاجات ہوں میں رندوں کی

تیری فرقت میں خون اگلتا ہوں
دل بیمار کی یہ بخشش ہے
چشم گریہ میں داغ رکھتا ہوں
کچھ بھروسہ نہیں ہے دوستوں کا
خود سے دوری بنائے رکھتا ہوں
منیر میں خود شکار کرتا ہوں
اک قیامت ہوں جب نکلتا ہوں

کلام

جس کو شفاء ملی سوئے مقتل چلا گیا
کرکے وہ آنسوؤں کی سخاوت چلا گیا
جب سر نہیں ملا میرا مقتل میں دوستو
وہ دے کے دل کو داغ محبت چلا گیا
دیکھا نہ ہم نے پھر کہیں وہ چشم اشکبار
جب راز کھل گئے تو چشم تر چلا گیا
اٹھا ہوں میں غبار کی مانند بزم سے
سب چھوڑ گئے جب میرا دلبر چلا گیا
مسکین دل سے مرشد جاں نے وفا نہ کی
دوزخ میں چھوڑ کر مجھے جنت چلا گیا
نہ خواب سے غرض ہے نہ تعبیر سے غرض

اب زخم دل سے وہ دم حسرت چلا گیا
کل شب منیر زار رہا کردیا گیا
مرنے کے بعد کوئے محمد ﷺ چلا گیا

کلام

بلبل عشق کو میخانے میں لاؤ مستوں
اس کو مسند پہ شب گریہ بٹھاؤ مستوں
حجاب دل سے نقاب رخ سے اٹھاؤ مستوں
خون دل میرا پیو اپنا پلاؤ مستوں
میں عشق باز ہوں میرا نہ اعتبار کرو
چراغ میکدے کے سارے بجھاؤ مستوں
اس نے دیکھو مجھے دیوانہ کرکے چھوڑ دیا
نگاہ تیغ سے دامن کو بچاؤ مستوں
گئی دستار سر کے ساتھ کوئے قاتل میں
میں بت کے جیسا ہوگیا ہوں رلاؤ مستوں
خدا بچائے سب کو عشق کی تباہی سے
منیر زار کی میت کو اٹھاؤ مستوں

کلام

بہت اداس ہوں محفل کو سجاؤ مستوں
مزار بے کسی ہوں خاک اڑاؤ مستوں
گل بیمار ہوں شراب پلاؤ مستوں
ہوش دل میرا کہاں رہ گیا لاؤ مستوں
شراب عشق پیو حق لاالہ الا اللہ
گھر محبت کا قصر دل میں بناؤ مستوں
در محبوب ملا چشم اشکبار ملی
خون شکرانے میں آنکھوں سے بہاؤ مستوں
اے چشم تر کیوں مسکراتی نہیں زنداں میں
دل حسرت زدہ کی راکھ اڑاؤ مستوں
ہے رخ یار کی خیرات میری آنکھوں میں
آنکھ سے آنکھ چلے آؤ ملاؤ مستوں
نگاہ یار نے قلب و جگر کو پھونک دیا
قرار لٹ چکا ہے جشن مناؤ مستوں
وہ بے قرار ہمیں چھوڑ گیا مستانوں
منیر زار کو میخانے میں لاؤ مستوں

کلام

یاد اللہ کی بھلا رہی ہے
بڑے شیطٰن کو منا رہی ہے
پھٹے کپڑوں میں رقص بنت حوّا
بزم ابلیس کو سجارہی ہے
چیلے چپاٹے سب جمع ہوئے ہیں
ساری محفل کا دل بہلا رہی ہے
چڑیل ہے یہ ھلطی فلطی ملاطی
یہ دل کی روشنی کو کھا رہی ہے
ہم اسے کہتے ہیں بنت ابلیس
جو عہد ابلیس سے نبھا رہی ہے
خدا دے دے اسے توبہ کی توفیق
جہنم میں یہ گھر بنارہی ہے
خدا تو اس کو دے اپنی محبت
کہ یہ نادان دھوکہ کھارہی ہے
دے اسے پیارے محمد کی خوشبو
یہ ظلم اپنی جاں پہ ڈھارہی ہے

کلام

زمین و آسماں بے قرار ہوجا
بے قراری سکون پارہی ہے
سوز ویرانہ رخصت ہورہا ہے
گل بیمار نیند آرہی ہے
دل بیمار مسکرا رہا ہے
اشک میت اٹھائی جارہی ہے
چاند ہے محو تماشہ مستوں
چاندی سجائی جارہی ہے
ابلیس دل پر براجمان رہے
دوا ایسی پلائی جارہی ہے
نکالنے کے لیے دین محمد
غذا ایسی کھلائی جارہی ہے
ڈنڈا سی دیا ہے پگڑی میں
بات ظالم کی مانی جارہی ہے
دے سمندر کے برابر ساقی
منیر کی خماری جارہی ہے

کلام

کون سارا جہاں رلا گیا ہے
درد دل کو میرے بڑھا گیا ہے
عرش تا فرش کیوں ویرانی ہے
کسے محبوب کا غم کھا گیا ہے
ہوش دل آ تیری ضرورت ہے
کون کاشانے کو تڑپا گیا ہے
کون روٹھا ہے بزم دنیا سے
رتجگوں کو یہاں بٹھا گیا ہے
قصر دل اشکبار رہتا ہے
کون آنسو یہاں دفنا گیا ہے
سنا ہے اوڑھ لی ہے سیاہ چادر
گل بیمار اب مرجھا گیا ہے
میں نے دیکھی تھی اپنی صورت
آئینہ چھوڑ کر چلا گیا ہے
رات بلبل زمین پر سوئی
کون تھا آشیاں بھلا گیا ہے
اب نہیں اٹھتا کیوں بیمار غم
کون اسے حشر تک سلا گیا ہے
منیر کو ڈھونڈو باندھو زنجیریں
خون دروازے پر بچھا گیا ہے

کلام

جو آئے منہ میں کہیے برا مانتے نہیں ہیں
دل مانتا نہیں ہے ہم بھی مانتے نہیں ہیں
اس دل کی لاغری نے صورت بگاڑ دی ہے
اب ہم بھی خود کو ناصحوں پہچانتے نہیں ہیں
کرتے ہیں لوگ کیا کیا میرے درد کا فسانہ
سب جھوٹ ہے غلط ہے وہ جانتے نہیں ہیں
بس حج نماز روزہ ہے زکوٰۃ دین ان کا
دُکھتے ہوئے دلوں کا درد بانٹتے نہیں ہیں
یہ تیرے نام لیوا کیوں ذلیل ہورہے ہیں
سب مانتے ہیں تجھ کو تیری مانتے نہیں ہیں
دستار ادب کی ہے رکھ عاجزی کا پیالہ
ہم مردہ پنچھیوں کو دانہ ڈالتے نہیں ہیں
سن کر وہ بولے اچھا منیر آگیا میخانے
ہم بھولے ہوئے رندوں کو دھتکارتے نہیں ہیں

کلام

عاشق ہے ہر جگہ پہ تماشہ بنا ہوا
عاشق ہے راز عشق میں کعبہ بنا ہوا

عاشق ہے کہیں رونق محفل گل بیمار
عاشق کہیں قفس میں ہے تنہا پڑا ہوا
عاشق ہے کہیں روئے شریعت کے بھیس میں
عاشق ہے کہیں دام رقص میں بندھا ہوا
عاشق ہے کہیں واعظ ناصح کے روپ میں
عاشق ہے کہیں گم شدہ پتھر بنا ہوا
عاشق قرار میں ہے کہیں وصل روئے یار
عاشق فراق میں ہے کہیں دل جلا ہوا
عاشق ہے کہیں تخت نشیں ظل الہیٰ
عاشق کہیں رسوائی کے در پر کھڑا ہوا

کلام

ہے مرشد جانانہ کا میخانہ سجا ہوا
آیا قریب شمع کے پروانہ جلا ہوا
پھر کود پڑا آگ میں وہ پیار کا مارا
پھر شوق شہادت ہوا مستانہ جلا ہوا
جو آیا در جانانہ وہ بیمار ہوگیا
دیوانہ تو دیوانہ ہے بیگانہ لٹا ہوا
اس پر بھی نظر کیجئے اے شمع گلستاں
اک گل ہے جان دل میں جانانہ بنا ہوا
امید چمن مر گئی بیمار چل بسا

دیکھا گل بیمار نے کاشانہ گرا ہوا
اس کو تو غم یار سے فرصت نہیں جناب
یہ دل ہے اپنے جاناں کا دیوانہ بنا ہوا
آجا لب دل کھول لب دل سے ملا دے
ہے عاشق منیر حزیں جانانہ بنا ہوا
ہے عاشق منیر حزیں میخانہ بنا ہوا
ہے عاشق منیر حزیں پیمانہ بنا ہوا

کلام

میں نے کہا یہ بے ادب آنکھوں کی خطا ہے
میں کیا کروں کہ اب کوئی ان میں نہیں چچتا
کہنے لگے بہت ہی کٹھن ہیں یہ راستے
نیزے پہ نکموں کا کبھی سر نہیں چڑھتا
میں نے کہا مرجاؤں گا میں گریہ شب میں
قطرہ حیات کا کہیں مجھ میں نہیں ملتا
کہنے لگے ہم ہیں یہی ہے تیرا شبستاں
عاشق ہمارا مر کے بھی ناداں نہیں مرتا
میں نے کہا کہ اب وہ ہماری نہیں سنتا
مجبور ہیں کہ چاند ہمارا نہیں ڈھلتا
کہنے لگے یہ رحمت پروردگار ہے

ہو زخم عاشقی تو کبھی بھی نہیں بھرتا
میں نے کہا مسکین دل راحت نہ پائے گا
جب تک تیرا قدم میرے دل پر نہیں لگتا
کہنے لگے چادر سے زیادہ پاؤں نہ پھیلا
پھر کہتا پھرے گا کہ میرا دل نہیں ملتا

کلام

جانے کے بعد تیرے ہم بیمار ہوگئے
خود اپنے آپ سے بھی ہم بیزار ہوگئے
وہ مسکرانا تیرا میری جان لے گیا
ہم تیری ان اداؤں سے برباد ہوگئے
وہ قوت گویائی سماعت ہوئی رخصت
جب سے نظر ملی ہے بے قرار ہوگئے
پھر اس کے بعد دل نے کوئی آرزو نہ کی
جب سے تیری نظر کا ہم شکار ہوگئے
ہاں تیری چشم مست سے توبہ کا در کھلا
ہم عشقباز کھل کے گناہگار ہوگئے
مدت کے بعد آئے وہ پہلو نشیں ہوئے
جب دیکھا ہم نے خود کو اشکبار ہوگئے
واللہ منیر مر کے بھی اب مر نہیں سکتا
وہ دھڑکنوں میں ہر جگہ بیدار ہوگئے

کلام

دل گریہ سے چہرہ دھو رہے ہیں
گل بیمار بس ہم رو رہے ہیں

کہاں ہم ہیں کہ رسوائے جہاں میں
کہاں وہ ﷺ عرش کے مسند نشیں ہیں
کہاں وہ ﷺ نور حق نور مبین ہیں
کہاں وہ ﷺ قصر جنت کے مکین ہیں
کہاں وہ ﷺ سرور دنیا و دیں ہیں
کہاں وہ ﷺ ہادیء روئے زمیں ہیں
کہاں وہ ﷺ رحمتہ العلمین ہیں

کہاں ہم سرتاپاء ہیں داغ عصیاں
کہاں وہ ﷺ ہادیء کون و مکاں ہیں
کہاں وہ ﷺ ہامیء ہر ناتواں ہیں
کہاں وہ ﷺ چارہ ساز بے کساں ہیں
کہاں وہ ﷺ مونس ہر بے نوا ہیں
کہاں وہ ﷺ شافع روز جزا ہیں
کہاں وہ ﷺ ہادی شاہ گدا ہیں

کہاں ہم ہیں فقط سامان دوزح
کہاں وہ ﷺ جان جانان عالم
کہاں وہ ﷺ خاصہؐ خلاق عالم
کہاں وہ ﷺ رونق ایوان عالم
کہاں وہ ﷺ میر محبوبان عالم
کہاں وہ ﷺ نور حق نور مجسم
کہاں وہ ﷺ شافع دربار محشر

کہاں ہم ہیں منیر گلی کا کوڑا
کہاں وہ ﷺ مالک خلد بریں ہیں
کہاں وہ ﷺ گنبد خضریٰ مکیں ہیں
دل گریہ سے چہرہ دھو رہے ہیں
گل بیمار بس ہم رو رہے ہیں

کلام

اٹھ منیر زار رب کو یاد کر
زمین دل کو پھولوں سے آباد کر
دیدہ تر سے سمندر جاگ اٹھے
اٹھ گل بیمار ایسا کام کر
ڈر خدا سے صاحب گوشہ نشیں

اٹھ امّت محبوب ﷺ کو بیدار کر
تیرا سونا موت ہے ناداں نہ بن
اے راہبر اٹھ سب کو ہوشیار کر
قوم تیری مر مٹی ہے زہر پر
اے طبیب دیدہ ور احساس کر
مرض بڑھتا جارہاہے قوم کو
ان یہودی فتنوں سے بیزار کر
سب کو لا صراط مستقیم پر
حی علی الفلاح کو آفتاب کر
اے غم حبیب ﷺ کی ماری بلبل
پتھر دلوں کو آجا اشکبار کر
مرشد جاں کر قبول منیر کو
اس کو غم دلبر میں اشکبار کر

کلام

اے پیر مغاں دل کو میرے توڑ دیجیئے
آنے کو ہے بہار رخ کو موڑ دیجیئے
اے پیر مغاں جان مصیبت میں پڑ گئی
کچھ بڑھ کے میری جان ستم اور کیجیئے
جاتی نہیں ہیں قلب و جگر کی اداسیاں

پتھر اٹھایئے میرا سر پھوڑ دیجیئے
اک ٹکڑا میرے سینے میں ہے ایک تمہارے
دو ٹکڑوں کو ملایئے دل جوڑ دیجیئے
بس ایک بار مسکرا کے دیکھیئے مجھے
پھر اس کے بعد میری آنکھیں پھوڑ دیجیئے
اب جان پہ بن آئی ہے اے جان مسیحا
اس الجھے ہوئے دم کو آج توڑ دیجیئے
پہچان نہ بن جاؤں تیری مرشد دوراں
رسوائے عشق ہوں میں مجھے چھوڑ دیجیئے
اے شیخ حرم میں غلام روئے یار ہوں
کافی ہے یار شیخوں کو سب چھوڑ دیجیئے
کیوں اب وہ نکلتے نہیں ہیں سیر چمن کو
کہتے ہیں مجھے مست کوچہ چھوڑ دیجیئے
کیونکر خفا ہے ہم سے وہ جان محبت
کچھ ذہن پر منیر اپنے زور دیجیئے

کلام

اپنی دستار اتار دی ہم نے
تیرے قدموں پہ وار دی ہم نے
ہر مرض کی شفایابی کے لیے

تیرے کوچے کی خاک دی ہم نے
نفس اک بوڑھا مداری تھا
گلے میں رسی ڈال دی ہم نے
شراب ملتی رہی میخانے سے
مست ہو کر گزار دی ہم نے
زندگی خانہ بدوشوں کی طرح
دشت و صحرا میں کاٹ دی ہم نے
منیر تربت بھی ہم پہ نازاں ہیں
غم جاناں میں جان دی ہم نے

کلام

یہ قلندر جو سر مسند پہ بٹھائے گئے ہیں
جو بھی آئے ہیں دنیا میں ستائے گئے ہیں
ان کو خیرات بو علیؑ ملی ہے ورثے میں
سوز الفت میں صبح و شام جلائے گئے ہیں
دل عجب ہے سوکھا کنواں صحرا کا
سنگ اشک عجب ہے بہائے گئے ہیں
صبر اور رونا ہے جزا یہی انصاف عظیم
یہ سب بیمار سمندر میں رلائے گئے ہیں
یہ در عشق میں مانند شمع جلتے ہیں
در دنیا سے یہ مہ خوار اٹھائے گئے ہیں

یہ ازل سے غلام روئے یار ہیں واعظ
دائمی ان کو جام عشق پلائے گئے ہیں
جب یہ تکرار پہ آجائیں تو گل بیمار
ٹوٹے پتھر بھی آفتاب بنائے گئے ہیں
منیر زار بے نشاں نشان رکھتے ہیں
بے حجابانہ زخم ان کو لگائے گئے ہیں

کلام

وہ گئے تو بس گل بیمار کا بھی دم گیا
پیچھے ان کے دل گیا پھر اس کے پیچھے سر گیا
اس قدر رویا گل بیمار ان کی یاد میں
مہ کدے کو مہ کشوں وہ چشم تر سے بھر گیا
جب مریض عشق کو دیکھا طبیبوں نے کہا
سخت دل تھا اس قدر کیسے کلیجہ پھٹ گیا
ان کے نقش پا کو آنکھوں نے بنا ڈالا حرم
بس یہی سر پر سجا کر وہ مریض غم گیا
دار فانی چھوڑ کر سب رشتے ناتے توڑ کر
اب یہ سنتے ہیں گل بیمار اپنے گھر گیا
کیوں نہیں آیا گل بیمار اب تک خلد میں
جاؤ جاؤ مہ کشوں دیکھو کہاں وہ مرگیا

کلام

بے قراری میں سکوں مل رہا ہے
داغ حسرت اٹھا کے لا بلبل
یہ پروانہ دوائے دل بنے گا
اسے لے جا جلا کے لا بلبل
سوکھ کر تنکا ہوگیا ہے عاشق
منہ میں اپنے اٹھا کے لا بلبل
خون روتا ہے پیار کا مارا
وقت ماضی بھلا کے لا بلبل
ہم اسے رنگ دیں گے عاشقی کے
چراغ حسرت بجھا کے لا بلبل
روٹھا رہتاہے بزم دنیا سے
منیر کو جا منا کے لا بلبل

کلام

گل بیمار کو وہ مست بنائے ہوئے ہیں
حجرہ دل میں راز داروں وہ آئے ہوئے ہیں
نقاب گل میں روئے عشق چھپائے ہوئے ہیں
شاہ جیلان ہیں محفل کو سجائے ہوئے ہیں

کیجیئے چشم کرم بے بال و پر کے پنچھی پر
باغ گریہ نے عجب زخم لگائے ہوئے ہیں
کچھ انہیں خوف نہیں تیرے گداگر ہیں جو
تیرے کوچے کی خاک سر پہ اٹھائے ہوئے ہیں
کاسۂ دل میں کئی چھید ہوگئے ہم سے
ہم محبت میں میری جان ستائے ہوئے ہیں
ہم گناہ گار تڑپتے ہیں سوز الفت میں
جاں پر اپنی ستم عشق میں ڈھائے ہوئے ہیں
یہ شہیدوں کی سلطنت ہے بے خبر ناصح
چشم ویراں میں کفن پوش سلائے ہوئے ہیں
چپ لگی ایسی اب آواز نکلتی ہی نہیں
تونے بھی کیا منیر درد منائے ہوئے ہیں

کلام

وہ دل ہی کیا جو راہ عشق میں پامال نہیں
وہ کچھ نہیں جو تیری رہگزر کی خاک نہیں
کیا ہے تیغ ادا نے شہید سوختہ دل
تیرے فقیر کا اب دنیا میں قرار نہیں
وہ بدنصیب ہے دونوں جہانوں میں پیارے
جو تیرے چاند جیسے چہرے کا غلام نہیں

مسجد و خانقاہ میخانہ ہو یا بت خانہ
اب کہیں بھی گل بیمار کو آرام نہیں
جب میں مرجاؤں گا تو لوگ سکوں پائیں گے
ابر رحمت کا ہوں جب تک کوئی امکان نہیں
کاش ماں نے مجھے جنا ہی نہ ہوتا ناصح
مجھ سے بڑھ کر جہاں میں کوئی گناہ گار نہیں
اب اندھیرے سے بھی ڈر لگتا ہے منیر حزیں
قبر تاریک ہوگی کچھ بھی زاد راہ نہیں

ــــــــــ

عمل سے پہلے رہنمائی حاصل کراسلیئے کہ عمل کی راہیں
بہت وسیع ہیں
اے واعظ ناصح اگر ہم خونخوار خنجروں کی نوک پر سجدہ
کریں اور وہ خنجر ہماری آنکھوں میں پیوست
ہوجائے پھر بھی ہم اس کی دی ہوئی نعمتوں میں سے
کسی ایک نعمت کا بھی حق ادا نہ کرسکیں گے
سن اے عزیز جاں اللہ پاک کی نعمتیں تو نافرمانوں
کے لیے بھی وسیع ہیں پھر اس کے محبین کس طرح
ناامید ہوسکتے ہیں

کلام

یار فریدؒ میں ہار گئی
یار فریدؒ میں ہار گئی

میں زخم دل کے ساتھ گئی
سر لے کے اس دربار گئی
بے کشتی سمندر پار گئی
یار فریدؒ میں ہار گئی

یار فریدؒ میں ہار گئی
یار فریدؒ میں ہار گئی

جنت سے ہمیں دوزخ پھینکا
دل اس کے لیے در در بیٹھا
اس قاتل نے یہ سب دیکھا
کہ کہاں کہاں بیمار گئی

یار فریدؒ میں ہار گئی
یار فریدؒ میں ہار گئی
اب روز و شب کا رونا ہے

اشکوں سے چہرہ دھونا ہے
جو جاگے انہیں کیا سونا ہے
جب مر گئی تو جاگ گئی

یار فریدؒ میں ہار گئی
یار فریدؒ میں ہار گئی

دل مقبروں کا ڈیرہ ہے
خاموش زباں پر پہرہ ہے
یہ زخم بڑا ہی گہرا ہے
تھی خطا میری میں مان گئی

یار فریدؒ میں ہار گئی
یار فریدؒ میں ہار گئی

دل غم کا مارا ٹوٹ گیا
دل دوست ہمارا روٹھ گیا
وہ چشم حزیں کو لوٹ گیا
آنسو آنسو کی جان گئی

یار فریدؒ میں ہار گئی
یار فریدؒ میں ہار گئی

ہے کون ہمارے ساتھ یہاں
ہے کون گل بیمار یہاں
ہے کون منیر زار یہاں
کیا راز ہے بندی جان گئی

یار فریدؒ میں ہار گئی
یار فرید میں ہار گئی

میری صورت دیکھ بگڑ گئی
میری آنکھیں دیکھ اجڑ گئی
میری بات فریدؒ بگڑ گئی
مجھے یاد پیا کی مار گئی

یار فریدؒ میں ہار گئی
یار فریدؒ میں ہار گئی
مجھے شاہ عشق نے چھوڑ دیا
میرے ٹوٹے دل کو توڑ دیا
اس اندھی بہری دنیا کے
مجھے رحم و کرم پہ چھوڑ دیا

یار فریدؒ میں ہار گئی
یار فریدؒ میں ہار گئی

کلام

کرتا ہے ملامت کرنے دو وہ راز ہمارا کیا جانے
جس نے عشق چکھا ہی نہیں وہ اسکے مزے کو کیا جانے
جو عشق سے خالی بندہ ہے وہ اندھا ہے راہ طریقت میں
جو سوکھے کنویں کا مینڈک ہو وہ بحر کرم کو کیا جانے
ہر گل گل بیدار نہیں ہر اشک میں خوشبوئے یار نہیں
جسے زخم لگے ہوں نہ فرقت میں وہ سوز چمن کو کیا جانے
گئے خون دل لے کر اپنا اے خسروؒ ہم بھی دنیا سے
انجام یہ عشق کا دیکھ لیا کیا حشر میں ہوگا خدا جانے
کب راس ہے خوشبو بھنگی کو گنجا الزام دے کنگھی کو
جسے درد محبت عطا نہ ہو وہ رنگ فقیر کا کیا جانے
کسی بات کا کوئی جواب نہیں دیتا ہے اب غم کا مارا
منیر حزیں خاموش ہے مستوں کیا ہوا ہے خدا جانے

کلام

حجاب رخ سے اٹھا آفتاب کردے مجھے
صدائے عشق رشک ماہتاب کردے مجھے
بخش دے روح کو اب مستقل خمار اپنا
اے چشم بے نیاز بے حساب کردے مجھے

کاسۂ دل میں نقش پائے جان رحمت ﷺ دے
کر اپنا فضل و کرم لاجواب کردے مجھے
بنے دل تربت خواجہ بقا باللہ میری
بہادے خون جگر اور مزار کردے مجھے

کلام

قطب عالم خواجہ خواجگان حضرت فضل علی قریشی نوراللہ مرقدہ

محبوب ﷺ کی عطا ہے فضل علی قریشی
اک راز دلربا ہے فضل علی قریشی
جو بیٹھ گیا بیٹھ گیا اٹھنے کا نہیں
بہشت کی ہوا ہے فضل علی قریشی
لے کوچۂ فضل علی کی خاک کے بوسے
تیرے درد کی دوا ہے فضل علی قریشی
باغ علیؓ میں آشیاں ہے مجھ فقیر کا
مستوں پہ مہرباں ہے فضل علی قریشی
خوشبو تیری نہ ہم سے چھپائی گئی حضور
اب راز کھل گیا ہے فضل علی قریشی
دستار میری چشم محبت کو بھا گئی
یہ تیری خاک پاء ہے فضل علی قریشی

جھنڈے تلے منیر تیرے روز حشر ہو
میری یہی دعا ہے فضل علی قریشی

کلام

حضرت خواجہ قطب عالم فضل علی قریشی نور اللہ مرقدہ

جب شب گریہ ہم پہ ظلم و ستم ڈھاتی ہے
تربت فضل علی قریشیؒ سے صدا آتی ہے
مانا بدکار ہیں پر در نہ ان کا چھوڑیں گے
قطب عالم کی خاک اپنا دھرم نبھاتی ہے
وہی محبوب ذوالمنن ہے میری آنکھوں میں
چشم مست نواز اپنا اثر دکھاتی ہے
ہم محبت میں جان دے چکے اے مرشد جاں
عاشقی آنکھ کے دریا میں خوں بہاتی ہے
آتش عشق میں ہم جل گئے اے جان بہار
راکھ ہی ہے جو تیرے در پہ اڑ کے آتی ہے
محمد شاہ قریشی جو ہیں مستوں کے امام
ایک ایسی شمع ہے جو راز دل اٹھاتی ہے
ان کے جوتے منیر زار کی پگڑی میں رکھو
یہ وہ خوشبو ہے جو بیداروں کو جگاتی ہے

کلام

حضرت خواجہ سیدی و مرشدی محمّد شاہ قریشی حفظہ اللہ تعالیٰ

اے محمّد شاہ قریشی گل بیمار ہیں ہم
ہم تجھے دیکھنے آئے ہیں چلے جائیں گے
اے مہربان چاند ہم فقیروں سے چہرہ نہ چھپا
ہم تجھے دیکھنے آئے ہیں چلے جائیں گے
آ میری جان کچھ سامان دل کا ہو جائے
ہم تجھے دیکھنے آئے ہیں چلے جائیں گے
ہم کسی شے کے طلبگار نہیں ہیں تجھ سے
ہم تجھے دیکھنے آئے ہیں چلے جائیں گے
تو نظر ڈالے یا نہ ڈالے ہم فقیروں پر
ہم تجھے دیکھنے آئے ہیں چلے جائیں گے
چاہے دھتکار دے تو ہم کو آستانے سے
ہم تجھے دیکھنے آئے ہیں چلے جائیں گے
دے اپنے حُسّن کی زکوٰۃ ہم اسیّروں کو
ہم تجھے دیکھنے آئے ہیں چلے جائیں گے
کیوں بگڑتے ہیں میرے آنے سے مہ خوار تیرے
ہم تجھے دیکھنے آئے ہیں چلے جائیں گے

اب منیر حزیں کو دکھ نہ دے محمد شاہ
ہم تجھے دیکھنے آئے ہیں چلے جائیں گے

چلو منیر گھر چلیں
ماں راہ دیکھتی ہوگی

وہ جس میں قوت برداشت نہیں
وہ اچھے اعمال ضائع کردیتا ہے

یہ نفس مطمئنہ ہے یہ دل کو پاک کرتی ہے
محبت پاک ہوتی ہے یہ پاکی والے کرتے ہیں

ناپ تول میں کمی کی کمائی سے
خدا بچائے سب کو اندھی بینائی سے

درویشوں کی زندگی کیا ہے
با خدا کوئی زندگی ہی نہیں

منیر غم کدے کا مزاج
سوگواری کے سوا کیا ہے

صاحب دل کو جاننے کے لیے
صاحب دل ہونا ضروری ہے

جن کے سینے زخمی نہیں ہیں
عشق کا درد وہ کیا جانیں

عجب خوشبو سے وضو کرتا ہے
دل ان کے کوچے کا فقیر ہے

نام سے پھول انکے کھلتے ہیں
ہم انہیں روز دل سے چنتے ہیں

چاند کو چاندنی مبارک ہو
سورج غروب ہوا چاہتا ہے

زندگی کیا تھی خواب تھا
میرے مالک گزار آیا ہوں

ہاں ملے جام شہادت کا مجھے
تیرے قدموں کی خاک ہوجاؤں

اب میں لے جاؤں گا خود کو یہاں سے
اب میرا رونا مجھ سے نہیں دیکھا جاتا

ایمان کھو چکے ظالم کی اطاعت میں
اب اپنی اپنی باری کا انتظار کرو

دھڑکنیں چنتی نہیں ہیں کانٹوں کو
یہ دل کب تک ہمارا روئے گا

حاکم وقت ہے بیگانوں مسجد ضرّار
امام اس میں باپردہ کانا دجال
نمازی اس میں ہیں یاجوج ماجوج
امام مہدی تیری تلاش میں ہوں
جناب عیسیٰ کے انتظار میں ہوں

چل اٹھ منیر جنگل کو چلیں
سب درندے شہر میں آگئے ہیں

اب تو لحد سے سنیئے گا کلام محبت
مدت ہوئی وہ عاشق بیمار مرگیا
بس زندگی تھی اتنی گناہگار کی منیر
وہ بے کس و لاچار پریشان مرگیا

اپنی تربت سے منیر اشکبار نکلا ہے
منہ چھپائے ہوئے جاتاہے جانب دوزخ

یہ فکر و غم میرے چہرے کو وراثت میں ملا
منیر زار میں گدائے در جانانہ ہوں

اداس ہو جاتا ہوں میں شاہ قاتل
جب کبھی خود کو دیکھتا ہوں میں

اے طبیب شہر دوا بے اثر ہے
ہر کوئی کہتاہے دعا کی جائے
پہنچ گیا ہے ہلاکت کے مقام پر
غم کے قیدی کو شفاء دی جائے

یہیں سے نکلے گی راز و نیاز کی باتیں
دل کے دروازے پر تم نام علی لکھ دو
رہے نظر پہ پہرا میں حیادار بنوں
میری آنکھوں پہ تم عثمان غنی لکھ دو

چشم تر مانگنے والے مستوں
اشک کو درد دل بہاتا ہے
آ پڑا جو در حبیب ﷺ پر
دو جہانوں کی خیر پاتا ہے

دوست ناراض نہ ہو جائے اسی ڈر سے
بد دعا بھی میں دے نہیں سکتا

اب گناہگار توبہ کر چکا ہے
ہاں محرم کے اس مہینے میں
ہڈیاں جل گئیں ہیں سینے میں
اب ہمیں لے چلو مدینے میں

تم نے تو غلاموں کو پیمبر بنادیا
تم نے تو مزارات کو مندر بنا دیا
مانا ولی کو بات ولی کی نہیں مانی
تم نے تو قلب و روح کو کھنڈر بنا دیا

بھیڑ کے پیچھے بھیڑ ہوگی العوام کا الانعام
قبر کو کیوں عبادت گاہ بنا لیا تم نے

قبروں کو نہ بناؤ عبادت کی جگہ
سجدہ ہے خاص رب دو جہاں کے لیے

قبر کے رخ پہ نماز نہ پڑھ
یہ بڑا فتنہ ہے نماز نہیں

سجدہ عبادت ہے بے وضو حرام ہے
اس کا دنیا سے تعلق نہیں ہے

آج میں بے قرار اس قدر ہوں
جیسے خنجر برس رہے ہیں مجھ پر

جگنو تو راکھ ہو چکا جل جل کے ناصحوں
سورج ابھی گردش میں ہے فراق یار میں

غم حسینؓ میں جو شب ہماری گزری ہے
تو نیکو کار ہیں اس شب میں ہم خدا کی قسم

کوچۂ اشک ہوں محبت میں
مجھے حسینؓ سے محبت ہے

ـــــــ

خیرات پائی شمس و قمر نے تیرے در سے
واہ رے حسینؓ یہ تو سب کے سر پہ چڑھ گئے
کرے قبول مجھے کوئی نہیں میرے آقا حسینؓ
تیرا در چھوڑ کے جاؤں تو پھر ہلاکت ہے
تیرے کوچے میں آپڑا ہوں اب سنبھالیں مجھے
اب میری جاں میرے چاروں طرف ملامت ہے

ـــــــ

تم اس سے میرے درد کی روداد سنو گے
جس آنکھ نے دیکھا نہیں جلال رخ یار

ـــــــ

میری تلاش میں ہیں شب ہجر کے مارے
پتھر اٹھائے پھرتے ہیں سب دیدہ بیمار

ـــــــ

پتھر خود آ کے لگتے نہیں ہیں منیر زار
کچھ دوست ابھی ہیں میرے شہر ملال میں

ـــــــ

حسینؓ ابن علیؓ کی قدم بوسی عطا نہ ہوئی
اگر عطا ہوتی تو میں بھی وقت مجدد ہوتا

ـــــــ

جو کہا ہے گل بیماروں عمل کرنا
مسکین عاشق کے جنازے پر نظر رکھنا
منیر زار ابھی بھی زندہ ہے
اس کو زندان مین دفن کرنا

وہ فاقہ مست تیرے شہر میں اب بھی ہیں حضورﷺ
پیٹ پھٹ جاتاہے پر آہ نکلتی نہیں ہے

ڈراؤ نہ مجھ کو اندھیری قبر سے
یہ مسکین دل ہے چراغ محمدﷺ

مجھے تو چاہیے کیے مسکین منیر
مجھے دیر و حرم سے کیا لینا

قریب المرگ کا لے آخری سلام مرشد
منیر زار گل بیمار رخصت چاہتا ہے

اک شجر رب کی تجلی کا مرکز بنے تو ٹھیک
اک بشر رب کی تجلی کا مرکز بنے تو کفر

ہم ہی ظلمت کدے میں شوق کی بینائی ہیں
ہم تماشہ ہیں یہاں ہم ہی تماشائی ہیں

مقتدی گرتے ہیں روز آنکھوں سے
امام اندر سے نکلتا نہیں ہے

تو امّتی ہے جان رحمت کا
منیر کیا یہ تیرا کمال نہیں

گل بیمار مصائب سے کیوں گھبراتا ہے
وقت اچھا ہو یا برا ہو گزر جاتا ہے

اے باد صبا خاموش ہو جا
آج میں بہت حساس ہوں

مدتوں بعد بھی وہ جیسے تھے ویسے ہی رہے
اب بھی وہ اپنی بے رخی پہ ہیں قائم مستوں

منیر تو اپنی زبان قابو میں رکھ
اخلاق حسنہ نہیں تو اختلاف نہ کر

شفا ملتی ہے رخ یار سے
درد دل کی دوا نہیں لیتا

روتا ہوا ملا ہوں میں خود کو جناب شیخ
اب آتش زنداں میں میری قبر بنا دو

زمین دل ہے اور دکھ بو رہا ہوں
گل بیمار ہوں میں رو رہا ہوں

دین و دنیا سے بھلا کیا غرض ہم رندوں کو
ہم تیرے درد کی خیرات لینے آئے ہیں
شیخ آیا ہے تو کعبے کی زیارت کے لیے
ہم یہاں تجھ سے میری جان ملنے آئے ہیں

عشق میں کفر نہیں ہوتا صاحب
عشق کفر کو قبول ہی نہیں کرتا

اے سوختہ دل بلبلوں مار ڈالو مجھے
ورنہ میں سب کو مار ڈالوں گا

وہ جانتے ہیں ان کی چوکھٹ پر میں گناہگار خون روتا ہوں
مجھ میں جرأت نہیں ہے دستک کی وہ بھی دروازہ کھولتے نہیں ہے

ــــــــــ

مرشد عشق نے دروازہ کھلا چھوڑ دیا
گل بیمار شرابی ہے کہاں جائے گا

ــــــــــ

غم بھی بڑی بلا ہے دوستو
ہم بھی پیدائشی اسّیر ہیں

ــــــــــ

شیخ احمدؒ تیرے فیضان کو یہ کیا جانیں
تونے کعبے کو چشم تر میں چھپا رکھا ہے

ــــــــــ

منیر کے دل کی چمڑی چاہیے
ان کی نعلین زخمی ہوگئی ہے

ــــــــــ

گم شدہ لاپتہ ہے جو انسان ہے
جو عاشق نہیں ہے وہ حیوان ہے
اٹھ منیر حزیں باندھ رخت سفر
یوں سنا ہے کہ قاتل پریشان ہے

ــــــــــ

بس ایک قطرہ خلاصہ ہے سات سمندروں کا
اسے یکسوئی کے آئینے میں اتر کے دیکھو

کپڑا سفید لائے ہیں خدام اشکبار
کہتے ہیں اٹھ منیر تجھے مار دیا ہے

کسی پاگل نے دستک دی ہے
حضور خنجر پیالہ مانگتا ہے

یہاں کی موت بھلی ہے گناہگاروں کو
وہاں تو موت بھی نہ آئے گی گل بیمار

سب سے افضل ہیں انبیاء کے بعد
امیر المومنین صدیق اکبرؓ

راہ توحید کے سالکوں کی انتہا
آپ کی ابتداء ہے با یزید بسطامی

کہیں میں جلوہ جاناں کہیں رسوائے عالم ہوں
کہیں میں رہنما ہوں اور کہیں بھٹکا مسافر ہوں

چاند سورج سب ستارے اور جگنو منیر
یہ سب در اہل بیت کے گداگر ہیں

ــــــــ

چہرہ تر لیے بیٹھا ہوں منیر
آنسو آنسو پکارتا ہے حسینؓ

ــــــــ

گداگروں کی قدم بوسی کے لیے
دل میرا در حسینؓ پہ رکھ دینا

ــــــــ

اس نے تو ہر امید میری توڑ دی منیر
اب کیا کروں میں اس دل راہ غبار کا

ــــــــ

یہود و ھنود کی طاقت نہیں وہ ہم سے لڑے
دیکھ لینا ہمیں اپنے ہی مار ڈالیں گے

ــــــــ

وہ جب آئے میرے مزار پر
آنکھ ان کی اشکوں سے بھر گئی
میرا صبر مجھ سے چلا گیا
میری قبر میں آگ لگ گئی

ــــــــ

کیا عجب ہے جو مجھے ہوش نہیں ہے ساقی
کل یہ خیرات میں نے تیرے در سے پائی ہے

ارے بے نشاں مسافر یہ عطائے عاشقی ہے
نقشے بنا دیئے ہیں جو گرد و غبار نے

وہ لے گئے گلے میں مجھے پٹہ ڈال کے
اب میں نہیں ہوں حضرت میرے مزار میں

خستہ عاشق گل بیمار کو
تیرے ظلم و ستم نے مار ڈالا

خون دل مہ کشوں بہا رہا ہوں
خالی آیا تھا خالی جارہا ہوں
ورق آخر ہوں جائے عبرت ہوں
وقت ماضی کی خاک اڑا رہا ہوں

گرچہ کوئی نعمت نہ ہو پھر بھی
ملک آخرت بہتر ہے دار فانی سے
کیونکہ اے دوست وہ دائمی ہے
زندگی کو اپنی برباد نہ کر

روشنی اپنا ہنر کھو چکی ہے
چاند کو ساتھ لے کر جار رہا ہوں
وقت نزع وہ آئے بیٹھے ہیں
روح مضطر نکل میں جا رہا ہوں

تیرے کوچے سے وہ بدمست اب گزرتا نہیں
تیری آنکھوں کا راز ہر کسی پہ کھلتا نہیں

مقام اشک نہیں ہوں مستوں وہ وقت ہوں جو گزر چکا ہے
اب ان کا اشک وفا عجب ہے ہم اپن رونا تو رو چکے ہیں

آنکھ کھلتے ہی غم ملا مجھ کو
میں محبت کی یاد میں رویا

ایک بوڑھا تھکا ہوا بیمار شیر
شکار کر نہیں سکتا سکھا تو سکتا ہے

قیامت قائم ہوگئی ہے اس پہ واعظ
منیر مر گیا جیسا بھی تھا اب رہنے دو

میں اٹھا در جاناں سے روتے ہوئے جان جاں
تیری خوشبو میرے جاناں میرے ساتھ آگئی ہے
نہ کسی نے دی گواہی میرے حق میں روز محشر
تیرے در کی خاک بوسی میرے کام آگئی ہے

جھاگ تھی بیٹھ گئی بس رہنے دو
تم شہداؤں کے وارث نہیں بے غیرت ہو

دل میں جب سے وہ سمایا ہے
ہمارے دل سے ڈر نکل گیا ہے

وہ خوش الحان بلبل رات بھر روئی گلستاں میں
یہ کس نے صبر کے کنویں میں اپنا ڈول ڈالا ہے

منیر تو مرشد کے میخانے میں آ
گلقند کا سواد گدھے کیا جانیں

اس شہر میں ہم مستوں کا کوئی ہم خیال نہیں ہے
ہم کس کو حال سنائیں کوئی محرم راز نہیں ہے

رنج و غم سے گل بیمار جل مرا ناصح
اب نصیحت جو مجھے کی تو مار ڈالوں گا

یاد میں تیری بہت خون بہاتا ہے یہ
گل بیمار کے گلے میں رسی کس دیجیئے

منیر ناصحوں کی نصیحت سے بچ
شراب کے سمندر میں خیمہ لگا

ہم نے قید و قفس میں رنگ دیا دیواروں کو
اب یہاں کوئی میری جان رہ نہ پائے گا

وہ تو عاشق تھا میرا جس کے لیے
میں نے در در کی خاک چھانی ہے

واعظ نماز میں گیا جنت کی سیر کو
اور ہم منیر یار کی صورت میں کھو گئے

سلسلہ ختم ہونے والا نہیں
غم وراثت میں منتقل ہوں گے

حرام رزق نے احساس دفن کر ڈالا
پڑوس میں شیر خوار بھوک سے بلکتا رہا

گل بیمار لٹ گیا ناصح
آنسو آنسو انہیں پکارتا ہے

لو ہم نے داستان ختم کردی
ہم بھی مٹی تلے جاکے سو گئے

چمن فضل علی قریشی تیرا نورانی
دلوں کو مل گئی خوشبو عطائے رحمانی

فیصلہ تیرے ہاتھ ہے پیارے
سوز الفت میں زخم کھا رہا ہوں
جب سے آیا ہوں مغضوبہ زمیں پر
بس یہاں اپنا دل جلا رہا ہوں

گل بیمار رات سو نہ سکا
چھت گری تھی کسی بیمار پر

جو حضرت موسیٰ کو نہ لوٹائے خالی ہاتھ
ملتاہے سلسلہ ہمارا اس فقیر سے

ــــــــــــ

اپنی ہی آگ سے جلتے ہیں جگنو
گل بیمار ان کا پیر ہے

ــــــــــــ

جو دعا مفت میں دے دیتا ہوں
وہ تمہیں حشر میں کام آئے گی

ــــــــــــ

لوگ ہنستے ہیں مجھے دیکھ دیکھ کے مرشد
شدت غم سے میں نڈھال ہوا جاتا ہوں

ــــــــــــ

تصور عالم ربانی ہے عاشق بفضل جذب
عاشق ہے لاشیء احقر و عاجز منیر زار

ــــــــــــ

صبر جمیل اب مجھے حاصل نہیں اے دوست
آ دل سے دل ملا میری جاں دل کو جوڑ دے

ــــــــــــ

خون دل سے میرے فسانے کو
بلبلوں نے ہوا پہ لکھ دیا ہے

ــــــــــــ

جھومتا جاتا ہے کیوں آگ میں تو دیوانے
ہوش کر ہوش یہاں جال بچھایا گیا ہے

ــــــــــــ

یہ آہ زاری عاشقوں کا کام ہے
آپ بس رونے جیسا منہ بنالیں

ــــــــــــ

شاہ عشق بڑے مزے میں ہے ہاں وہی گل بیمار منیر
آپ اب ظلم کیوں نہیں کرتے کیا مہربانی کرنا چھوڑ دی ہے

ــــــــــــ

مجھ جلے ہوئے پر رحم کھا اے دوست آجا
میں تیرے ہجر کی آگ کو اب بھی پانی سمجھ کے پیتا ہوں

ــــــــــــ

زبان سے میری سب اس نے کہا ہے
وہ میرا یار میرے سر چڑھا ہے

ــــــــــــ

ہم سے مخلص جناب سب سمجھتے ہیں
ہم سے نادانوں سیاست نہ کرو

ــــــــــــ

میری خوشی تیری خوشی میں ہے اے جان بہار
بڑھادے ظلم و ستم آنسوؤں سے بھردے مجھے

کیا حقیقت ہے فنا ہونے والی دنیا کی
اور حقیقت کو تیری کون یہاں سمجھا ہے

کام طعنہ زنی ہے بے ہنر کا
صاحب عشق صاحب ہنر ہے

میرے نصیب میں ہوتا تو کیوں آتا در پر
اپنے حصے سے میری جان عطا کردے مجھے

ہمارے پیالے میں منیر عشق کی خیرات پہنچی
کیوں بحر عشق سے لوٹا ہے شیخ خالی ہاتھ

جو جانے والا ہو سب چھوڑ کر خاموش نگر
وہ کیا دیکھے گا شیخ زندگی کی لذّت کو

منیر مست نہ جانے کہاں ہوگا خدا جانے
نیا اک زخم دینا ہے اسے کہہ دو کہ لے جائے

ہے ملاوٹ ان جڑی بوٹیوں میں
اور تیرا علاج بھی ان میں نہیں ہے

تجھ سے دنیا کی بو نکلی نہیں ہے
اور تو کہتا ہے کہ درویش ہوں میں

یہاں سب دلیلیں بے اثر ہیں
گدھوں کا کام بوجھ اٹھانا ہے

راستے بہت دشوار کڑے ہوتے ہیں
درویشوں کے زخم بڑے ہوتے ہیں
تو ہی زندہ ہے رگ و جاں میں
ورنہ یہ وجود مرے ہوتے ہیں

قصر احد میں قیام کر
ابتدا انتہا ایک ہے مست

کوئی دیوانہ بے خبر ملے گا
آج صبح سے خمار میں ہوں

درندے سوتے نہیں سونے والوں
میں خبر دار کرکے جارہا ہوں

دیکھ کیا ہوگئی حالت تیری
کہاں یہ آنکھ لگائی تو نے
کہاں اوقات تیری منیر حزیں
کہاں یہ آنکھ ملائی تو نے

نام پیا کا جب منہ سے نکلا
سر پکڑ کر رہ گئی سکھیاں

اپنے میخانے میں پڑا رہنے دو
منیر شرابی ہے کہاں جائے گا

اس لیے آئے نہیں سیر چمن کو معشوق
تونے ٹکڑوں میں یہاں دل کو بچھا رکھا ہے
صرف عاشق ہی نہیں پھرتے تیرے پیچھے منیر
مست ملاّؤں نے بھی حشر اٹھا رکھا ہے

قصہ مت چھیڑیئے اس پریشان کا عاشق زار کا
سوز جان حزیں چشم ویران کا رند برباد کا
گلستاں جل گیا راکھ بھی اڑ گئی کوئی شے نہ بچی
رہ گیا غم غم شاہ خوبان کا صبر بیمار کا

جنت کے باغات بھی خیرات کردیئے
کیا تخت نشیں حضرت عثمان غنیؓ ہیں

ــــــــ

یہ آنکھ کا آنسو نہیں جان ہے میری
یہ یاد روئے حضرت عثمان غنیؓ ہے

ــــــــ

وہاں ذوالنورؓ ہیں یہاں ذوالنورینؓ
آپ کیا جانیں راز کی باتیں

ــــــــ

گئی گلاب یہاں اترے ہیں
رنگ مستانہ وار بکھرے ہیں
بے حجابانہ چمن سے مستوں
یقیناً عثمان غنیؓ گزرے ہیں

ــــــــ

جمال یار اس کے پر پہ چڑھا رہتا ہے
گل بیمار ان کے در پہ پڑا رہتاہے
بات کرتا نہیں بیمار غم کسی سے بھی
در محبوبﷺ شمع بن کے کھڑا رہتا ہے

ــــــــ

خود خزانہ ہے اور خزانے پر
منیر سانپ بن کے بیٹھا ہے

ــــــــــ

ہزاروں زخم گلے پڑتے ہیں
تب یہ آواز گریہ بنتی ہے
شہید عشق آفتاب نم ہے
خوشبوئے خون نقش رکھتی ہے

ــــــــــ

ڈوب جا غوطہ لگا ھُو آفتاب راہ ہے
ھُو جہان عاشق ہے ھو در الہام ہے

ــــــــــ

اختلاف اپنی جگہ ہے ہمارا واعظ سے
احترام اپنی جگہ ہم منیر رکھتے ہیں

ــــــــــ

میرے جانے میں بھلا ہے سب کا
بس یہی بات میں سمجھتا نہیں

ــــــــــ

منیر سے زھد و تقویٰ عشق میں پامال ہوا
اب وہ آقائی غلاموں کا صنم خانہ ہے

ــــــــــ

کوئے جاناں بھی جاسکتا نہیں کہ اب مجھ سے
منیر زار جلے ہوئے خون کی بو آتی ہے

ــــــــــ

دعویٰ عشق ہے اور عشق میں بخار نہیں
کتنے جھوٹے ہیں یہ محبوب کے بیمار نہیں

یہاں کٹھ پتلی کی راج پیا
کہیں دو دھاگے کہیں چار پیا

سب کچھ تھا مجھے یاد تیری یاد سے پہلے
ہم دھن میں مسکراتے تھے صیاد سے پہلے
کیا اب خوشی کی خبر سے حاصل ہو کچھ منیر
یہ مجھ کو سنائے دل برباد سے پہلے

نہ ٹوٹ اس قدر دل آزار کیا کر
غم ہی سہی خوشی سے ہمکنار کیا کر
ان آنکھوں سے کہدے نہ اشکبار کیا کر
اٹھ اے دل بسمل طواف یار کیا کر

ہو تم کو مبارک یہ ادا ناز چمن کی
ہم خاک مدینہ پر قربان ہوگئے
بیکس پناہ بارگاہ پہنچے منیر زار
کیا پھڑ پھڑا کے رہ گئے بے جان ہوگئے

نہ پوچھ حال کہ اندر تلک خماری ہے
وہ تیرا حسن کہ محفل پہ لرزہ طاری ہے
نگاہ شوق اٹھی ہے طبیب دل کی طرف
نہ ہوش دل ہے تیرا کیف مجھ پہ طاری ہے

جو گئے ہیں مہ کشوں منزل مقصود تک وہ جانیں
میں سب سے پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوں
وہ جو ہیں شہسوار معرفت مشعل راہ ہیں
میں سوکھا تنکا ہوں بہہ جانے والوں میں سے ہوں

ہم فقیروں کو اللہ کافی ہے
ہم اسی پر بھروسہ کرتے ہیں

دل عشاق کاشانۂ محبوبﷺ ہے
چشم تر درد کاشانۂ محبوبﷺ ہے

مٹی مٹی جدا ہوتی ہے ناصح
پانی پانی میں فرق ہوتا ہے

یا جنیدؒ یا جنیدؒ کی صداؤں نے
شریعت کو دیوانہ کردیا ہے

امیر القلوب جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں
اللہ کے عطیے دائمی ہوتے ہیں

ــــــــــــ

عارف دو مختلف وقتوں میں
ایک حالت میں نہیں رہتا
کبھی ڈوبتا ہے کبھی ابھرتا ہے
ابھی یہاں تھا ابھی چلا گیا ہے

ــــــــــــ

وہ مل گئے ہیں دیکھ اب تو اے دل بیدار
اب بزم دو جہاں سے بچھڑ جانا چاہیے

ــــــــــــ

اک آہ بھری گر پڑے بے جان ہوگئے
ان کے سکون دل کا ہم سامان ہوگئے

ــــــــــــ

نہ دل لگا کہ کچھ نہیں تیرا
سرائے ہے یہ دنیا فانی ہے
گل بیمار شہد بھری نہروں میں
نہ خواب دیکھ کڑوا پانی ہے

ــــــــــــ

وقت رخصت ہے مجھے جانا ہے
حکم ربی کے انتظار میں ہوں

ــــــــــــ

میرے جاناں مجھے لینے آنے والے ہیں
اب میرا کام تمام ہونے والا ہے

مرشد بیدار کا صدقہ ہے سب منیر حزیں
میرا کمال نہیں کچھ بھی احقر خالی ہے

میں کیوں نہ روؤں کیوں نہ کروں جان و دل فدا
اس بار گاہ میں میرا بھی ذکر ہوا ہے

منیر ہوش میں آؤ قیامت آگئی
حشر کا میدان سجایا جارہا ہے

مست ہوں ناز و ادا سے جھومتا جاتا ہوں میں
ان کے نقش پاء کو مستوں چومتا جاتا ہوں میں

عشق میں کفر نہیں ہوتا صاحب
عشق کفر کو قبول ہی نہیں کرتا

تیرا بیمار تھا دم توڑ چکا
مرے ہوؤں سے شکایتیں کیسی

جو ہونا ہے وہ ہوکر رہے گا
آپ بس خیر کی دعا مانگیں

ہم فقیروں کا دل لگا رہے گا
ہم اسیروں کے زخم تازہ رہیں

بستر مرگ سے کیا اٹھتا غموں کا مارا
خون دل بہتا ہوا سنگ درجاناں چلا

میری دوزخ تیرا فراق ہے
میری جنت تیرا وصال ہے
مجھے دوزخ سے نکال دیے
میری جنت تیرا دیدار ہے

اب میری جان یہ پردہ کیسا
میں نے پہچان لیا ہے خود کو

آج دیکھا نہ گیا ان سے بھی
ہاتھ دل پر رکھا اور رو پڑے

دم نزع طلب روٹھ گئی
پانی روتا رہا پیالے میں

وہ دوا زہر سے بھی بدتر ہے
جو دوا تجھے ایمان سے محروم کردے

پاک زھراء کا در نصیب ہوا
اور کیا چاہیے منیر حزیں

وہ کسی میں نہیں پنہاں منیر
وہ کہیں بھی سما نہیں سکتا

گل بیمار قبر میرا گھر ہے
گل بیمار میں چراغ ہاشمی ہوں

اندھیری قبر سے واعظ ڈراتا ہے مجھے دیکھو
کہ یہ داغ محبت روشنی ہے میری تربت کی

زخم حسرت کو بھی ویرانے میں
چین ملتا ہے پڑا رہتا ہے

آسماں رو رہا ہے غم میں میرے
اور میں تیرے غم میں رو رہا ہوں

جو شہید عشق ہے منیر
وہ ہمیشہ زندہ رہے گا

تیرے سوا منیر زار کو
کہیں وفا نظر نہیں آتی

خون دل کا نچوڑیئے وضو کیجئے
بے وضو یار کا دیدار نہیں ہوسکتا

ایک پنچھی کے اجڑنے سے شجر مرجھایا
غم زدہ کو منیر غم کدے نے بہلایا

مجھے کہتے ہیں بہرا آج بھی وہ
جن کی خاموشی سے میں بیدار ہوا

میں پوچھ نہیں پایا وہ دے گیا جواب
کچھ لوگ سوالات کے محتاج نہیں ہوتے

نہ دیکھا ڈوبتی کشتی کی جانب
بس اتنا کہہ گئے شکر الحمد اللہ

ــــــــ

منیر وہ سند یافتہ جنتی ہے
ختم نبوت کا جو محافظ ہے

ــــــــ

ہوش کھو چکے ہیں پر بات کیجئے
بھٹکی ہوئی سزا سے ملاقات کیجئے
اٹھیے منیر میکدہ ویران ہوگیا
ڈھلتے ہوئے قمر کو آفتاب کیجئے

ــــــــ

ملے دو جہاں کی خوشی تجھے
اے طبیب درد بڑھا میرا

ــــــــ

نہ چل زمانے کے نقش قدم پر
نہ برا بول کچھ زمانے کو
سو جا تقدیر پہ رونے والے
نہ گلہ دے کسی بیگانے کو

ــــــــ

کچھ نہیں سیکھا دل بسمل نے
ادب سانچے میں صحیح ہوتا ہے

دنیا اسکی ہے جو غالب آجائے
صبر کا میدان وسیع ہوتا ہے

ــــــــــــ

پر آب عشق میں وہ بے حجاب رہتاہے
مکین دل میں کہیں لامکان رہتاہے
اتر کے دیکھ میرے دل میں واعظ ناصح
یہ میں نہیں ہوں کوئی بے حساب رہتا ہے

ــــــــــــ

اللہ رے تیری غفلتیں تجھے میٹھی نیند سلاگئیں
ہے وفائے سگ درمالکاں وہ تیری وفائیں کہاں گئیں
وہ ادائیں اپنی ہی بھاگئیں تجھے پستیوں میں گرا گئیں
تیرے چار دن کی عبادتیں اخلاق تک تیرا کھاگئیں

ــــــــــــ

کہاں میں حقیر لاشئ کہا مدح مصطفیٰ ﷺ ہے
کہاں زخم لب عصیاں کہاں انکا نقش پاء ہے

ــــــــــــ

میں مانتا ہوں کہ محنت میں عظمت ہے
مگر یہ کسی کی نظر کرم کا صدقہ ہے

ــــــــــــ

کامل کو مبارک ہو یہ طور تجلیٰ
خون دل بہا چلا ہے عرش معلیٰ

ــــــــــــ

منیر سے زھد و تقویٰ عشق میں پامال ہوا
اب وہ آقائی غلاموں کا صنم خانہ ہے

قرابت داروں نے دم لازم کیا تھا
کفارہ دے کے بھی گناہگار ہوں میں

جن کی دیوانگی حکمت ہو
انہیں بہلولؒ دانا کہتے ہیں

حسن بصریؒ سے محبت ہے مجھے
تیرے پیاروں سے پیار کرتا ہوں

کتاب پڑھنے سے کھلتے ہیں راستے دل کے
کتاب والے سے ملنا کمال ہوتا ہے

غم حسینؑ سے دل کو سجا لیا کیجئے
در حسینؑ سے نسبت بہت ضروری ہے

یہ کس نے بزم میں حسین کہا
صبر کی روح فنا ہوگئی ہے

قبولیت دعاؤں کی دیدہ نم سے ہے
روح کی توانائی ان کے غم سے ہے

وہ اپنی قبر منور سے ناصح نکل آئیں پریشاں کھڑے ہوں
منیر زار کے گر سر کے ٹکڑے درجاناں پر بکھرے پڑے ہوں

تمہاری تو عادت ہے رونے کی
وہ کہہ گئے یہ مسکراتے ہوئے

بھیک نہ مانگ زندگی کی کفر ہے یہ
شیر خدا کے غلاموں کی یہ پہچان نہیں

جن کا احساس مرگیا وہ منیر
کل کے کل خیر سے محروم ہوئے

بس اس کیفیت سے گزرتے ہیں عاشق
یہ عشق کہیں بھی سماتا نہیں ہے

گل بیمار کو سمجھا کیا ہے
خون شہد میں شامل ہے میرا

شہید عشق کو دفنا دیا گیا حضور ﷺ
اب یہ فردوس بریں جانے کو تیار نہیں

عجب سنتا ہوں مبتلائے عشق ہونا عیب ہے
نقاب اٹھا میرے عیبوں میں اضافہ کردے

میری دیوانگی سے بھاگتے ہیں لوگ منیر
یار کے غم نے میرا مال و متاع لوٹ لیا

کوچۂ جاناں میں اک بے نشاں نے کچھ نشان چھوڑے ہیں
گل بیمار درجاناں پہ اس دل نے ہاتھ جوڑے ہیں
جو ترو تازہ تھے کلیوں میں نہ دیکھا ان کو
اس محبت نے پاسبان چمن پھول مرجھائے ہوئے توڑے ہیں

اس لیے بھی رخ کو چھپائے پلکیں جھکائے بیٹھے رہے محبوب
کہ ان کے دیوانے پھڑک نہ جائیں مر نہ جائیں کہیں

اتنے تو تیر ظالم بھی نہ مارے ہے جنگ میں
جتنے تم اک نظر میں دل کے پار کرگئے

دوائے مجرب ہے ناصح
نصیحت اک ولیؒ کامل کی

یہ جنت کی مہک منیر زار
خاکپاء انﷺ کی اڑی ہوگی

جلادے طور تجلی سے راکھ ہوجاؤں
کچھ اس طرح کی بہار آئے پاک ہوجاؤں

آج سج دھج کے جو بیٹھے ہیں آپ تخت نشیں
جان سے پھر کوئی دیوانہ چلا جائے گا

معذور بوڑھوں کی طرح آہ و زاری نہ کر
جا میکدے میں شمع پکارتی ہے تجھے

چل میکدے کو اپنا پیالہ اٹھا منیر
اچھا نہیں جوانی میں گوشہ نشیں ہونا

جنت کو چھوڑ آیا ہے بیمار محبت
ساقی شراب خانے کا دروازہ کھول دے

تیری اک ادا ہے کافی مجھے مار ڈالنے کو
تلوار آپ نے کیوں میری جان اٹھائی ہے

ــــــــ

پل صراط پہ آنکھوں سے ملا کر آنکھیں
منیر بیٹھ گیا دیکھ کے صورت ان کی

ــــــــ

اب آنکھوں میں پھپھولے پڑ گئے ہیں
محبت کی سمجھ آتی نہیں ہے

ــــــــ

یوں میرا دل نکالا کھرچنے لگے
رہ نہ جائے کوئی نشان کہیں
پھر کفن پوش کی زباں کاٹی
کچھ نہ کہدے منیر زار کہیں

ــــــــ

ہم اپنے جاناں کے روبرو ہیں تو خود ہمارا پتہ نہیں ہے
ذرا ٹھہر جا اے درد دل وہ حجاب اپنا اٹھا رہے ہیں
وہ انکے آنے سے جھوم اٹھتی ہیں دل کی کلیاں وہ دل کا درپن
وہ رخصت روئے جان جاناں میں دل کے ٹکڑے اٹھا رہے ہیں

ــــــــ

دونوں یکجا ہوگئے تو نغمہ بلبل چلا
عرش تک جانے لگی نالۂ دل کی صدا

اے امام میکدہ بے چارگی دیکھی میری
وادیٔ پر خار میں تھا کاسۂ دل کو اٹھا

مجھے حاجت دعاؤں کی نہیں اس بزم دنیا سے
میری تربت میں وہ آئیں گے سب سامان کردیں گے
بروز حشر مل جائے گی میری بھی سند تم کو
وہ دامن میں چھپائیں گے میری پہچان کردیں گے

مرنے سے پہلے میری قبر کھود رہے ہو
اک دن منیر زار کو تم یاد کرو گے
رسوائے زمانہ تھا یہ تختی پہ لکھو گے
پھر اس کے نیچے اپنا کاروبار کروگے

ایسا کچھ بھی نہیں جناب ہم میں
جیسی یہ لوگ باتیں کررہے ہیں

کرامت قرآن و سنت کی پیروی ہے
یہی اہل ولایت کی دستار ہے

براق عشق ہوں چلا جارہا ہوں
حبیبﷺ خدا کو لیے جارہا ہوں

کوئی دیکھے میرے نازو ادا کو
میں رقص جنوں جھومتا جارہا ہوں
خوشی کا میری آج عالم نہ پوچھو
میں اپنے قدم چومتا جارہا ہوں

ــــــــــــ

گرفتار ہوگیا ہوں میں حشر تک منیر
مجھ سے نگاہ یار کی لذت نہ پوچھیئے

ــــــــــــ

لگا کے سینے سے تصویر یار روئے ہیں
وہ نور عشق محمد ﷺ میں ایسا کھوئے ہیں
منیر ان کے دیوانے تھے ان کے قدموں میں
نہ ہوش دل ہے کہاں سر کو رکھ کے سوئے ہیں

ــــــــــــ

عشق نے اچھا دھو دیا ہے منیر
سر بھی پھوٹا ہے دل بھی ٹوٹا ہے

ــــــــــــ

خود پہ اب ان کا گماں ہوتا ہے
میری آنکھوں میں کوئی جلوہ نما ہوتا ہے

ــــــــــــ

دیوانگی میں حد بھی کچھ رکھا کرو منیر
اک نقش میں ہر نقش قدم چوم رہے ہو

ــــــــــــ

منیر زار اک گدا گر ہے
گداگروں کے گھر نہیں ہوتے

ـــــــ

منیر ادب کا وہ قرینہ کدھر گیا
ہم جس میں تھے سوار سفینہ کدھر گیا
چکرا کے گرے ہوش نہ آیا طبیب کو
وہ دل نہیں رہا وہ کلیجہ کدھر گیا

ـــــــ

عاشقوں نے دوزخ کو کر لیا آباد
ناصحوں کو جنت سے پیام آگئے ہیں

ـــــــ

حساب دینے کا وقت آیا تو رو پڑا ہوں
منیر اب میں منیر کو لاؤں کہاں سے

ـــــــ

آج کچھ درد کے مارے ادھر آنکلے ہیں
خوشی سے کہدو نہ آئے میرے کاشانے میں

ـــــــ

ناصحا بلبلیں اداس ہیں
گل بیمار رو رہا ہوگا

ـــــــ

دل دکھی دکھتا ہے تیری یاد میں
میں نہیں بالکل نہیں فریاد میں
کون ہے دروازہ دل پر میرے
کون ہے اندر منیر زار میں

عشق میں سینکڑوں آفتیں ہیں
وہ ذرا بھی رحم نہیں کرتا

اس خانہ بدوشی میں کیا کہوں ناصح
غریبی دوچار دن میں سمجھ نہیں آتی

رک رک کے ہی آتی تھی جو اک سانس طبیبوں
دی ایسی دوا ہے کہ گلا گھوٹ دیا ہے

اسے کہدو یہ شب غم کی بے ادبی ہے
جو مسکراتا ہوا رند ہے میخانے میں

آغوش مصیبت میں بھی شکوہ نہ کر کچھ تو ہے
عبرت بھی ہے بخشش بھی ہے رحمت بھی ہے راحت بھی ہے

اللہ اللہ یہ داستان محبت مستوں
قتل جس کا ہوا قصاص بھی اسی سے لیا

کاش پیدا ہی نہ ہوا ہوتا
یا میں ہوتے ہی مرگیا ہوتا

میں کون ہوں کہ مجھے جانتا نہیں ہوں میں
میری تلاش میں بھی تیرا پتہ ملتا ہے

بزرگ آنسوؤں کی روشنی ہے
یہ گلشن کبھی ویرانے تھے

اس منافق سے بچاؤ خود کو
جو کسی بات پر راضی نہیں

دکھ درد مصیبت رنج و غم مانا لیکن اپنی جگہ
اپنی نظر کو رکھنا پیارے رکھنا نگاہ یار

اے مبارک پرندوں ہم سے رسم راہ کرو
صرف تمہارا نہیں خون جگر ہمارا بھی ہے

علیؑ کے باغ میں دانہ ہے جان رحمت کا
علیؑ کے باغ میں اک گھونسلہ ہمارا بھی ہے

ابھی فرصت ہے کچھ کرلے منیر
جو تو سویا تو پھر اٹھنے کا نہیں

نفع نقصان سے فارغ ہوئے
اے غم یار مہربانی کر

جس نے چھپالیا وہ رہا عمر بھر اسیر
جس نے دہائی دی وہ پھرا در بدر فقیر
جو بے حجاب تھے چلے بے خوف و بے خطر
جس نے نقاب ڈالا وہ پکڑا گیا منیر

وصال رھگذر کھونا قیامت ہے
فراق ہجر میں سونا قیامت ہے
قیامت کیا ہے بتلاؤ تو جھٹ بولے
منیر زار کا رونا قیامت ہے

شب گریہ پلاتی رہی رات بھر
اشک ان کے ہماری نگاہوں میں تھے

یہ آنکھ وقت کی سوجی رہے گی
یا چادر اوڑھ کے سوتی رہے گی
منیر زار مرجائے گا اک دن
کہانی عمر بھر روتی رہے گی

ان اداؤں نے کہیں کا بھی نہ چھوڑا مجھ کو
آج تو چہرہ تر اپنا بھی دیکھا نہ گیا

ماتم کروں حسینؑ کا میں وہ نہیں منیر
میں وہ ہوں جو یزیدیت سے حشر تک لڑے

یہی افسانہ دل ہے کہ یاد کچھ بھی نہیں
اک تیری یاد ہے بس اور یاد کچھ بھی نہیں
ہم سے رخصت ہوئی ہر شے کہے منیر حزیں
اک تیرا نام ہے بس اور یاد کچھ بھی نہیں

دل چلا گیا ہے مہ کشو طواف کو
نقش پاء کی خبر ہوگئی ہوگی

گل بیمار چار دن کے تماشے میں
لوگ کیسے کیسے تماشے کرتے ہیں

یأجوج مأجوج بھی نہ چاٹ سکیں گے ایسے
جیسے اس قوم نے لفظ جہاد چاٹ لیا

دکھ میرے پیاروں کو نصیب نہ ہو
خوشی کو ہے واسطہ محمدﷺ کا

اس میں رہتا ہے تاجدارﷺ میرا
میں نے دل کو مزار رکھا ہے

اک محبت تڑپ رہی ہے یہاں
منیر زار آؤ فاتحہ پڑھ لیں

کھوگیا ہوں گل بیمار نہ ڈھونڈ
اک تماشہ میری پہچان میں ہے

جس نے خلوت تیری پائی وہی بیدار ہوا
شفا ملی نہ اسے جو تیرا بیمار ہوا

اس دوائی کو میرے نام سے وابستہ رکھ
میں جو چاہوں تو شفاء ہوتی ہے گل بیمار

سورج بجھا بجھا سا لگے ہے گل بیمار
یقیناً وہ بے حجاب ہوئے ہیں ابھی کہیں

ہم ہی ہوں گے گناہگاروں کی پہلی صف میں
ہم ہی ڈالیں گے نظر پہلی رخ جاناں پر

صدائے عشق ہے تڑپا رہی ہے
محبت رقص کرتی جارہی ہے
جانب حشر چلا گل بیمار منیر
زمین کی کھال کھینچی جارہی ہے

مقام محبوبیت ہے یہ گل بیمار
دل جاگتا رہتاہے آنکھیں سوتی ہیں

غم حسینؑ سے دل کو سجا لیا کیجئے
در حسینؑ سے نسبت بہت ضروری ہے

روئیں نہ اہل بیت کے پردے کو وہ منیر
جن کی بہن بیٹیاں بے پردہ ہوگئیں

مٹ جائیگی دلوں سے شہادت کی آرزو
محبت نکال دو ذرا خیر الانام کی

ــــــــــــ

اب وہ آئیں سر محفل مجھے تنہا دیکھیں
میری آنکھوں میں ہر اک اشک کو رسوا دیکھیں

ــــــــــــ

چاند کو چاندنی مبارک ہو
سورج غروب ہوا چاہتا ہے

ــــــــــــ

میں شرابی ہوں نہ آیا کرو منیر یہاں
اللہ والوں کے پاس جایا کرو بیٹھا کرو

ــــــــــــ

ملا ہے جو در محبوبﷺ سے انعام لایا ہوں
جو ان کی یاد میں گزرے وہ صبح و شام لایا ہوں
بروز حشر جو پوچھا منیر زار کیا لائے
تو کہدوں گا محمد مصطفیٰﷺ کا نام لایا ہوں

ــــــــــــ

منیر زار تجھے عشق نے نچوڑ لیا
زمین بچھونا کیا آسمان اوڑھ لیا

ــــــــــــ

شاہ بطحاﷺ تیری خوشبو کو جو پایا ہم نے
اپنی پلکوں سے ہی پھولوں کو بچھایا ہم نے
کیا سمیٹا ہمیں آغوش محبت نے منیر
ڈھونڈتے رہ گئے پر خود کو نہ پایا ہم نے

۔۔۔۔۔۔

سر بھی میرا کٹا ہوا نہ ملا
القصہ یوں دفن ہوئے منیر حزیں

۔۔۔۔۔۔

دل میں ہے خانقاء بسمل کی
سیکھ لی ہے زبان کچھ دل کی

۔۔۔۔۔۔

نور ہی نور برستا ہے میرے ساقی کا
قطرہ قطرہ جو سر عرش گرے پیتا ہوں
گل بیمار میں دھت شرابی ہوں میخانے کا
عالم وجد میں آتا ہوں بہت پیتا ہوں

۔۔۔۔۔۔

درد جتنے بھی تھے زمانے میں
پہنچے مکتوم کے کاشانے میں

۔۔۔۔۔۔

رہوں مست میخوار دے ہوش ایسا
الٰہی میں ایسا کرم چاہتا ہوں

۔۔۔۔۔۔

حرم کے دل کا جمال کیا ہے
لبوں کا انﷺ کے جلال لکھ دے

وہ تو عاشق تھا میرا جس کے لیے
میں نے در در کی خاک چھانی ہے

ہماری یاد ان کو آگئی ہے
بہت بیمار اب رہنے لگا ہوں

آپ رخصت ہوئے تو خبر ملی
منیر زار پاگل ہوگیا ہے

اوقات ہی کیا ہے میرے اے شاہ مدینہ
یہ تیرا کرم ہے جو بکھرنے نہیں دیتا

وہ کیا گئے متاع دیوانہ چلا گیا
اٹھیے منیر پانی تیرا دانہ چلا گیا

جب میں پہنچا بزم میں دیکھتے ہی اٹھ گئے
درد دل کو بڑھا لیا بے رخی پہ لٹ گئے

بد بخت بد نصیب کہاں مر گیا منیر
وہ کب سے آئے بیٹھے ہیں تیری تلاش میں

اس محبت ہی محبت میں ٹوٹتے دل ہیں
دل ہی والوں کے لوٹتے دل ہیں

وہ مبتلائے عشق کہا مانتا نہیں
ضعیف البصر منیر بھی پہنچانتا نہیں

ہمارے ایسے نصیب کہاں کاش ایسا ہوتا
میں عثمان ذالنورین کا گھوڑا ہوتا

گل بیمار تیری عشقباز آنکھوں نے لوٹا ہے
مصّلے چھوڑ کر زاہد بھی میخانے میں پہنچا ہے

گل بیمار میرا کوئی آشیانہ نہیں
کوچہ عشق کے ہر سنگ میں ہوں
صبر آنکھوں سے چھلک پڑا ہے
گل بیمار عجب رنگ میں ہوں

ان آنسوؤں نے تو مجھے بدنام کر دیا
ساقی مجھے شراب کے کنویں میں ڈال دے

وہ مہ کشی کا راز جانتا ہے
جو تیری یاد میں بچھڑتا ہے
وہ جو محو خمار جاناں ہے
وہ کب اپنا خیال رکھتا ہے

نہ جانے کس کی زندگی ملی ہے مجھے
میں تو کب کا حضور مر چکا ہوں

زخم جو آپ نے دیئے ہیں مجھے
انہی سے راستے ملے ہیں مجھے

میرے جنوں کی خبر اہل علم کیا جانیں
میں تیرے پیار میں ہر زخم اٹھا سکتا ہوں

حال کیا ہوگیا ہے تیرا تو تو پکا ملنگ ہوگیا
توں کسی کے بھی لائق نہیں تیرا بیڑہ غرق ہوگیا

چل منیر حزیں اٹھ باندھ اب سامان اپنا
کوئی مکین یہاں اپنا ہے نہ مکاں اپنا

ــــــــــــ

پہنچے طواف سوئے حرم جب گل بیمار
کعبہ طواف رویئت جاناں چلا گیا

ــــــــــــ

وہاں کوئے جاناں میں اک چڑیا کا بچہ مر گیا تھا
یہاں رند میکدے میں لپٹ لپٹ کے رونے لگے

ــــــــــــ

دانہ رکھتا ہے تو پھر جال بچھا
مجبور پرندوں کی بددعائیں نہ لے

ــــــــــــ

واعظ شہر سے مت پوچھ عاشقی کیا ہے
وہ عقل و فہم کے کوچے سے کب نکلتا ہے

ــــــــــــ

دل میرا گوشۂ نشیں فقیر ہے
جو صبح و شام شراب پیتا ہے

ــــــــــــ

منیر میں علیؑ کا غلام ہوں کیا یہ کہوں
شرم آجاتی ہے اپنی بدکاریوں کو دیکھ کر

ــــــــــــ

علی المرتضیؑ کے بچوں کے دروازوں پر
منیر بدکار بھی خیرات لینے جاتا ہے

بس یہی تھا میری وفا کا صلہ
زخم ہی زخم بھر گئے مجھ میں

وہ تو رخ پھیر کے بیٹھا ہے تو کیا بات کریں
اب اٹھے حشر تو ہم جائیں ملاقات کریں

جب سے آیا ہوں مغضوبہ زمین پر
مہ کشوں خون دل بہا رہا ہوں

محبت دراصل وہ ہوتی ہے سائل
جو تجھے اندھا بہرا کردے

گل بیمار میں فقط اک رند ہوں
لاشیء ہوں حقیر ہوں فقیر ہوں

یہاں سب کو سب کچھ یاد ہے
یہ مکتب عشق نہیں دنیا داری ہے

ہو بہو وہ بھی میرے جیسا ہے
جو میرے بعد تجھے ملتا ہے
ہم اکھٹے نہیں ہوسکتے ہیں
میں چلا جاؤں تو وہ ملتا ہے

یا رسول اللہ ﷺ غم کا مارا ہوں
حلق سے آہ و فغاں نہیں جاتی

ہائے مرشد جاں دل جلاتے ہوئے
عمر گذری ہے بس چوٹ کھاتے ہوئے
دل کا دربان ہم سے خفا ہوگیا
روح رخصت ہوئی زخم کھاتے ہوئے

کوے بھی شور مچائیں گے کتے بھی تجھ پر بھونکیں گے
وہ اپنا کام کرتے ہیں تو اپنا کام کر پیارے

الجھے ہوئے ہیں گیسوئے دراز میں عشاق
میخانے میں کسی کو کسی کی خبر نہیں

تو کیا جانے منیر حزیں بات کہاں تک جائے گی
زھراء پاک کے صدقے میں امت بخش دی جائے گی

میری زندگی بھر کی جمع پونجی میرا سامان آخرت
وہ اک خوشی جو عطا ہوئی بیٹا میں فاطمہ زہراء ہوں

جیسا ہے نام تیرا پیارے مالک
کہے منیر بس اتنا کرم کرنا

جب تیرا نام لب پہ آتا ہے
درد کچھ اور مزہ دیتے ہیں

فکر کی تاریکیوں سے باہر نکل
معرفت کی روشنی میں سیر کر

معرفت کی طریقت کی باتیں کریں
پیارے پیارے محمد کی باتیں کریں
چھوڑو شکوے گلے سب منیر حزیں
آؤ بیٹھو محبت کی باتیں کریں

اللہ اللہ وہ صدائے دم منصور اناالحق
بخدا خود ہی وہ شہ رگ سے تڑپ کر نکلا

جو حضرت موسیٰ کو نہ لوٹائے خالی ہاتھ
ملتا ہے سلسلہ ہمارا اس فقیر سے

وہ خاک طیبہ جو ہم کو ملی دیوانے سے
رات بھر دل سے لگاتے رہے ہم روتے رہے
یاد کر کرکے پیارے آقاﷺ کو ہم روتے رہے
گھر بھی روتا رہا فراق میں ہم روتے رہے

سب کرم ہے مدینے والے کا
کوئی کمال کسی میں نہیں ہے

محبوب خود ہی سجاتا ہے اپنی محفل کو
غلاموں یہ تمہارے بس کی بات نہیں

اب حقیقت کھل چکی ہے ناصحوں
اب شفا ہوجائے گی اس زندگی سے

پیاس بھی ہے پینا بھی چاہتا ہوں
شرط یہ ہے کہ پانی پیاسوں کا نہ ہو

کوچہء عشق ہے یا تباہ کاریاں
بلبلیں داغ فرقت لئے مرگئیں
عشق لاحق ہوا ایسا لاحق ہوا
جسم گل سڑ گیا ہڈیاں جل گئیں

کہیں بھی ہو اسے خوشبوئے یار کھینچ لیتی ہے
جہاں بھی چھوڑ دو اسکو انہی کے در پہ جائے گا
میری میت کو وہ کاندھا نہ دیں گے حضرت ناصح
اگر یہ اٹھ گیا تو کون پھر اس کو سلائے گا

چھپے ہوئے چراغوں کی روشنی ہے منیر
انہی سے محفلیں آباد میخانے میں

کاہے ٹکڑوکوں کے کارن پیٹ ہوا سے بھرتے ہیں
دو رتیاں تو بیتی ہیں اور گھونٹ لہو کے بھرتے ہیں
زمین جلی ہے ہمارے دل کی تم کا جانو پریت کا دکھ
ہم سے پوچھو پریت کا دکھ کہ کیسے منیر چلتے ہیں

آپ تو مردوں کا جنازہ پڑھتے ہیں
اور کچھ زندوں کا بھی پڑھ دیتے ہیں

خاموشی اس قدر کیوں ہے منیر
کہ خود سے بات بھی نہ کی جائے

ــــــــ

زبان سے روح کھینچی گئی ہے
اب وہ مردہ پڑی ہے غار میں

ــــــــ

کون ہے اب جو یہاں آئے ساتھ دے تیرا
تیرا تو تُو بھی نہیں ہے جو ساتھ دے تیرا

ــــــــ

میں نے عمر گزار دی گناہوں میں
مفلسی اس سے بڑھ کے کیا ہوگی

ــــــــ

رشتے دار سب کے بچھو ہیں
جس کو دیکھو ہاؤ ہو کرتا ہے

ــــــــ

سنیئے حسد نہ کیجئے یہ مالک کی عطا ہے
جل جل کے پکوڑے جیسے ہوگئے ہیں آپ
ماشاء اللہ اہلیہ نے آپ کی کمال کردیا
رفتار میں اب گھوڑے جیسے ہوگئے ہیں آپ

ــــــــ

مجذوب کا جذب آپ رہنے دیں
آپ گمراہ نہ ہو جائیں کہیں

آپ مزدور جزاء کے طالب ہیں
آپ کیا جانیں قلندری کیا ہے

کہے گمنام سنے کون میری
پیاس میری کوئی بجھاتا نہیں
مردہ خانے میں مدت ہوئی
شناخت کو کوئی آتا نہیں

خیرات لے رہی ہے فتنے کی میری قوم
اک دن یہ پریشانیاں ہر گھر سے اٹھیں گی

سب کافروں کا پیشوا دجال ہوگیا
شیطانی آنکھ ہر جگہ آئی نظر مجھے

وہ سب خطاؤں کو جانتا ہے
وہ پیار کرتا ہے پھر بھی ناصح

کیا کہا میرے محبوب کی صورت نہیں ہے
نکال دے میری آنکھیں انہیں پامال کردے

خنجر پیالہ کیوں آپ نے بھیجا نہیں حضور
کیا بوٹی بوٹی کرکے میں پہنچا دیا جاؤں

دودھ پینے والوں میں نہ ڈھونڈ میرے ساقیا
خون دینے والوں کو خنجر پیالہ بھیج دے

ہائے بوقت ذبح مسکراہٹوں سے میری
فرش تا عرش سب فرشتے تڑپتے رہے

بوقت ذبح تیرا نام کیا لاتے زباں پر
خون بہتے ہی راز کھل گیا بیگانوں پر

نہ کھل سکے جہاں زباں نہ تحریریں گرہ کھولیں
پھر سماعت کی بھی وہاں کوئی مجال نہیں

محبت جس سے بیگانہ ہوچکی ہو
وہ تیرے درد کی دنیا نہیں ہے

آنسوؤں میں میں نہیں ملتا ہوں اب
قصر دل میں گمنام ہوکے رہتا ہوں

میں وہ نہیں ہوں جو تم کو نظر آتا ہے
کیوں گناہگار کی مٹی خراب کرتے ہو

قبر بھی میری مائل فریاد ہوگی
اور کہے کی یہ تماشہ کیا ہے

ڈال دے ساقیا دوزخ میرے پیمانے میں
مجھ سے محبوب کا گریہ نہیں سنا جاتا

بہت دنوں کے بعد میں نے مجھے دیکھا ہے
لبوں پہ زخم لیے وہ مجھے ملا تو سہی

اٹھ کہ ابلیس کے فرزندوں نے ہے للکارا
دھاڑ وہ دے کہ لرز اٹھے یہ جنگل سارا
دشمن دیں کو خبر ہو کہ ابھی زندہ ہے
فکر و فاقہ سے نہیں مرتا غموں کا مارا

میں رتجگوں کی چراگاہوں میں
گل بیماروں کا محافظ ہوں
غروب شمس ابتدا ہے میری
میں ڈھلتے چاند کا اندھیرا ہوں

اب میرے ساتھ میں بھی نہیں
اور تیرے ساتھ ساری دنیا ہے

ابھی اڑاتا ہے مذاق میری بے بسی کا
دیکھنا یہ چمن سارا مجھے روئے گا

یہ محبت عجیب شے ہے بدیع العجائب
آپ اتنی آسانی سے سمجھ لیتے ہیں

آؤ میں یار کی خبر دے دوں
یار تو یار کے پہلو نشیں ہے

گل بیمار کا میں مقبرہ ہوں
گل بیمار مجھ میں رہتا ہے

خاک جاناں جو صبا لائی چومنے کے لیے
وہ بھی عقیدت مندوں میں تقسیم ہوگی

مدتیں ہوئیں نہیں لوٹی
روح بے قابو ہوگئی تھی
گل بیمار درجاناں پر
روتے روتے کھوگئی تھی

دوزخ عذاب قبر کا واعظ سے پوچھیے
دروازہ جنت پہ لکھا نام علیؑ ہے

گدی نشین آپ ہیں گدا نشین ہم
مسند یہ آپ اور زمیں پہ بیٹھتے ہیں ہم

کہا مجذوب سے اک دن یہ میں نے میری مزدوری کھا گیاہے وہ
کہا مجذوب نے معاف کردے بادشاہوں کو کمی کیا ہے

سمجھ نہ آئی دلیل دیوانے کی
قفس میں پانی کو پیاسہ رکھا

گلی کے کچرے کو عزت بخشی
منیر زار ممنون و مشکور ہے

ــــــ

ہم نہیں رونق محفل کو بڑھانے کے لیے
زخم ہوتے نہیں ہونٹوں پہ سجانے کے لیے

ــــــ

منیر کیا آیا دنیا چھوڑ کر
کوئی زندہ نہ رہا قبروں میں

ــــــ

منیر زار اک گداگر ہے
گداگروں کے گھر نہیں ہوتے

رازمحبت

یوں شوق شہادت کا طالب جل جانے کو ہے میرا پروانہ
جو شمع نے دکھ اٹھائے ہیں کب سمجھا ہے وہ میرا پروانہ
میں واقف ہوں امیدوں سے جو کوچہء عشق میں ٹوٹتی ہیں
میرا دلِ عاشق کے دل میں ہے معشوق ہے میرا کاشانہ
دل دکھی ہوئے بیماروں کے دل خون ہوئے بیداروں کے
دل زخمی ہوئے مہ خواروں کے دکھ درد بھرا ہے گلستانہ
قطب بھی ہیں اخیار بھی ہیں ابدال بھی ہیں اوتاد بھی ہیں
سب چاہنے والے ہیں میرے پر عجب ہی ہے میرا مستانہ
میں رہنما ہوں اشکوں کا دل دل روتا ہے مستّوں کا
میرے مستانوں تمھیں کافی ہوں کیا دواخانہ کیا شفا خانہ
یہ عشق بھی میری بخشش ہے یہ سوز و گداز بھی مجھ سے ہے
میں واقف راز علی العرش استوٰی کیا بلبل ہے کیا چمنستانہ
جو راز ہے راز ہی رہنے دے میرے اور بھی ہیں کیا مستانے
جا کہدیا کہ میں تیرا ہوں اور تو ہے عجب میرا مستانہ

کلام

دیوانہ ہوں دیوانہ میں اپنے جانانہ کا
مستانہ ہوں مستانہ میں اپنے جانانہ کا
میں شمعٔ محبت کے ہر دم طواف میں ہوں
پروانہ ہوں پروانہ میں اپنے جانانہ کا
تصویر یار کی ہے میری چشم تر میں مستوں
میخانہ ہوں میخانہ میں اپنے جانانہ کا
نسبت سے میں نے پائی خیرات شاہ بطحاﷺ
پیمانہ ہوں پیمانہ میں اپنے جانانہ کا
مجھے ہوش دل نہیں ہے مجھے بے خودی نے لُوٹا
مستانہ ہوں مستانہ میں اپنے جانانہ کا
منیر میرے جسم و جاں میں وہ سما گئے ہیں
کاشانہ ہوں کاشانہ میں اپنے جانانہ کا

کلام

ان کے انداز کرم نے کیا مستانہ مجھے
چشم ساقی نے کیا جلوہ جانانہ مجھے
چشم مست عجب نے دل کو ولایت بخشی
مخمور مستوں کے لیے کردیا میخانہ مجھے
اللہ اللہ میرے ساقی کی وہ نم آنکھیں
منہ چھپا لینا نہ دیکھے کوئی دیوانہ مجھے
اللہ اللہ ملی درد کی خیرات مجھے
کردیا اس نے محبت بھرا کاشانہ مجھے
میں چلا جاؤں گا یہ داغ محبت لے کر
ایک دن روئے گا یہ ناز گلستانہ مجھے
صورت رند جو بگڑی منیر فرقت میں
کیا ادا تھی میرے سرکار نے پہچانا مجھے

کلام

میں مست ہوں علیؑ کا میں جمال یار ہوں
میں صدائے عشق و مستی میں وصال یار ہوں
میں جمال روئے جاناں میں اٹھا ہوں دو جہاں سے
یہ حرم تمہیں مبارک میں طواف یار ہوں
مجھے شوق شہادت نے بخشی ہے سرفرازی
میں راز دلربا ہوں میں خمار یار ہوں
میرے راز کو یہ اہل دل کیا سمجھ سکیں گے
میں جلوہ جانانہ میں فدائے یار ہوں
نہیں کوئی مست مجھ سا دربار مرشدی میں
میں اسیر بوئے جاناں میں مزار یار ہوں
میں منیر نقش پائے علیؑ چومتا ہوں ہر دم
میں گدائے کوئے جاناں میں غبار یار ہوں

کلام

اٹھا ابن امجد الھاشمی جنازہ تیرا سجایا ہوا
ہائے رنگ روپ کیا کہیے جلایا ہوا مٹایا ہوا
عشق و وفا کا آفتاب روتے روتے ڈھل گیا
چہرۂ تر تو دیکھیئے ستایا ہوا رلایا ہوا
وہ پیار کا مارا گل بیمار مستوں چل بسا
ہائے در بدر فراق میں غبار تھا اڑایا ہوا
وہ شعلہ ہائے شرح غم وہ مست ناز چشم نم
وہ میکدے کی آبرو تھا خون دل بہایا ہوا
فراق کا قرض ادا ہوا نہ چشم خیر سے
ہائے چشم یار کے ستم اٹھا یا ہوا بھلایا ہوا
بیمار غم کو یار نے جلا کے راکھ کردیا
چراغ بے کسی شب فرقت میں تھا بجھایا ہوا
بڑا گناہگار تھا ہائے سوگوار کر گیا
ہائے عشق کی تباھیاں تیرِ نظر چلایا ہوا

حمد باری تعالیٰ

مالک و مولیٰ بس اتنا کرم کر جتنا بڑا تیرا نام
جھولی پسارے مانگ رہا ہوں صدقۂ خیر الانام
مالک تیرے فضل و کرم کا طالب ہے گل بیمار
دونوں جہاں میں کون و مکاں میں تیرے کرم بے شمار
ڈوبی کشتی بیچ سمندر در بدر کی ٹھوکریں کھائیں
مالک تیرے عفو و کرم نے بخشا مجھے قرار
اپنی عطا سے اپنے کرم سے بھر دے میرا خالی کاسہ
عشق نبیﷺ میں رہیں ہمیشہ میری آنکھیں اشکبار
مالک سن فریاد ہماری مالک رکھ لے لاج ہماری
کوئی نہیں ہے تیرے سوا جو سن لے میری فریاد
دونوں جہاں میں کون و مکاں میں مجھ سا عاصی کوئی نہیں
مالک تیرے رحم و کرم کا مستحق ہے بیمار
مالک بنالے اپنا بندہ بخش دے میرے گناہ
ایسی لگادے دل کو لگن تیرا ذکر رہے صبح و شام
تُو نہ سنے گا و کون سنے گا مالک میری فریاد
ہے غموں کا مارا ہوا تیرا بندہ منیر زار
مستی و شوق جنوں بیدار کا
کیا سناتے ہو گل بیمار کا
چشم تر اپنا قرار کھو چکی

اشک تھا یہ شب آفتاب کا
کب یہ سمجھا ہے میرا عفو و کرم
تذکرہ ہے بس دل برباد کا
زخم رہتاہے زباں کی نوک پر
نعمتوں کا ذکر ہے نہ پیار کا
اب وہ اپنی جان کہتا ہے مجھے
یہ فسانہ ہے دل دربار کا
دنیا و مافیھا سے بیزار ہے
اب وہ طالب ہے میرے دیدار کا

کلام

میرا محبوب کہتاہے منیر تو میرے کوچے سے چلا جا
کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے چاند جیسے چہرے پر فدا ہو جانے
والے مسکین عاشق دلبرداشتہ ہوکر تجھے قتل کردیں

کلام

برا ہونا بھی مصیبت جاں ہے
اچھا ہونا بھی سزا ہوتی ہے
شفا ملے نہ ملے لیکن حضرت
دعا ہوتی ہے دوا ہوتی ہے

کلام

آؤ دیکھو ناں میری بگڑی صورت
آؤ پامال محبت سے ملاقات کرو
ہوں ابھی ہوش میں منیر حزیں
خامشی رخصت کرو کچھ بات کرو

کلام

فکر کیا شے ہے اس پر حکایت
گونگا دانشور بہروں کو سنا رہا تھا
اونٹ گدھے گھوڑے گائے بکریاں
اندھا مسیحا اندھوں پر لٹا رہا تھا

اس کتاب کشکول منیر کی اشاعت محترم ڈاکٹر وحید الظفر اور ان کی اہلیہ کے تعاون سے ممکن ہوئی میری دعا ہے اللہ پاک ان پر اور ان کے تمام اہل و عیال پر اپنی کروڑ ہا رحمتوں کا نزول فرمائے اور ان کی سعی و کاوش کو اپنی بارگاہ میں منظور و مقبول فرمائے۔

آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ
احقر و عاجز ابن امجد الھاشمی منیر احمد

ہر کثرت جماعت جو دیکھی قریب سے
حق آٹے میں نمک کے برابر ملا مجھے

ــــــــ

کوئی اپنا نہیں تو غم نہ کر
سرائے ہے یہ دنیا فانی ہے

ــــــــ

0303-2195295

ISBN: 978-969-23087-0-1